https://ataunnabi.blogspot.com/

تذکرۂ جاناں

۱۴۳۰ھ

خانقاہ سلطانیہ جہلم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تذکرۂ جاناں

۱۴۳۰ھ

خواجۂ عالم قاضی

محمد صادق صدیقی مجددی

قدس سرہ العزیز

کے

حالات و کمالات کا آئینہ خانہ

مؤلف

مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی

خانقاہِ سلطانیہ جہلم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اولیائے کرام کی تذکرہ نگاری کا ایک رہنما اصول

از

حضرت خواجۂ عالم قاضی محمد صادق مجددی قدس سرہ العزیز

عام رجحان ہے کہ اولیائے کرام کا تعارف کرامات اور تصرفات کے ذریعے سے کرایا جاتا ہے، اس میں شک نہیں کہ اولیائے کرام کی کرامات برحق ہیں، ہم ان کے قائل ہیں، مگر اولیائے کرام کی عظمت کا راز ان کی تعلیمات، اخلاق اور کردار میں مضمر ہے کیوں کہ ان ہی میں بندگانِ خدا کی رہنمائی اور تعلق باللہ کا سامان ہے، جب کہ کرامات اولیائے کرام کے مقام کی رفعت کو واضح کرتی ہیں۔

اصل چیز دین پر عمل اور اسلامی کردار ہے، کرامات روحانی ارتقاء کا ثمرہ ہوتی ہیں، اس لئے اولیائے کرام کی سیرت و کردار کو بیان نہ کرنا جو ان کے روحانی ارتقاء کا باعث ہے محض کرامات کو بیان کرنا گھوڑے کے آگے تانگہ جوتنا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فہرست

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
۱۷	☆ تقدیم	۱
	حضرت صاحبزادہ مولانا محمد بدرالاسلام صدیقی مدظلہ العالی	
۲۷	☆ حدیثِ دل	۲
۳۰	من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ	۳
	☆ باب اول : حیاتِ مبارکہ	
۳۵	خاندانی پس منظر	۴
۴۳	ولادتِ باسعادت	۵
۴۷	ابتدائی تعلیم	۶
۵۲	حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کا وصال	۷
۵۴	درسِ نظامی کی تعلیم	۸
۶۴	فطری سعادت مندی	۹
۶۶	حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت	۱۰
۷۳	نماز کی پابندی	۱۱
۷۵	گھوڑسواری	۱۲
۷۸	بچپن کی چند یادیں	۱۳
۸۳	بیعت وسلوکِ طریقت	۱۴
۸۹	آپ قدس سرہ مرید نہیں مراد تھے	۱۵

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
۱۶	مقدمہ بازی سے دست برداری	۹۵
۱۷	حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کی پہلی تعمیر	۹۷
۱۸	بعض مجاہدات	۹۹
۱۹	پہلا نکاحِ مبارک	۱۰۴
۲۰	علالت اور حصولِ شفا	۱۰۷
۲۱	ایک ہندو کی نذر۔۔۔۔۔گھوڑی	۱۰۹
۲۲	سائیں محمد حسن زلفاں والے رحمۃ اللہ علیہ کا وصال	۱۱۰
۲۳	سیوارام ہندو سیٹھ کا قبولِ اسلام	۱۱۱
۲۴	بستر مبارک پر سانپ	۱۱۴
۲۵	چند سفر	۱۱۶
۲۶	سرہند شریف کا سفر	۱۱۹
۲۷	بفہ شریف کا سفر	۱۲۳
۲۸	چورا شریف کا سفر	۱۲۷
۲۹	غوث بی کا قضیہ	۱۳۱
۳۰	بابائے پونچھ کیپٹن سردار خان سے ملاقات	۱۳۴
۳۱	مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۵
۳۲	حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت	۱۳۸
۳۳	چوہدری محمد دین صاحب کا حلقۂ ارادت میں داخلہ	۱۳۹
۳۴	مولوی کرم دین (غیر مقلد) سے گفتگو	۱۴۱

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
۳۵	علم دین قادیانی سے گفتگو	۱۴۳
۳۶	مشہور ڈاکو سے ملاقات	۱۴۵
۳۷	کپتان شان خان سے ملاقات	۱۴۶
۳۸	چورہ شریف کے صاحبزادہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کی کوٹلی میں آمد	۱۴۹
۳۹	۱۹۴۷ء میں عارضی نقل مکانی	۱۵۰
۴۰	سائیں حکم داد کی چند باتیں	۱۵۱
۴۱	حاجی بقا محمد رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت اور حادثہ	۱۵۲
۴۲	مفتی محمد امین صاحب کی پہلی ملاقات اور بیعت	۱۵۵
۴۳	نظام المدارس سلطانیہ کا نیلہ بٹ	۱۵۸
۴۴	مولانا سیف علی کو تدریس کی دعوت اور ان کی معذرت	۱۵۹
۴۵	نظام سلطانیہ کے اولین استاد	۱۶۰
۴۶	ایک مرید۔۔۔نور محمد رحمۃ اللہ علیہ	۱۶۱
۴۷	خانقاہِ سلطانیہ میں رہائشی مکان کی پہلی تعمیر	۱۶۵
۴۸	صوفی فوجدار خان رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت	۱۶۷
۴۹	گندم منڈی راولپنڈی میں قیام	۱۶۹
۵۰	درس شریف سے چند طلبہ کا فرار اور واپسی	۱۷۱
۵۱	مولوی غلام اللہ خان اور مولوی سیدن شاہ	۱۷۳
۵۲	حضرت مائی صاحبہ کلاں رحمۃ اللہ علیہا کا حج مبارک	۱۷۵
۵۳	حج کی پیش کش اور اس کا جواب	۱۷۷

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
۵۴	سیالکوٹ میں مسجد حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت	۱۷۸
۵۵	اصحابِ رڈہ کے مزارات اور مسجد کی پہلی تعمیر	۱۷۹
۵۶	حاجی احمد جان صاحب کی مسجد میں قیام	۱۸۰
۵۷	نکاحِ ثانی	۱۸۲
۵۸	جامع مسجد جی ٹی روڈ دینہ کا سنگ بنیاد اور اولاد کی تربیت	۱۸۷
۵۹	حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے تابوت کی منتقلی	۱۸۸
۶۰	حضرت شاہ ابوالحسن زید دہلوی کی آمد	۱۸۹
۶۱	مولانا ضیاء اللہ قادری کی تقریر کی سماعت	۱۹۲
۶۲	سادات کا احترام	۱۹۳
۶۳	حضرت زید دہلوی کی دوسری بار آمد	۱۹۴
۶۴	سردار عجائب سنگھ	۱۹۶
۶۵	حضرت زید ابوالحسن کی تیسری بار آمد	۱۹۹
۶۶	سنی کانفرنس میرپور میں شرکت کا حکم	۲۰۰
۶۷	والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کا انتقال	۲۰۱
۶۸	پروفیسر منظور الحق صدیقی کا سوال اور اس کا جواب	۲۰۳
۶۹	محکمہ زکوۃ وعشر کی پیش کش اور آپ کا جواب	۲۰۷
۷۰	نمازِ تراویح میں حافظ صاحبان کی خدمت	۲۰۸
۷۱	سائیں عبدالمنان کی تجہیز و تکفین	۲۰۹
۷۲	آپ کے تعویذات کی شہرت	۲۱۱

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
۲۱۲	تبلیغی جماعت والوں کی زیادتی	۷۳
۲۱۴	ایک عورت کو نصیحت	۷۴
۲۱۵	حضرت زید ابوالحسن دہلوی کی چوتھی بار آمد	۷۵
۲۱۷	روایات کی صحت کا اہتمام	۷۶
۲۱۸	ایوانِ صدر میں امام کی تقرری کا مسئلہ	۷۷
	دہلی میں مزاراتِ شریفہ پر گنبد اور اولیائے کرام کے	۷۸
۲۱۹	مزارات پر غلاف	
۲۲۰	عیدالاضحیٰ پر قیدیوں کو کھانا	۷۹
۲۲۱	آنکھوں میں نزول الماء	۸۰
۲۲۲	دندانِ مبارک کا نکلوانا	۸۱
۲۲۳	دہلی سے حضرت زید کے خادم محمد ادریس قریشی کی آمد	۸۲
۲۲۵	آنکھ کا آپریشن	۸۳
۲۲۶	گیارھویں شریف کے بارے میں	۸۴
۲۲۷	شعبۂ حفظ کے طلبہ کے لئے پرائمری تعلیم کا انتظام	۸۵
۲۲۸	نمازِ اشراق تک مسجد میں بیٹھنے کا معمول	۸۶
۲۲۹	اپنی سال گرہ منانے کا طریقہ	۸۷
۲۳۰	صاحب زادہ علی احمد بغوی صاحب کا سفرِ آزاد کشمیر و پنجاب	۸۸
۲۳۲	بیرسٹر سلطان محمود وزیر اعظم آزاد کشمیر کو نصائح	۸۹
۲۳۳	انفلوئنزہ اور ہچکی	۹۰

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
۹۱	نوافل میں قرآنِ مجید کی سماعت	۲۳۴
۹۲	جدِّ اعلیٰ کے مزار کی پاکستان میں منتقلی کا منصوبہ	۲۳۵
۹۳	کار کا نذرانہ اور اس کا مصرف	۲۳۷
۹۴	صاحبزادہ علی احمد کا انتقال	۲۳۸
۹۵	ایک طالب علم کی اچانک موت	۲۳۹
۹۶	حضرت شاہ ابوالحسن زید رحمۃ اللہ علیہ کی آخری بار آمد	۲۴۱
۹۷	حضرت میاں فضل الٰہی معروف بہ ماموں جی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال	۲۴۲
۹۸	حضرت پیر محمد زاہد دامت برکاتہم العالیہ کی والدہ ماجدہ کا انتقال	۲۴۴
۹۹	حضرت شاہ ابوالحسن زید رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت	۲۴۶
۱۰۰	جامع مسجد الفردوس میں حادثہ	۲۴۷
۱۰۱	نمازِ تہجد کے لئے لاؤڈ سپیکر پر اعلان	۲۴۹
۱۰۲	حضرت مولانا سید مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جستجو	۲۵۱
۱۰۳	حضرت قاضی فتح اللہ شطاری کا ختم مبارک	۲۵۲
۱۰۴	حضرت جدِ امجد کے کنوئیں کی بحالی	۲۵۳
۱۰۵	حضرت مولانا محمد نذیر رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت	۲۵۵
۱۰۶	حاجی مشتاق احمد صاحب کا انتقال	۲۵۶
۱۰۷	حضرت حاجی پیر دامت برکاتہم العالیہ کی والدہ ماجدہ کی رحلت	۲۵۷
۱۰۸	ایک فیصلہ	۲۵۹
۱۰۹	باولی شریف میں میاں خادم حسین اور	

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	میاں کرامت حسین کی والدہ کا انتقال	۲۶۱
۱۱۰	ایک کتاب کے انتساب پر اظہارِ تواضع	۲۶۲
۱۱۱	حضرت خواجہ محمد خان عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پاپوش مبارک	۲۶۳
۱۱۲	اظہر الاسلام متعلم ایم۔اے کا انتقال	۲۶۴
۱۱۳	اپنی قبر انور کی تیاری	۲۶۶
۱۱۴	رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ کو ایک ہزار مساجد میں ختمِ قرآن	۲۶۷
۱۱۵	کمزوری کی شدت اور ذمہ داری کا احساس	۲۶۸
۱۱۶	صوفی رحمت علی صاحب کا انتقال	۲۶۹
۱۱۷	رمضان لمبارک ۱۴۲۳ھ میں حفاظ کرام کی تقریریاں	۲۷۰
۱۱۸	ہمشیرہ محترمہ کا انتقال	۲۷۱
۱۱۹	خانقاہِ اکبریہ پاک پتن شریف میں دو حادثے	۲۷۴
۱۲۰	حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو ایک حادثہ	۲۷۶
۱۲۱	عید کے موقعہ پر سنگیوں کی ملاقات سے محرومی	۲۷۸
۱۲۲	از حد نقاہت اور کمزوری	۲۷۹
۱۲۳	شفا انٹرنیشنل ہسپتال میں	۲۸۰
۱۲۴	مہمانوں کی کثرت	۲۸۲
۱۲۵	سنگیوں کے لئے طویل دعا	۲۸۳
۱۲۶	مسجد شریف رووات تک کا سفر	۲۸۴
۱۲۷	تشنۂ تکمیل ایک پروگرام	۲۸۵

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
۱۲۸	قاری فضل حسین صاحب کا سانحۂ ارتحال	۲۸۶
۱۲۹	سی۔ایم۔ایچ راولپنڈی کا سفر	۲۸۸
۱۳۰	چیچیاں شریف میں احبابِ طریقت کا اجتماع	۲۸۹
۱۳۱	جامع مسجد فتحیہ شطاریہ (قدیم میرپور) میں تقریب	۲۹۱
۱۳۲	احبابِ طریقت میں ڈاکٹر محمد اکرم صاحب کا امتیاز	۲۹۳
۱۳۳	سی۔ایم۔ایچ راولپنڈی اور خانقاہ سلطانیہ جہلم کا سفر	۲۹۵
۱۳۴	آپ قدس سرہ کی آخری سالگرہ	۲۹۷
۱۳۵	آخری جمعۃ المبارک	۲۹۸
۱۳۶	مسلسل خاموشی	۲۹۹
۱۳۷	دوران علالت مختلف کیفیات اور چند وصیتیں	۳۰۰
۱۳۸	یا سلام کا ورد	۳۰۲
۱۳۹	حیاتِ مستعار کا آخری روز اور وصال مبارک	۳۰۳
	☆ باب دوم : حلیہ مبارک	۳۰۷
	☆ باب سوم : لباس مبارک	۳۱۳
	☆ باب چہارم : دینی خدمات	۳۱۷
۱۴۰	مساجد کی تعمیر	۳۱۹
۱۴۱	مزاراتِ مبارکہ کی تعمیر	۳۲۸
۱۴۲	مزار شریف حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ	۳۲۸

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
۱۴۳	مزار شریف حضرت پیر سید نیک عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۳۲۹
۱۴۴	مزار شریف حضرت حاجی محمد بفوی رحمۃ اللہ علیہ	۳۳۰
۱۴۵	مزارات درگاہ شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ	۳۳۱
۱۴۶	مشائخ باولی شریف کے مزارات پر گنبد	۳۳۲
۱۴۷	مزار حضرت خواجہ میر کلال رحمۃ اللہ علیہ	۳۳۳
۱۴۸	مزار شریف حضرت قاضی فتح اللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ	۳۳۴
۱۴۹	مزارات پر غیر شرعی حرکات کی ممانعت	۳۳۶
۱۵۰	گیارہویں شریف اور چہلم وغیرہ کی تقریبات	۳۳۹
۱۵۱	علماء وصوفیاء کی سرپرستی	۳۴۲
۱۵۲	حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی کی آمد	۳۴۳
۱۵۳	علامہ عبداللہ مصری ازہری کی آمد	۳۴۴
۱۵۴	مولانا مظہر قیوم مشہدی کی آمد	۳۴۵
۱۵۵	مولانا سیّد محمد عرفان شاہ مشہدی کی آمد	۳۴۶
۱۵۶	مولانا علی احمد سندھیلوی کی آمد	۳۴۶
۱۵۷	مولانا محمد اشرف مجددی سیالکوٹی کی آمد	
۱۵۸	صاحبزادہ جلیل الرحمٰن صاحب عیدگاہ راولپنڈی کی آمد	
۱۵۸	مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کی آمد	۳۴۸
۱۵۹	راولاکوٹ کے مولانا محمد ابراہیم صاحب کی پیش کش	۳۴۹
۱۶۰	قاری احمد بخش ملتانی کی آمد	۳۵۰

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
۱۶۱	اعوان شریف کے صاحب زادہ محمد محمود صاحب کی آمد	۳۵۰
۱۶۲	کیاں شریف کے سجادہ نشین کی آمد	۳۵۱
۱۶۳	مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب کی آمد	۳۵۱
۱۶۴	پیر صاحب ماشو شریف کی آمد	۳۵۲
۱۶۵	قاضی اشتیاق احمد دہلوی صاحب کی آمد	۳۵۳
۱۶۶	علامہ غلام رسول سعیدی کی آمد	۳۵۳
۱۶۷	مولانا ضیاء اللہ قادری صاحب کی حاضری	۳۵۴
۱۶۸	گھمکول شریف کے صاحب زادہ صاحب کی آمد	۳۵۵
۱۶۹	مانگٹ کے مولانا عبد الجلیل صاحب کی آمد	۳۵۶
۱۷۰	خواجہ محمد عمر بیر بلوی کے صاحب زادہ کی آمد	۳۵۶
۱۷۱	موہڑہ شریف کے ایک صاحب زادہ صاحب کی آمد	۳۵۷
۱۷۲	مولانا نثار احمد بن حضرت علامہ شرف قادری صاحب	۳۵۷
۱۷۳	علمائے کراچی کی آمد	۳۵۸
۱۷۴	طلبہ اور حفاظ کرام کی قدر و منزلت	۳۵۹
	☆ باب پنجم : سیرت و اخلاق	۳۶۳
۱۷۵	زہد	۳۶۶
۱۷۶	مال و متاع دنیا سے بے نیازی	۳۶۶
۱۷۷	دنیاداروں سے بے نیازی	۳۶۸

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
۳۶۹	خالص دنیوی معاملات میں عدم دلچسپی	۱۷۸
۳۷۱	تواضع	۱۷۹
۳۷۴	عزیمت پر عمل	۱۸۰
۳۷۸	مہمان نوازی	۱۸۱
۳۸۲	مشائخ کرام کی اولادوں کا احترام	۱۸۲
۳۸۶	اوراد و وظائف پر پابندی	۱۸۳
۳۸۸	والدین کی خدمت	۱۸۴
۳۹۱	نذرانوں میں احتیاط	۱۸۵
۳۹۵	☆ باب ششم : چند ملفوظاتِ مبارکہ	
۳۹۷	ان کی باتیں۔۔۔سونے کی ڈلیاں۔۔۔پھولوں کی کلیاں	۱۸۶
۴۰۱	☆ باب ہفتم : اعترافِ عظمت	
۴۰۳	چند اکابر کے تاثرات	۱۸۷
۴۰۴	حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ	۱۸۸
۴۰۶	استاذ الاساتذہ مولانا عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ	۱۸۹
	حضرت مولانا شاہ احمد نورانی اور	۱۹۰
۴۰۸	مولانا عبدالوہاب اچھروی رحمۃ اللہ علیہما	
۴۱۰	حضرت صاحبزادہ فیض الحسن آلومہاروی رحمۃ اللہ علیہ	۱۹۱
۴۱۱	حضرت پیر محمد کرم شاہ ازہری بھیرہ شریف رحمۃ اللہ علیہ	۱۹۲

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
۱۹۳	حضرت مولانا مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ	۴۱۳
۱۹۴	حضرت مولانا محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی	۴۱۵
۱۹۵	حضرت علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی	۴۱۶
۱۹۶	حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ	۴۱۷
۱۹۷	حضرت مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ	۴۲۰
۱۹۸	حضرت قاضی غلام محمود ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ	۴۲۲
۱۹۹	حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ	۴۲۵
۲۰۰	حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ	۴۲۷
	☆ باب ہشتم : باقیات صالحات	۴۲۹
۲۰۱	اولاد مبارک	۴۳۱
۲۰۲	خلفائے کرام	۴۳۴
۲۰۳	قطعات تاریخ وصال: از خالد محمود بخاری	۴۳۵

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تقدیم

از

حضرت صاحب زادہ مولانا

محمد بدرالاسلام صدیقی مدظلہ العالی

اٰیَةٌ مِّنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ، حُجَّةُ اللّٰہِ عَلَی الْاَرْضِ فِیْ عَصْرِہٖ، وَحِیْدُ زَمَانِہٖ، فَرِیْدُ وَقْتِہٖ، کوہِ تمکین واستقامت، امامی وقدوتی وسیدی الجد حضرت خواجہ قاضی محمد صادق مجددی صدیقی نوراللہ مرقدہ کا ہر عمل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا وخوشنودی کی خاطر تھا۔ آپ "اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" کا عملی نمونہ تھے۔ آپ کا چلنا، پھرنا، سونا، جاگنا سنتِ نبویہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کی اتباع میں ہوتا۔ الغرض آپ کی ہر ہر ادا سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق تھی۔ آپ کے لیل ونہار یادِ باری تعالیٰ میں مشغولیت اور اسی کی تلقین میں گزرتے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی شریعتِ مطہرہ کی اشاعت، سلسلۂ عالیہ کی خدمت، راہِ راست سے بھٹکی مخلوق کی راہ نمائی اور درماندہ، یتیم اور بے آسرا لوگوں کی اشک شوئی کیلئے وقف کر رکھی تھی۔ آپ کا وجودِ مسعود خلقِ خدا کیلئے سراپا رحمت تھا۔ خلقِ خدا اپنی حاجات لئے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتی اور اللہ تعالیٰ ان کی مرادیں پوری فرمادیتا۔ گویا حضرت سیدی الشیخ نور اللہ ضریحہ کنزالعمال کی اس حدیث کے صحیح مصداق ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بلاشبہ اللہ کے کچھ بندے ہیں کہ اللہ نے انہیں مخلوق کی حاجت روائی کیلئے خاص فرمایا ہے لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں ان کے پاس لاتے ہیں، یہ بندے عذابِ الٰہی سے امان میں ہیں۔" (کنزالعمال ۶/۳۵۰)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مصیبت زدہ و پریشاں حال لوگ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور آپ انہیں اللہ سبحانہ وتعالٰی کی طرف رجوع کرنے اور اسی کی طرف متوجہ ہونے کی ترغیب دلاتے۔ ایک مخلص کی جانب تحریر فرماتے ہیں: ''آپ کی پریشان کن داستان نے متاثر کیا۔ اللہ کے حضور دُعا ہے کہ وہ ذات آپ کی پریشانی دور کرے۔ بندہ اللہ کی طرف رجوع کر سکتا ہے اور یہی نصیحت کرتا ہے کہ اس ذات کا دامن تھامو، وہی ذات موَثر اور فاعلِ حقیقی ہے۔ دکھ سکھ سب عارضی ہیں اور زندگی امتحان ہے۔

(مکتوب مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۹۱ء)

۔•۔۔۔•۔۔۔•۔

آپ کی ذات جامع کمالاتِ ظاہری وباطنی تھی لیکن کسی نے اس کا اظہار آپ کی زبان سے نہیں سنا۔ تصنع وبناوٹ سے ہمیشہ گریزاں رہے۔ عمر بھر نام کے ساتھ علوِ مرتبت پر دال کسی لاحقے، سابقے کو پسند نہ فرمایا۔ حد درجہ متواضع اور منکسر المزاج تھے۔ کسی کمال وخوبی کو اپنی طرف منسوب نہیں ہونے دیا۔ فرماتے: ''بندہ کی مثال تو بے پر پرندہ کی طرح ہے جس کے پر ابھی نہ اُگے ہوں اور جو لوتھ کی لوتھ ہو۔''

تواضع وانکساری کا اظہار آپ کی تحریرات میں بھی موجود ہے خطوط کے آخر میں اپنے لئے یہ الفاظ تحریر فرمائے۔

فقیر حقیر لاشی

فقیر بے نوا

حررہ لاشَی

بید الفقیر الحقیر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

درویش

خادم اہلِ طریقت

فدوی

ایک محب کو جس نے محبانہ انداز میں آپ کو مختلف القابات کے ساتھ مخاطب کیا تھا اس طرح تحریر فرمایا:۔

"نیک لوگوں کا اصول ہے کہ وہ دوسروں کو اپنے سے بہتر سمجھتے ہیں۔ آپ نے بھی اسی حسنِ ظن کا اظہار کیا ہے۔ ورنہ بندہ ان القابات اور خطابات کا متحمل نہیں ہے اور بندہ کے حق میں ان الفاظ کا استعمال موزوں نہیں۔ اگر آئندہ بندہ کو خط لکھیں تو اس کی حیثیت کے مطابق خطاب کریں۔" (مکتوب مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۹۹ء)

اسی تواضع وانکساری کا ثمرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ رفعت وعظمت بخشی جس کی نظیر بہت کم دکھائی دیتی ہے۔

-•---•---•-

حضرت سیدی المرشد قدس سرہٗ سادگی پسند تھے۔ غذا سادہ، لباس سادہ۔ ہر چیز وافر مقدار میں ہونے کے باوجود قناعت پسند تھے۔ احبابِ طریقت دور ونزدیک سے قیمتی تحائف ارسال کرتے آپ ان تحائف کو علماء، مشائخ، طلباء، سنگیانِ طریقت اور دیگر ضرورت مندوں میں حسبِ مراتب تقسیم فرمادیتے یا پھر کسی محب کے ذریعہ فروخت کرواکے حاصل شدہ رقم مساجد ومدارس کی مدات میں جمع کروادیتے۔

-•---•---•-

زہد واستغناء میں اپنی مثال آپ تھے۔ عمر بھر کا یہ معمول رہا کہ سارا دن جو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نذرانے آتے عصر سے پہلے خادم گنتی کر کے خاص مد میں جمع کر دیتا۔ ساری عمر زکوۃ فرض نہ ہوئی خود فرمایا کرتے:

''میں تو صاحبِ نصاب نہیں مجھ پر زکوۃ فرض نہیں۔ میرا کچھ بھی نہیں۔ میرا اکاؤنٹ بھی نہیں۔ یہاں (خانقاہ فتحیہ) اور جہلم (خانقاہ سلطانیہ) مکان مسجد کے ہیں جو وہاں امام ہوگا وہی ادھر رہے گا۔''

الغرض آپ نے اپنی ملکیت میں کچھ نہیں رکھا جو کچھ آیا اسے امانت جان کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے کاموں میں خرچ کیا۔

حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ زندگی بھر '' کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرِیْ سَبِیْلٍ '' پر عمل پیرا رہے۔ آپ کا ہر عمل آخرت کیلئے ہوتا۔ جس کا اظہار آپ کی زبان سے عموماً ہوتا رہتا۔ اور اپنے مسترشدین کو بھی اسی کی تلقین فرماتے اور توجہ دلاتے۔ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

''زندگی سرعت سے گزر رہی ہے۔ اس کی میعاد متعین ہے۔ ہماری کوشش اس میں ایک لمحہ کا اضافہ نہیں کرسکتی۔ اس کی اہمیت سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہئے۔ انسان اس مختصر سی زندگی کیلئے کتنا کوشاں رہتا ہے بلکہ عاقبت فراموش ہوکر سارا وقت دنیوی کوشش کی نذر کر دیتا ہے۔ آخرت کی فکر زیادہ ہونی چاہیے۔ بس ہماری نصیحت ہے کہ دنیا میں اس طرح جیو کہ آپ کی ہر حرکت آخرت کا ساماں بنتی رہے تاکہ مایوسی نہ ہو۔'' (مکتوب مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۹۱ء)

آپ کی تحریرات میں دنیائے دوں کی بے ثباتی اور متوجہ الی اللہ ہونے کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترغیب جا بجا موجود ہے۔آپ کی خدمت میں جو بھی اپنی دنیوی مشکل لے کر حاضر ہوتا اسے متوجہ الی اللہ ہونے کا سبق ملتا،فرماتے:''ہم اللہ کے عاجز بندے ہیں آپ کیلئے دُعا گو ہیں۔آپ پنجگانہ نماز پابندی سے پڑھیں اور ہر دم متوجہ الی اللہ رہیں۔''

ایک مکتوب میں اس طرح فرماتے ہیں:

''یہ دنیا چند روزہ ہے۔اس کا سارا انتظام یہاں ہی رہ جائے گا۔روزی کی تلاش بھی عبادت ہے بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کی یاد موجود رہے اور اس کے احکام کی توفیق شاملِ حال رہے۔ورنہ انسانوں اور حیوانوں کی زندگی میں کوئی فرق نہیں رہتا۔''

(مکتوب مورخہ ۱۲۷ اگست ۱۹۹۱ء)

-•---•---•-

مساجد سے لگاؤ آپ کو ورثہ میں ملا۔آپ کی مساجد سے محبت کی نظیر نہیں ملتی۔اسی محبت کے نتیجے میں سینکڑوں عالی شان مساجد تعمیر کرائیں اور انہیں آباد کیا۔زندگی بھر اپنا مسکن بھی مساجد کے مختصر سے حجروں میں بنایا اور پھر مدفن بھی مسجد ہی کے پہلو میں منتخب کیا۔آپ کی پہچان ہی مساجد تھیں۔

مسجد کے ساتھ محبت کا یہ عالم تھا ۲۰۰۴ء میں علالت کے باعث مسجد میں جانا متروک ہو گیا تو سسکیاں بھر کے روتے اور فرماتے:''زندگی میں خاندان کے بڑے چھوٹے فوت ہوئے اور صبر آ گیا لیکن یہ ایسا غم ہے کہ صبر نہیں آتا۔سحری کے وقت نوافل کے بعد پھوٹ پھوٹ کر بچوں کی طرح روتا ہوں۔پھر سوچتا ہوں پیچھے کوئی دیکھے گا تو کیا خیال کرے گا کہ کیوں رو رہا ہے؟''

-•---•---•-

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرآنِ کریم اور درود شریف کے ساتھ والہانہ محبت وعقیدت تھی۔ قرآنِ کریم بکثرت تلاوت فرماتے، جب بصارت کم ہوئی اور کتابی وظائف پڑھنا دشوار ہوگیا تو نوافل میں قرآنِ مجید کی سماعت شروع کردی جو اس کا نعم البدل تھا۔ بصارت کی بحالی پر دوبارہ تلاوتِ قرآنِ کریم کا معمول شروع فرمایا جو مرضِ وصال تک جاری رہا۔ پھر آخری دور میں صلاۃِ فجر میں پارہ یا سوا پارہ سماعت فرماتے جو اب تک آپ کی یادگار باقی ہے۔ قرآنِ کریم سے محبت کا نتیجہ ہے کہ آپ نے آزاد کشمیر اور پاکستان کے مختلف علاقوں میں "تحفیظ القرآن الکریم" کے مدارس قائم کیے جن میں ہزاروں کی تعداد میں بچوں نے اپنے سینوں میں اللہ تعالیٰ کا مقدس کلام محفوظ کیا اور رمضان المبارک میں آپ کے نظام کے زیرِ سایہ ملک و بیرونِ ملک میں حفاظ کرام قرآن مجید سناتے ہیں۔ خود آپ کی اکثر اولاد حفظِ قرآنِ کریم کی دولت سے سرشار ہے۔

-•---•---•-

آپ کی صحبت ومجلس بڑی پرتاثیر ہوتی۔ اس صحبت سے حاضرین کے احوال میں تغیر شروع ہوجاتا۔ حاضرینِ مجلس خواہ کسی شعبہ سے متعلق ہوں اپنائیت محسوس کرتے۔ بہت سارے زائرین کے ذہنوں میں موجود سوالوں کے جوابات ان کے اظہار کے بغیر فرمادیتے یا ایسی گفتگو یا واقعات بیان فرماتے جن میں ان کا جواب موجود ہوتا۔

اے لقائے تو جوابِ ہر سوال
مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

آپ کے پند ونصائح وعظ وارشادات "ازدل خیز دبردل ریزد" کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مصداق دل کی گہرائیوں میں اترتے چلے جاتے۔ آپ کی مجلس کا اثر ہوتا کہ دل دنیا سے سرد اور آخرت کی طرف متوجہ ہو جاتا۔ ابتداءً دن میں تین بار مجلس ہوتی ۹ بجے صبح تا وقتِ قیلولہ، بعد ظہر تا اذانِ عصر اور بعد مغرب اور کبھی عشاء کے بعد بھی دیر تک فقید المثال یہ محافل جاری رہتیں۔ اس مبارک حلقہ میں حاضرین میں سے ہر ایک کی فرداً فرداً خیریت دریافت فرماتے۔ اس میں اولیاء و مشائخ کرام کے واقعات بھی بیان فرماتے اور طالبانِ حق کو توجہ بھی دیتے۔

-•---•---•-

آپ کی ساری زندگی ریاضت و مجاہدات میں گزری۔ حیاتِ مستعار کے آخری دور کی ریاضت کا اندازہ کیجئے ۱۹۹۲ء سے تادمِ صحت (تقریباً ۲۰۰۴ء تک) نمازِ فجر سے اشراق تک مسجد میں اعتکاف فرمایا۔ ۹۳ء سے ۲۰۰۴ء تک ایامِ ممنوعہ کے علاوہ مسلسل روزے رکھے اور ترکِ روزہ کا سبب علالت اور مرضِ وصال بنا۔ پھر اسی دوران آپ نے صلاۃ الفجر میں پارہ یا سوا پارہ قرآن کریم سننے کا اہتمام فرمایا۔ نمازِ عصر سے مغرب تک دروازہ بند رکھتے اسی طرح نمازِ اشراق کے بعد حجرہ میں جلوہ افروز ہو کر تعویذ تحریر فرماتے اور دُور کے سنگیانِ طریقت کو خدام کے ذریعہ ضروری ہدایات ارشاد فرما کر الوداع فرماتے اور پھر دروازہ تقریباً دس (۱۰) بجے تک بند رہتا اور آپ تخلیہ میں رہتے۔ گویا آپ نے عمر کے آخری حصہ میں اعمالِ صالحہ کو المضاعف (دگنا) کر دیا اور نیکیوں میں کثرت کر دی اور اس سنت پر بھی عمل کر لیا۔ کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے سال بیس (۲۰) دن کا اعتکاف فرمایا تھا اور حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ دو دفعہ قرآن مجید کا دور فرمایا تھا۔

-•---•---•-

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیماری میں صبر وثبات اور استقامت کے نمونہ تھے۔ سخت سے سخت تکلیف برداشت فرمائی۔ ہر دم اللہ کی طرف توجہ اور اسی پر کامل بھروسہ رکھا۔ ہچکی کی تکلیف میں ایک محبّ نے دریافت کیا کہ پانی پیش کروں تاکہ تھوڑا سا آرام ہو۔ فرمایا:۔

''اللہ تعالیٰ آرام دے تو آرام ہوگا۔''

یوم الوصال آپ ذکر میں مشغول تھے اور منہ خشک تھا۔ ایک مخلص نے پانی پیش کرنے کی عرض کی۔ آپ نے جواب نہ دیا پھر اس نے گلاس منہ کے ساتھ لگایا تاکہ آپ نوش فرمائیں، آپ نے منہ دوسری طرف کر کے زور سے ''الا اللہ'' کی ضرب لگائی۔

حضرت رُویم رحمۃ اللہ علیہ صبر کی تعریف فرماتے ہیں: اَلصَّبْرُ تَرْکُ الشِّکْویٰ ''صبر شکویٰ وشکایت کو ترک کرنے کا نام ہے۔'' چار سالہ علالت اور اس سے پہلے حضرت سیدی الجد رضی اللہ عنہ کی زبان سے کبھی کسی نے شکویٰ نہیں سنا۔ ہمیشہ صابر رہے۔

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَلصَّبْرُ ھُوَ الْاِسْتِعَانَۃُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی ''اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کرنا صبر ہے۔'' حضرت شیخ قدس سرہٗ ہمیشہ اسی ذات کے ہو کر رہے۔ اسی سے مدد طلب کی۔ اسی کی رضا پر سرِ تسلیم خم کیا اور اپنے مخلصین کو بھی اسی سبق کا درس دیا۔ بہت سارے احباب علالت کے دوران تیمارداری کیلئے حاضر ہوتے اور بے چینی واضطراب کا اظہار کرتے آپ انہیں فرماتے:۔

''الحمدللہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔''

حضرت سیدی الشیخ نَوَّرَ اللّٰہُ تُرْبَتَہٗ کے حضور خراجِ عقیدت کیلئے آپ کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اخلاقِ حمیدہ اور اوصافِ جمیلہ کے بحرِ ذخار سے چند موتی اس التجاء کے ساتھ نذرِ قارئین کیے ہیں کہ

زجامِ فیضِ خود کن عبیدِ در ماندہ را سیراب
کہ او تشنہ لب مستقی و تو دریائے احسانی

ورنہ یہاں تو

نہ حُسنش غایتے دارد نہ سعدی راسخن پایاں

آپ کے ہاتھوں میں حضرت سیدی الجد نور اللہ مرقدہ الشریف کے سفرِ زیست اور اخلاق و سیرت کے دبستان سے ایک منتخب خوبصورت گلدستہ ہے۔ اس مبارک کام کی ترتیب و تالیف کی سعادت حضرت استاذی العلام مولانا محمد علیم الدین مجددی زید فضلہ کے حصہ میں آئی۔ آپ کہنہ مشق مدرس، مصنف، مترجم، مفتی اور فقیہ ہونے کے علاوہ حضور سیدی المرشد رضی اللہ عنہ کے دیرینہ مزاج شناس مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ نے جس محنت، محبت اور جانفشانی سے یہ مبارک و ہمایوں کام سرانجام دیا یہ آپ ہی کا خاصہ ہے۔ فَجَزَاہُ اللّٰہُ خَیْرًا اَحْسَنَ الْجَزَآءِ.

آپ کے علم، عمل و فضل کا تذکرہ حضرت شیخ قدس سرہٗ کی زبان سے بارہا سنا جس سے اپنے شیخ کے حضور آپ کی قدر و منزلت اور مقام کا پتہ چلتا ہے۔ ایک دفعہ اس عاجز سے فرمایا: ”تمہارے استاد صاحب جیسا کم ہی کوئی آدمی ہوگا وہ بہت نیک اور متقی انسان ہیں۔“

مفتی صاحب قبلہ کی والدہ محترمہ کے انتقال پر فرمایا:۔

”کتنی خوش قسمت ماں ہے جس کے دونوں بیٹے عالمِ باعمل ہیں۔“

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت سیدی المرشد رضی اللہ عنہ کو آپ کے علم اور محنت پر بھرپور اعتماد تھا یہی وجہ تھی کہ آپ نے اپنا خاندانی موروثی مخطوطہ ''خزائن فتحیۃ الاسرار'' بھی آپ کے سپرد کیا اور فرمایا'' مجھے اُمید ہے کہ آپ یہ کام کرلیں گے'' آپ کی یہ امید ثمر بار آور ہوئی، قبلہ مفتی صاحب نے اس کو مکمل نقل فرمایا۔ اس طرح اس کا ایک دوسرا نسخہ تیار ہوگیا اور ساتھ اس کا ترجمہ بھی فرمایا پھر اسی کی روشنی میں ''تذکرۃ قاضی فتح اللہ شطاری'' تالیف کیا۔ اس کے علاوہ سلسلہ شریفہ کیلئے آپ کی بیش بہا خدمات ہیں جنہیں زریں حروف سے رقم کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب دام ظلہ کو اپنے دین متین کی خدمت کیلئے تادیر صحت وسلامتی عطا فرمائے اور آپ کی یہ مبارک کاوش اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الصادق الصدق الأمین علیہ أطیب التحیۃ وأزکی التسلیم۔

۱۹/ رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ	خرمنِ فیوض کا خوشہ چین
۱۰ ستمبر ۲۰۰۹ء	خویدم عتبہ صادقیہ
خانقاہِ سلطانیہ جہلم	محمد بدر الاسلام عفی عنہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حدیثِ دل

یہ روایت زبان زدِ خواص و عوام ہے کہ جب قدرتِ خداوندی کا تخلیق فرمودہ شاہکارِ حسن یعنی حضرت یوسف علیہ السلام فروخت ہونے کے لئے مصر کے بازار میں پیش ہوئے تو خریداروں کے جھرمٹ میں ایک بڑھیا بھی شامل تھی۔ جس کی کل پونجی سوت کی ایک اٹی تھی جو رات بھر کات کر اپنے ساتھ لائی تھی۔ کسی دیکھنے والے نے ازراہِ تمسخر اس سے پوچھ لیا۔ اے بی بی! کیا سوت کی ایک اٹی کے عوض تم یوسف جیسا حسین خرید سکو گی؟ تو اس نے جواب میں کہا مجھے یقین ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جیسے حسین کی قیمت ادا کرنا میرے بس کی بات نہیں۔ اور نہ میری اس اٹی کے عوض مجھے یہ مل سکے گا۔ میں تو صرف اس غرض سے خریداروں کے ہجوم میں شامل ہوئی ہوں کہ کل قیامت کے دن میرا نام بھی آپ کے خریداروں کی فہرست میں شامل ہو جائے۔

اسی طرح یہ روایت بھی عام لوگوں کی زبان پر ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو راہِ حق میں جہاد کرنے کی سزا دینے کے لئے نمرود اور اس کے حواریوں نے آگ کا بہت ہی بڑا الاؤ تیار کیا تھا۔ اس کی تپش کی شدت سے انسان، حیوان، چرند، پرند پناہ مانگتے تھے۔ کسی نے دیکھا کہ ایک چڑیا بار بار پانی کے چشمے پر جا کر اپنی چونچ میں پانی کی ایک بوند لاتی ہے اور اس الاؤ پر گرا کر پھر پانی کی ایک بوند لانے کے لئے اڑان بھر جاتی ہے۔ اس صاحبِ دل شخص نے اس چڑیا سے مخاطب ہو کر کہا ارے پگلی! تیرے ایک بوند گرانے سے کیا یہ الاؤ بجھ جائے گا؟ یا اس کی حدت و تپش میں کچھ کمی آئے گی؟ کیوں بے سود ہلکان ہو رہی ہے۔ تو چڑیا نے اپنی زبان میں

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جواب دیا۔ جناب! مجھے یقین ہے کہ میری ایک ایک بوند گرانے سے آگ کا یہ ہولناک الاؤ نہ بجھ سکے گا اور نہ اس کی تپش میں کسی کمی کا امکان ہے۔ میں یہ سب کچھ صرف اس لئے کر رہی ہوں کہ خداوند کریم جل وعلا کے ہاں میں اس کے پیارے خلیل علیہ السلام کے حمایتیوں اور ہوا خواہوں میں شمار ہوسکوں۔

سیدی مرشدی خواجۂ عالم و عالمیان حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی مجددی صدیقی قدس سرہ العزیز پر اللہ تعالیٰ کا بے انتہا فضل و کرم تھا۔ اس کے محبوبِ پاک صاحبِ لولاک ﷺ کی بے شمار عنایات تھیں۔ بزرگانِ سلسلہ شریفہ اور آپ کے اسلافِ کرام کی توجہات کریمانہ تھیں۔ اس رحمان و رحیم اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اُن مقاماتِ عالیہ اور درجاتِ سامیہ سے نواز رکھا تھا جو ہماری عقلوں سے وراء ہیں۔ اس نے آپ کو ایسی ایسی عظمتیں اور شانیں عطا کر رکھی تھیں جو ہماری فکروں سے برتر اور بالا ہیں۔ وہ اپنے زمانہ میں اپنی مثال آپ تھے۔ کوئی ثانی ان کا نہ نظر آیا نہ کوئی مثیل۔ ایسی صورت میں کوئی ان کی عظمتوں کو بیان کرے تو کس طرح؟ ان کے درجات کی رفعتوں پر لب کشائی کرے تو کیوں کر؟ ان کے اخلاق و کردار کی بلندیوں کو معرضِ تحریر میں لائے تو کس صورت میں؟ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک ﷺ کے ہاں ان کے مقاماتِ قرب کو لکھے تو کس طرح؟ فقیر راقم الحروف عفی عنہ کو یقین ہے کہ آپ کی سیرتِ پاک کو کما حقہ بیان کرنا، تحریر میں لانا دور حاضر کے کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔ اس میں نہ کوئی مبالغہ آرائی ہے نہ بے جا مدحت سرائی۔

اس صورت حالات کے پیش نظر فقیر راقم الحروف عفی عنہ کی حیثیت اس بے نوا بڑھیا کی سی ہے یا اس بے مایہ چڑیا کی طرح ہے۔ عقیدت کا یہ مختصر ارمغان جو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قارئین کے سامنے ہے یا اس سے متصل ہدیۂ عقیدت، جو زیرِ ترتیب ہے جس کے ایک ہزار سے زائد صفحات تحریر ہو چکے اور مزید کام جاری ہے، کی حیثیت سوت کی انٹی یا پانی کی ایک بوند کی سی ہے۔ حضرت سیدی و مرشدی رحمۃ اللہ علیہ کے سیرت و کردار اور سوانح کے کمالات کا تو یہ حال ہے۔

وصف ان کا میں کرسکوں کب ہے یہ ممکنات میں
اتنی کہاں ہیں وسعتیں میرے تخیلات میں

لیکن اتنی امید ضرور ہے کہ وہ رحمان و رحیم برتر خدائے پاک اگر ان اوراق کو شرفِ قبول سے نواز دے تو قیامت کے روز اس سیاہ کار کا حشر آپ کے غلاموں میں ہو گا۔ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہو گی۔

وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ

قارئین و ناظرین پر یہ واضح رہے کہ اگر چہ یہ ساری کتاب فقیر عفی عنہ کی عقیدت کا اظہار ہے لیکن اس میں مبالغہ آرائی یا غلو کا کوئی عنصر شامل نہیں ہے۔ فقیر عفی عنہ کی اپنے شیخِ معظم رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت کا تقاضا یہی ہے اور یہی آپ کی تعلیم ہے۔ اور خود اسی پر عمر بھر کار بند رہے۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس میں شامل ہونے والوں نے یہی سیکھا۔

جنت کے آٹھ ابواب کی مناسبت سے کتاب بھی آٹھ ابواب میں منقسم ہے۔ جیسا کہ فہرست سے ظاہر ہے۔

نا کارۂ خلائق

خاکسار مولف عفی عنہ

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مَنۡ لَّمۡ يَشۡكُرِ النَّاسَ لَمۡ يَشۡكُرِ اللّٰهَ

اس کتاب کی ترتیب و تدوین میں درجِ ذیل محسنین کی تحریری یادداشتوں سے استفادہ کیا گیا۔ فقیر مولف عفی عنہ ان سب کا شکر گزار ہے۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ فِي الدَّارَيۡنِ خَيۡرَ الۡجَزَآءِ.

۱۔ **الحاج منیر حسین مجددی:** آپ نے حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کی سالہا سال کے عرصہ پر محیط مجالسِ شریفہ میں آپ کی گفتگو کو تیس کے قریب کاپیوں میں جمع فرمایا۔ ان میں وہ سب کچھ ہے جو کسی جلیل القدر، اللہ والے کے ملفوظات شریفہ کا خاصہ ہوتا ہے۔ مجددی صاحب بجا طور پر سلسلہ عالیہ کے عقیدت مندوں کے محسن ہیں، فقیر عفی عنہ نے سب سے زیادہ استفادہ آپ کی ان تحریرات سے کیا ہے۔

۲۔ **حضرت مولانا قاری محمد بشیر صاحب:** آپ نے بھی چند کاپیوں اور متفرق ڈائریوں میں آپ کے ملفوظاتِ مبارکہ کو جمع کیا ہے۔ ان میں کہیں تفصیل ہے کہیں اجمال۔ فقیر عفی عنہ کے لئے آپ کی تحریرات بھی ایک نعمت سے کم ثابت نہیں ہوئیں۔

۳۔ **الحاج عبدالرشید صاحب:**

آپ نے بھی اپنی چند تحریری یادداشتیں استفادہ کے لئے فقیر کو دیں۔

۴۔ **الحاج محمد خلیل صاحب:** انہوں نے اپنی عمر کے چند سالوں میں حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سفر کیے اور ان کی روداد لکھی۔ فقیر نے اس سے بھی استفادہ کیا۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۵۔ سید لیاقت حسین شاہ صاحب: بنگلہ کرتی کوٹلی والوں نے حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اپنے روابط کو تحریری شکل دے کر ''آپ بیتی'' کے نام سے شائع فرمایا۔ فقیر عفی عنہ نے اپنی اس تحریر میں اس سے استفادہ کیا۔

۶۔ الحاج فیض عالم صاحب تاج پوری: آپ نے اپنی یادداشتیں ''بیاضِ فیض'' کے نام سے طبع کرائیں۔ فقیر عفی عنہ نے اس کتاب سے بھی استفادہ کیا ہے۔

۷۔ مولانا حافظ منظر مسعود صاحب: آپ سالہا سال تک حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ کے خادمِ خاص رہے۔ سنگیوں کی عرضداشتیں آپ تک پہنچانا اور آپ کا جواب سائلین تک پہنچانا آپ کا وظیفۂ خدمت رہا۔ آپ نے متعدد ڈائریوں میں اپنی یادداشتیں تحریر کی ہیں جن سے فقیر نے استفادہ کیا ہے۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باب اوّل

حیاتِ مبارکہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خاندانی پس منظر

دینی و دنیوی رفعتوں کا آئینہ دار

نسب کا عالی اور برتر ہونا اللہ تعالیٰ کے عظیم انعامات میں سے ایک ہے۔ یہ ایک عطیۂ الہیہ ہے جس میں کسی کوشش یا عمل کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو اس نعمتِ عظمیٰ سے نوازا ہے۔ آبائے کرام کی عظمت وشرافت کا احساس انسان میں کردار کی پاکیزگی، حوصلہ کی بلندی، جرأت اور عزم کی پختگی جیسے گراں مایہ اوصاف کی پیدائش اور ان کی نشوونما کا باعث ہوتا ہے۔

مقتدائے عارفاں، رہنمائے کاملاں، حامیٔ بے کساں، سیدی ومرشدی، کنزی وذخری لیومی وغدی حضرت خواجہ محمد صادق قدس سرہ العزیز افضل البشر بعد الانبیاء حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی اولادِ اطہار سے ہیں۔ جن کی حیاتِ طیبہ اور سیرتِ مقدسہ کا ماحصل اور خلاصہ حضور نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طاہرہ کے ساتھ کامل ہم آہنگی اور یک رنگی ہے۔ سیرتِ مصطفوی اور اخلاقِ نبوی کی مکمل مشابہت کا جو حصہ صناعِ ازل نے آپ کے نصیبہ میں رکھا وہ آپ ہی کے ساتھ خاص ہو کر رہ گیا۔ پوری امت میں کسی اور کے حصہ میں نہ آیا۔ اسی حقیقت کو امامِ ربانی مجددِ الف ثانی حضرت امامِ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مخصوص انداز میں یوں بیان فرمایا:

"مشہود می گردد کہ گویا تمام بہشت بنورِ صدیق مملو است۔ در نظرِ ایں حقیر حضرات شیخین رامیانِ جمیع صحابہ شانِ علیحدہ است و درجۂ منفردہ۔ گویا ہیچ احدے مشارکت ندارند۔ حضرت صدیق باحضرت پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات گویا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہم خانہ است اگر تفاوت است بعلو وسفل۔"

مکتوبات امام ربانی۔ دفتر اوّل مکتوب ۲۵۱

ترجمہ: "ایسا مشہود ہوتا ہے کہ گویا تمام بہشت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے نور سے بھری ہوئی ہے۔ اس حقیر کی نظر میں حضراتِ شیخین کیلئے تمام صحابہ کے درمیان علیحدہ شان اور الگ درجہ ہے۔ گویا دونوں کسی کے ساتھ مشارکت نہیں رکھتے۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ تو گویا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے ساتھ ہم خانہ ہیں۔ اگر فرق ہے تو صرف علواور سفل کا ہے۔"

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کا سلسلہ نسب مختصر طور پر تحریر کیا جاتا ہے اس سے قارئین کو اندازہ ہو سکے گا کہ اللہ تعالیٰ نے خاندانی نسب وشرافت کے اعتبار سے آپ پر کتنا عظیم احسان فرما رکھا تھا۔ آپ کے عظیم القدر اور جلیل المرتبت آباء واجداد اپنی کیفیت اور کمیت ہر دو اعتبار سے اپنی مثال آپ ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ صلح حدیبیہ کے سال مشرف بایمان ہوئے۔ اس کے بعد تمام غزوات میں شریک رہے۔ آپ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھائی تھے۔ والدہ کا نام امِ رومان تھا۔ ۵۳ھ میں مکہ مکرمہ سے دس میل کے فاصلہ پر "حبشی" کے مقام پر بحالتِ نیند آپ کا اچانک وصال ہوا۔ آپ کے جسدِ خاکی کو مکہ مکرمہ لا کر دفن کیا گیا۔ آپ کے وصال کی خبر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ملی تو آپ نے حج کے ارادہ سے سفر اختیار کیا۔ مکہ مکرمہ آکر اپنے بھائی کی قبر پر آنسو بہائے اور یہ شعر پڑھے:۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَكُنَّا كَنَدْ مَانَيْ جَذِيْمَةَ حِقْبَةً مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰى قِيْلَ لَنْ يَّتَصَدَّعَا
فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَاَنِّيْ وَمَالِكًا لِطُوْلِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَّعَا

ترجمہ:ا۔ ہم دونوں بہن بھائی جذیمہ بادشاہ کے دو مصاحبوں کی مانند زمانے میں ایک مدت تک یوں اکٹھے رہے کہ لوگ کہنے لگے کہ یہ کبھی جدا نہ ہوں گے۔

۲۔اور جب ہم جدا ہوئے تو اب یوں لگتا ہے کہ میں اور مالک نے طویل عرصہ تک اکٹھا رہنے کے باوجود ایک رات بھی اکٹھے نہیں بسر کی۔

اور فرمایا اگر میں آپ کی وفات کے وقت موجود ہوتی تو آپ کو وہیں دفن کرتی جہاں آپ کی وفات ہوئی تھی اور میں آنسو بھی نہ بہاتی۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی تین اولادیں تھیں۔دو بیٹے اور ایک بیٹی۔ بیٹوں کے نام محمد اور عبداللہ تھے۔رضی اللہ عنہما۔ان میں سے حضرت محمد رضی اللہ عنہ نے صحابیت کا شرف پایا ان کی کنیت ابوعتیق تھی۔اور حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی تھے۔آپ کی بیٹی کا نام حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا تھا۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ کے شجرہ نسب میں تین صحابی اور دو تابعین شامل ہیں۔صحابہ کرام کے نام یہ ہیں۔

ا۔ حضرت ابوقحافہ عثمان رضی اللہ عنہ (المتوفی ۱۴ھ) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد۔

۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (المتوفی ۱۳ھ)

۳۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ (المتوفی ۵۳ھ) حضرت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے۔

تابعین کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما

۲۔ حضرت اسماعیل بن حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہما

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آٹھویں پشت میں حضرت خواجہ احمد رحمۃ اللہ علیہ نامی بزرگ یمن کے علاقہ میں حاکم بنے۔ حکومت کا یہ سلسلہ ان کی چار پشتوں میں جاری رہا تا آں کہ آخری حکمران حضرت کمال الدین محمد یمنی رحمۃ اللہ علیہ نے حکومت کی بساط لپیٹ دی اور مسندِ قال اللہ وقال الرسول سجانے کیلئے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر لی۔ وہاں پچپن برس تک حدیث شریف کا درس دیا۔ برصغیر میں سلسلہ سہروردیہ کے شہرۂ آفاق شیخِ طریقت حضرت بہاءُ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے درسِ حدیث ان سے لیا۔

عرصہ دراز تک آپ نے جوارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں درس حدیث کی خدمت سرانجام دی۔ اس کے بعد آپ سیستان کے علاقہ میں چلے گئے۔ قدیم کتابوں میں اس علاقہ کے نام کے متعدد تلفظ وارد ہیں۔ مثلاً سکستان، سجستان، سکزستان، یہ اسم دو لفظوں سے مرکب ہے ایک "سگ" یا "سک" یا "سکہ" جو کہ یہاں بسنے والی قوم کا نام ہے۔ اور دوسرا "ستان" (جو اسم ظرف بنانے کا لاحقہ ہے)

"لغت نامہ دہ خدا"

اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں اس علاقے کے تعارف کا خلاصہ یہ ہے۔

"اس کا قدیم نام سکستانہ ہے۔ اسے نیمروز بھی کہتے ہیں۔ اس کا رقبہ کم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وبیش سات ہزار چھ مربع میل ہے۔ جو دو حصوں میں منقسم ہے۔ ایک حصہ افغانستان میں شامل ہے اور دوسرا ایران میں۔ دو ہزار آٹھ سو سینتالیس مربع میل ایران کی حدود میں شامل ہیں۔ اور چار ہزار ایک سو انسٹھ مربع میل افغانستان کی حدود میں۔ ۱۹۰۶ء میں اس کی آبادی دو لاکھ پانچ ہزار نفوس پر مشتمل تھی۔''

مزید معلومات کیلئے معجم البلدان، لغت نامہ دہ خدا اور اردو دائرہ معارف اسلامیہ کی طرف رجوع کریں۔

حضرت شیخ کمال الدین محمد رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سیستان میں آباد رہی۔ ان کی پشت سے پانچویں حضرت شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ جُجنَیر کے قاضی مقرر ہوئے۔ ان کے صاحب زادے حضرت قوام الدین رحمۃ اللہ علیہ (حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ۱۷ویں پشت) شاہانِ تغلق کی فرمائش پر برصغیر پاک وہند میں تشریف فرما ہوئے اور علاقہ رہتک کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے۔ برصغیر میں وارد ہونے سے پہلے آپ ججنیر کے قاضی تھے۔ یہ بزرگ صدیقیانِ رہتک کے جدِ اعلیٰ ہیں۔ آپ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے رہتک میں ایک قریشی خاندان میں نکاح کرلیا۔ جس سے آپ کی کثیر اولاد کا سلسلہ چلا۔ شاہانِ تغلق سے لے کر خاندانِ مغلیہ سمیت ہر دور میں آپ کی اولاد دینی اور دنیوی اعتبار سے ممتاز عہدوں پر فائز رہی۔ قاضی، میر عدل، محتسب، مفتی، متولی اور خطیب وغیرہ جلیل القدر عہدے اس خاندان میں نسل در نسل باقی رہے۔ اس خاندان کے کئی افراد نے دینِ حق کی بیش بہا خدمات سرانجام دیں۔ کئی اربابِ کمال ظاہر وباطن ہر دو اعتبار سے مجمع البحرین تھے۔ جن کی عظمتوں کا اعتراف اپنوں بیگانوں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سب نے کیا۔

اس خاندان نے تقریباً ساڑھے چھ سو برس تک مشرقی پنجاب (انڈیا) کے علاقہ ہریانہ میں تبلیغ واشاعتِ دین کی بیش بہا خدمات سرانجام دیں۔ جو تاریخِ اسلام کا روشن باب ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیمِ ہند کے نتیجہ میں یہ خاندان پاکستان کے مختلف علاقوں میں آباد ہوگیا۔ اس صدیقی رہتکی خاندان کے ایک مردِ جلیل حضرت قاضی فتح اللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ نے اورنگ زیب عالم گیر رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ حکومت میں کشمیر کے علاقہ میرپور میں قاضی القضاۃ کا عہدہ سنبھالا۔ آپ میرپور کے اولین آباد کاروں میں شامل تھے۔ وہاں آپ نے مسجد، دارالعلوم اور خانقاہ قائم فرمائی۔ انہوں نے اپنے خاندان کی اعلیٰ روایات کو قائم رکھا۔ اور اپنے پیچھے صالح اولاد کا ایک ایسا بابرکت سلسلہ چھوڑا جن میں سے کئی افراد کی عظمتوں پر اس خاندان کے اسلاف واخلاف بجاطور پر فخر کرسکتے ہیں۔ حضرت سیدی ومرشدی شیخ المشائخ خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ تمام خاندان میں گلِ سرسبد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جن عظمتوں، انعامات اور احسانات سے نواز رکھا تھا۔ اس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سمیت آپ کے تمام آبائے کرام ناز کرسکتے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب ۳۷ واسطوں سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک جا ملتا ہے۔ آپ نہ صرف نسب کے اعتبار سے صدیقی ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ طریقت کے اعتبار سے بھی صدیقی ہیں۔ آپ کا سلسلہ طریقت ۳۴ واسطوں سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک جا پہنچتا ہے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سکھا شاہی دور میں جب میر پور شہر سکھ درندوں کے ہاتھوں تاراج ہوا تو آپ کا خاندان اس کے نواحی گاؤں چچیاں آ کر آباد ہو گیا۔ جسے عقیدت مند چچیاں شریف کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کے والد ماجد حضرت قبلۂ عالم خواجہ محمد سلطانِ عالم رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ اپنے زمانہ کے عظیم المرتبت شیخِ طریقت تھے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں آستانہ عالیہ باولی شریف کے سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ معروف بہ لہندے والے پیر صاحب کے دستِ حق پرست پر بچپن میں بیعت ہونے کی سعادت حاصل کی۔ بارہ سال تک دل و جان سے اپنے شیخِ طریقت کی خدمت کی۔ اس زمانہ میں باولی شریف میں پانی نایاب تھا۔ چوآ کریالہ اسٹیشن سے لوگ اپنے لئے پانی لایا کرتے تھے۔ آپ دربارِ عالیہ کے استعمال کیلئے پانی بھر کر لاتے۔ تنور تپاتے، اپنے شیخ کے وضو کیلئے سردیوں میں پانی گرم کرتے، اور وضو کراتے، گرمیوں کی راتوں میں پنکھا ہلاتے۔ وصال کے قریب حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو مزید روحانی تربیت حاصل کرنے کیلئے اشارتاً اپنے مرید و خلیفہ حضرت خواجہ محمد حیات ڈھنگروٹ شریف کے سپرد فرمایا۔ شیخ کے وصالِ مبارک کے بعد آپ نے روحانی تربیت کیلئے اپنے آپ کو ڈھنگروٹ شریف کے حضرت خواجہ محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا۔ جو اگرچہ آپ کے برادرِ طریقت تھے لیکن آپ نے وہاں خادمانہ حیثیت اختیار فرمائی اور سالہا سال تک ان کی خدمت میں مصروف رہے۔ وہاں آپ نے سلسلہ زبیریہ مجددیہ کے سلوک کی تکمیل فرمائی اور سلسلہ سیفیہ مجددیہ کے سلوک کو شروع سے لے کر آخر تک کامل حاصل فرمایا اور خلافتِ مطلقہ سے سرفراز ہوئے۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حصولِ خلافت کے بعد آپ چچیاں شریف آئے۔ آبادی سے متصل باہر آپ نے ایک مسجد بنوائی اور ساتھ ہی رہائش گاہ بھی۔ وہی کچی مسجد اور کچا مکان آپ کی خانقاہ شریف تھی۔ طالب ِ راہِ خدا آتے اور اسی مسجد میں قیام کرتے آپ انہیں دو وقت کا کھانا مہیا فرماتے تاکہ وہ کھانے کی فکر سے آزاد رہ کر اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ولادتِ باسعادت

خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی مجددی قدس سرہ العزیز کی ولادتِ باسعادت ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ / ۲۵ دسمبر ۱۹۲۱ء / ۱۱ پوہ ۱۹۷۸ ب بروز اتوار نمازِ فجر سے کچھ دیر پہلے اسی خانقاہِ عرش پناہ کے اس حجرہ مبارکہ میں ہوئی جس کے سامنے چھوٹا سا برآمدہ تھا اور مختصر سا صحن۔ اس سے ایک کھڑکی مسجد میں کھلتی تھی۔ اس کی دیواریں پتھر اور گارے سے چنی ہوئی تھیں۔ چھت جنگل سے کاٹی ہوئی بے ڈول لکڑیوں کا تھا اور بلندی معیار سے بہت کم۔ منگلا ڈیم کی تعمیر کے باعث اس علاقہ کے وسیع وعریض رقبہ سے آبادی کا انخلاء عمل میں آیا۔ اور وہ رقبہ زیرِ آب آگیا۔ جس کے نتیجہ میں وہ بابرکت مقام بھی زیرِ آب آگیا۔ موسمِ سرما میں جب پانی کی سطح نیچی ہوتی ہے تو یہ مقام پانی سے باہر نمودار ہوتا ہے۔ بعض خوش بخت حضرات حصولِ برکت کیلئے وہاں حاضری دیتے ہیں۔

آپ کی ولادتِ باسعادت سے پہلے آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ محمد سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ اور خاندان کے دیگر چند افراد پر دشمنوں نے ایک جھوٹا مقدمہ بنا رکھا تھا۔ جس کے باعث آپ رحمۃ اللہ علیہ، خاندان اور برادرانِ طریقت بڑی پریشانی اور اضطراب میں مبتلا تھے۔ آپ کی ولادتِ مبارکہ تمام متعلقین کیلئے جہاں خوشی اور مسرت کا پیغام لائی۔ ساتھ یہ اس جھوٹے مقدمے سے باعزت براءت کا پیش خیمہ بھی ثابت ہوئی اور دشمنوں کو اپنے ناپاک عزائم میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

حضرت صوفی فوجدار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت قبلۂ عالم خواجہ محمد سلطان عالم قدس سرہ العزیز کے جلیل القدر خلفائے کرام سے تھے۔ ان کی زبانی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

روایت ہے کہ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ولادتِ باسعادت سے پہلے ایک دن میں آپ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر تھا۔ آپ نے مجھ سے یوں فرمایا۔ صوفی صاحب ہمارے ہاں ایک مہمان آنے والا ہے۔ میں نے سمجھا کہ کوئی باہر سے مہمان آئے گا آپ اس کے متعلق بتا رہے ہیں۔ میں آپ کا اشارہ سمجھ نہ سکا۔ جب حضرت خواجۂ عالم خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی تو ایک دن آپ نے فرمایا وہ مہمان جس کا ہم نے ذکر کیا تھا وہ آچکا ہے۔ تب مجھ پر منکشف ہوا کہ آپ کا اشارہ کس جانب تھا۔

فقیہِ عصر حضرت مفتی محمد امین مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں۔

دارالعلوم امینیہ رضویہ فیصل آباد میں کچھ طلباء کشمیر سے علم دین حاصل کرنے کی غرض سے آئے۔ انہوں نے اپنے اکابر کی زبانی بیان کیا کہ شیخ المشائخ کی ولادتِ مبارکہ سے پہلے حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے ہاں ایک مہمان آنے والا ہے جس کا مقام مجھ سے کئی درجہ اونچا ہوگا۔ بعد ازاں فقیر (حضرت مفتی محمد امین صاحب) جب درِ دولت پر ایک دن حاضر ہوا تو حاضری کے دوران فقیر نے اپنے آقائے نعمت سے پوچھ لیا کہ بعض اکابر سے یوں سننے میں آیا ہے اس پر آپ نے تصدیق فرمائی۔

(مکاتیب الفردوس دفتر دوم صفحہ ۳۸۰)

قاری محمد بشیر صاحب کے والد ماجد صوفی بہادر خان کا بیان ہے کہ جن دنوں حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔ میں حافظ آباد میں محنت مزدوری کیلئے گیا ہوا تھا۔ وہاں سے میرا چچیاں شریف آنا ہوا تا کہ حضرت قبلۂ عالم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرلوں۔ میرے دربارِ عالیہ چچیاں شریف قیام کے دوران ایک دن آپ نے فرمایا ہمارے گھر ایک مہمان آیا ہوا ہے۔ میں آپ کی مراد سمجھ گیا اور آپ کی زبانِ مبارک سے یہ خوش خبری سن کر مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ میں نے عرض کی جناب! آپ نے انہیں کہاں چھپا رکھا ہے؟ ہمیں بھی تو زیارت کرائیں۔ میری گذارش پر آپ کو باہر لایا گیا۔ اور ہم نے آپ کی زیارت کی۔ میرے قیام کے دوران ہی آپ کے سر مبارک کے بال پہلی بار اُتروائے گئے۔ آپ نے حکم دیا کہ انہیں تولا جائے۔ وہ چاندی کی دونی (دو آنے کا سکہ) کے برابر ہوئے چناں چہ اتنی رقم صدقہ کردی گئی۔

صوفی صاحب کا ہی بیان ہے کہ ان ایام میں ایک دن حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم نے تم دونوں میں دوستی قائم کردی ہے۔ یہ سن کر میں نے عرض کی جناب! میں اس دوستی کے لائق کب ہوں؟ تو آپ نے فرمایا تم دنیا کی دوستی سے ڈرتے ہو ہم نے تم دونوں میں دنیا و آخرت کی دوستی قائم کردی ہے۔

ایک دن حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ اپنے والدِ ماجد حضرت خواجہ محمد رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر مراقب بیٹھے تھے۔ یہ واقعہ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ولادتِ مبارکہ سے پہلے کا ہے۔ آپ نے حالتِ کشف میں ملاحظہ فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ ایک بچے کو گود میں اٹھائے ہوئے ہیں۔ انہوں نے وہ بچہ آپ کی گود میں ڈال دیا اور ساتھ ہی فرمایا یہ لو محمد صادق۔ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ اپنے کشوف و الہامات کو پوشیدہ رکھنے کا بڑا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے اظہار کی صورت یوں پیدا فرمادی کہ جب حضرت خواجۂ عالم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رحمۃ اللہ علیہ سکول میں داخل ہوئے وہاں اپنے ساتھی لڑکوں کے مختلف نام ملاحظہ فرمائے تو آپ کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ میں اپنا نام تبدیل کرالوں۔ اس کیلئے اپنے والدِ ماجد حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی منظوری ضروری تھی۔ لیکن ان کی خدمت میں اپنی خواہش کے اظہار کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ آپ نے فرمایا گھر میں اس وقت نانی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا حیات تھیں۔ حضرت والد ماجد ان کی بزرگی کے باعث ان کی کسی بات کو رد نہ فرمایا کرتے تھے۔ میں نے اپنی خواہش حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچانے کیلئے ان کو وسیلہ بنایا کہ وہ نام کی تبدیلی کی منظوری ان سے حاصل کرلیں۔ جب انہوں نے میری خواہش آپ کی خدمت میں پیش کی تو جواب میں آپ نے فرمایا:۔ یہ نام تبدیل نہیں ہوسکتا۔ یہ تو حضرت والدِ ماجد (حضرت خواجہ محمد رکن عالم) رحمۃ اللہ علیہ کا رکھا ہوا ہے۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابتدائی تعلیم

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کی ولادتِ باسعادت اس وقت ہوئی جب آپ کے والد ماجد حضرت قبلۂ عالم خواجہ محمد سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک کے پچاس برس گذر چکے تھے۔ بڑھاپے کا آغاز ہو چکا تھا۔ آپ کے بعد یکے بعد دیگرے چار ہمشیرگان پیدا ہوئیں۔ آپ اپنے والدین کے اکلوتے فرزند تھے۔

آپ نے ایسے ماحول میں آنکھیں کھولیں جو سراپا تقویٰ وطہارت تھا۔ والد بزرگوار شریعت وطریقت کے حسین امتزاج کا پیکر تھے۔ جن کی نگاہ میں کیمیا کی تاثیر تھی۔ آپ بھولے بھٹکے لوگوں کو راہِ خدا پر گامزن فرماتے۔ انہیں یادِ الٰہی کی تلقین کرتے اور معرفتِ الٰہیہ کی تخم کاری سے مردہ دلوں کو زندہ فرمایا کرتے تھے۔ والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا عفت وعصمت اور محبت وشفقت کا پُتلا تھیں۔ ایسی مبارک گودیں ازلی سعادت مند افراد کا حصہ ہوتی ہیں۔ پھر خانقاہِ عالیہ میں ایسی جماعت ہر وقت موجود رہتی جن کی زندگی کا مقصد رضائے الٰہی تھا۔ وہ ہر وقت یادِ خداوندی میں مصروف رہتے۔ اسی مقصد کے حصول کی خاطر وہ دور دراز سے سفر کر کے خانقاہِ شریفہ میں آتے۔ چند دن وہاں قیام کرتے۔ اپنے دلوں کی میل اتارتے اور پھر اپنے گھروں کو لوٹ جاتے۔ چند نفوسِ قدسیہ نے وہاں مستقل طور پر ڈیرہ ڈال رکھا تھا۔ خانقاہِ عالیہ کا ماحول یادِ خداوندی سے معمور تھا۔ دنیاداری اور غفلت کا وہاں گذر تک نہ تھا۔ شریعت وطریقت کے زریں اصولوں کی بہاریں وہاں میسر تھیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہوش سنبھالا تو حصولِ علم کا مرحلہ درپیش تھا۔ آپ کے اولین استاد آپ کے والد ماجد قبلۂ عالم حضرت خواجہ محمد سلطان عالم قدس سرہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

العزیز تھے۔ آپ کو اپنی بسم اللہ خوانی کی تقریب یاد تھی۔ فرمایا جب حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے میری تعلیم کا آغاز فرمایا تو سب سے پہلے آپ نے مجھے درود شریف پڑھایا پھر قصیدہ بردہ شریف کا یہ شعر پڑھایا۔

كَفَاكَ بِالْعِلْمِ فِي الْأُمِّيِّ مُعْجِزَةً

فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالتَّادِيْبِ فِي الْيُتُمِ

اس کے بعد پھر درود شریف پڑھایا۔ اور اس سے قرآن مجید پڑھانے کا آغاز فرمایا۔

عام دستور یہ ہے کہ استاد پہلے طالب علم کو حروف تہجی الگ الگ پڑھاتا ہے۔ ہر حرف کی الگ الگ پہچان کے حصول کے بعد حروف کے آپس میں ملنے کی مختلف شکلوں اور صورتوں سے طالب علم کو آگاہ کرتا ہے۔ اس کے بعد اس کو ملا کر پڑھنے کی مشق کراتا ہے اور پھر قرآنِ مجید کا سبق پڑھایا جاتا ہے۔ اس مشق کیلئے قاعدہ یسرنا القرآن یا کسی اور قاعدے کو استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ایک یا دو دن میں حروف تہجی کی پہچان کرائی اور اس کے متصل بعد قرآنِ مجید کا سبق شروع کرا دیا۔

آپ نے قرآن مجید ناظرہ اپنے والد ماجد حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا پھر آپ ہی سے حفظ کا سلسلہ بھی شروع کر دیا۔

آپ قرآن مجید حفظ کر رہے تھے۔ حاجی غلام مصطفیٰ صاحب (ٹھارہ والے) آپ کے ہم سبق تھے۔ اسی دور میں لاہور کے ایک قاری صاحب حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اپنی قلبی اصلاح کیلئے آئے۔ ان کا اسم گرامی محفوظ نہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رہ سکا۔ وہ کچھ دن دربار عالیہ میں ٹھہرے۔ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں کو تجوید کی مشق کیلئے قاری صاحب کے سپرد فرمایا۔ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ قاری صاحب ہمیں تجوید کے قواعد کے مطابق مشق کرایا کرتے تھے۔ یعنی زیر کو یاء کی، زبر کو الف کی اور پیش کو واوٴ کی بو دینے کیلئے ہمیں کہتے۔ وہ نہایت توجہ سے پڑھایا کرتے تھے۔ کوتاہی اور سستی پر ڈانٹ پلاتے اور دھمکی کے انداز میں کہتے۔ میرا کھونڈا (عصا) لے آوٴ۔ ان سے ہم نے اعوذ باللہ، بسم اللہ اور الحمد شریف کی مشق کی۔ اس پر کئی دن صرف ہو گئے۔ وہ بڑے باکمال لیکن سخت گیر تھے۔ کچھ دنوں بعد ان کو واپس جانے کی اجازت مل گئی۔ اس پر ہمیں بڑی خوشی ہوئی کہ چلو اب سختی سے تو نجات مل جائے گی۔ حضرت قبلۂ عالم ان کو رخصت کرنے کیلئے ایک مقرر فاصلہ تک ساتھ گئے۔ ہم بھی دیگر سنگیوں کی طرح ساتھ تھے۔ لیکن آپ نے ان کو رخصت کرنے کا پروگرام ملتوی کر دیا۔ اس سے ہماری خوشیاں دھری کی دھری رہ گئیں۔ تین دن مزید قیام کے بعد قاری صاحب رخصت ہو گئے۔ حاجی غلام مصطفیٰ صاحب ٹھارہ علاقہ ڈڈیال کے رہنے والے تھے۔ حضرت مائی صاحبہ کلاں رحمۃ اللہ علیہا کے خالہ زاد تھے۔ اس وقت خاصے جوان تھے۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ حفظِ قرآن مجید کے دوران حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ ہمیں ساتھ رکھتے۔ اگر کبھی سفر پر جانا ہوتا تو بھی آپ ہمیں ہمراہ لے جاتے تاکہ اسباق کا ناغہ نہ ہونے پائے۔ آپ دن کو اپنے معمولات میں مصروف رہتے۔ آپ کو ان سے فرصت نہ ملتی۔ اس لئے ہمارا سبق آپ رات کو سنا کرتے تھے۔ دورانِ سفر گھوڑی ہمراہ ہوتی آپ ہمیں ساتھ سوار کر لیتے۔ کبھی آپ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہمیں آگے بٹھا لیتے اور کبھی اپنے پیچھے۔ جب ہم پیچھے بیٹھتے تو آپ کی کمر مبارک کو مضبوطی سے تھام لیتے۔

فرمایا ایک دن مشغولیت کے باعث آپ نے ارشاد فرمایا آج کا سبق بابا فضل دین رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھ لو۔ اس وقت میں پہلا پارہ یاد کر رہا تھا۔ چناں چہ انہوں نے وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْکِتَابَ سے مجھے سبق پڑھایا۔

جناب بابا فضل دین رحمۃ اللہ علیہ دولیاہ جٹاں کے باشندے تھے۔ انہوں نے اپنی ساری زمین اور مکانات حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے نام ہبہ کر دیئے اور خود آپ کی غلامی کا قلادہ گلے میں ڈال کر دربار شریف چچیاں کے ہو رہے۔ بقیہ ساری عمر دربار شریف میں بسر کر دی۔ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق آپ کو زندگی میں ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ درود مستغاث شریف کا ورد آپ کا وظیفہ تھا۔ عید الفطر کے دن ان کا وصال ہوا۔ حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا جب تک حیات رہیں باقاعدگی سے اس روز آپ کے ایصالِ ثواب کا خصوصی اہتمام فرمایا کرتی تھیں۔

آپ نے ابھی سورہ یٰسین شریف کے علاوہ ابتدائی تین چار پارے یاد کیے تھے کہ آپ کو ٹائی فائیڈ بخار ہو گیا۔ اس زمانہ میں اس بخار کا علاج دریافت نہیں ہوا تھا۔ اپنا وقت گذار کر اترتا تھا۔ یہ بخار مسلسل چالیس روز تک رہا۔ جب اترا تو آپ کی صحت بہت دگرگوں ہو چکی تھی۔ جسم اور جسمانی قویٰ مضمحل ہو چکے تھے۔ معالجین نے فیصلہ دیا کہ آپ کی صحت اب قرآنِ مجید حفظ کرنے کی مشقت کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ مجبوراً یہ سلسلہ ترک کرنا پڑا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بخار اتر جانے کے بعد جب آپ کی صحت قدرے بحال ہوئی تو آپ کو پرائمری سکول لدڑ میں داخل کرا دیا گیا۔ یہ گاؤں چھپیاں شریف سے تھوڑے سے فاصلے پر تھا۔ موجودہ دور میں پرائمری تعلیم پانچ جماعتوں تک ہوتی ہے اور چھٹی جماعت سے مڈل اسٹینڈرڈ کی تعلیم کا آغاز ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں پرائمری سکول میں صرف چار جماعتوں تک پڑھایا جاتا تھا۔

پرائمری درجہ کا امتحان پاس کرنے کے بعد آپ کو مزید تعلیم کیلئے میرپور شہر کے ہائی سکول میں داخل کرایا گیا۔ سکول میں آپ نے صرف چھٹی جماعت تک تعلیم حاصل کی تھی کہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا۔

سکول کی تعلیم کے دوران حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ایک جانثار مرید اور خلیفہ حضرت بابا غلام محمد ساکن سوہاوہ ضلع جہلم، جو اپنے کاروبار کے سلسلہ میں افریقہ میں مقیم تھے، کچھ عرصہ تک دربارِ عالیہ چھپیاں شریف اپنی روحانی اصلاح کیلئے ٹھہرے۔ اس دوران حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سکول سے واپسی پر ہوم ورک کرتے اور پڑھے ہوئے اسباق کا اعادہ کرنے کیلئے ان سے مدد لیا کرتے تھے۔ آپ نے حساب اور کچھ دیگر مضامین حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے۔ انہوں نے دربارِ عالیہ کی بڑی خدمات سرانجام دیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت والدِ ماجد رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز ابھی بچے ہی تھے کہ آپ کے والدِ ماجد حضرت قبلۂ عالم خواجہ محمد سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ ۲۳ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ بمطابق ۹ مئی ۱۹۳۴ء بدھ کے دن ظہر اور عصر کے درمیان مختصری علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔ چند روز تک آپ کو شدید بخار رہا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک ہجری تقویم کے اعتبار سے بارہ سال آٹھ ماہ اور ستائیس دن اور شمسی تقویم کی رو سے بارہ سال چار ماہ اور چودہ روز تھی۔ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں آپ سب سے بڑے تھے۔ آپ کی چار ہمشیرگان تھیں جو آپ سے چھوٹی تھیں۔

حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مرضِ وفات میں مخلص اور جانثار سنگی حضرت باوا فقیر محمد پہاڑیہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سائیں محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو بار بار آپ کی خدمت میں اس نیت سے پیش کرتے کہ آپ سنگیوں کو ان کے بارے میں کوئی وصیت فرما دیں تاکہ آپ کے وصال مبارک کے بعد آپ اور آپ کی کم سن ہمشیرگان کی گذر اوقات کا کوئی معقول بندوبست ہو جائے۔ لیکن آپ نے اپنی زندگی مبارکہ کے آخری لحات میں اپنے اکلوتے نورِ نظر کو وہی کچھ عملی طور پر تلقین فرمایا جس پر آپ ساری زندگی عمل پیرا رہے اور وہ ہے دنیا سے اعراض اور رب تعالیٰ کی پاک ذات پر کامل توکل۔ جتنی بار بھی سنگیوں نے آپ کو حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے یہی فرمایا کہ ”میں اسے اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ اللہ نے چاہا تو اچھا ہوگا۔“

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بعض لوگ یونہی توحید

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

توحید کی رٹ لگاتے رہتے ہیں۔ خالص توحید اللہ والوں کے ہاں ہوتی ہے۔ شریعت میں وصیت کرنا جائز ہے مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں اللہ تعالیٰ کے سپرد فرمایا۔ کسی دنیادار کو ہمارا سہارا قرار نہ دیا۔ سنگی حضرات کو وصیت نہ کرنے کی وجہ یہ نہ تھی کہ آپ بے ہوش یا غشی کی حالت میں تھے۔ آپ اس وقت کامل ہوش میں تھے۔

وصالِ مبارک سے تھوڑی دیر پہلے آپ نے نمازِ ظہر کی ادائیگی کیلئے کامل وضو فرمایا۔ وضو کرانے کی سعادت آپ کے خادمِ خاص حضرت باوا فقیر محمد پہاڑ یہ رحمۃ اللہ علیہ کے حصہ میں آئی۔ چارپائی سے متصل لکڑی کی جائے نماز بچھی ہوئی تھی۔ نماز کی ادائیگی کیلئے آپ اس پر تشریف فرما ہوئے۔ نماز کی نیت باندھی۔ نماز کی ادائیگی کے دوران ہی آپ کا جسم مبارک ایک جانب لڑھک گیا اور چند لمحوں بعد روح اعلیٰ علیین میں اپنے رب کے حضور پہنچ گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ کے وصال مبارک کے وقت روپے پیسے کی صورت میں نقدی نام کی کوئی چیز گھر میں موجود نہ تھی۔ جو تجہیز و تکفین کے کام آتی۔ گندم ابھی کھلیان میں تھی۔ اسے گھر میں لانے کی فرصت نہ ملی تھی۔ گویا گھر میں اللہ تعالیٰ کا نام تھا اور وہی اس نظام کی کفالت کر رہا تھا۔ خدا کی قدرت کے کرشمے ملاحظہ ہوں کہ گھر میں جنازہ پڑا تھا ڈاکیا ایک منی آرڈر لایا۔ یہ رقم کسی سنگی نے ازراہِ عقیدت ارسال کی تھی۔ اسی رقم سے آپ کی تجہیز و تکفین کا بندوبست ہوا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

درسِ نظامی کی تعلیم

اسلام میں علم کی اہمیت عیاں ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی سب سے پہلی وحی کا پہلا لفظ اِقْرَأْ ہے۔ جس کا معنے ہے "پڑھو"۔ طلبِ علم مسلمان مردوں اور عورتوں پر فرض ہے۔ انسان کی پیدائش کا مقصد ہی اللہ تعالیٰ نے معرفتِ الٰہیہ قرار دیا ہے۔ طریقت وارشاد کی مسند پر بیٹھنے والے افراد کیلئے حصولِ علم کی ضرورت اور اہمیت اور زیادہ ہو جاتی ہے چناں چہ اکابر صوفیاء کرام نے ہر زمانہ میں اس کی ضرورت کو واضح فرمایا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔

سی سال مجاهده کردم برمن هیچ چیز سخت تر از علم و متابعتِ آں نیامد۔ و درجمله قدم برآتش نهادن برطبع آسان تراز اں بود که برموافقت علم رفتن۔ و برصراط هزار بار گذشتن بردلِ جاهل آسان تراز اں بود که یک مسئله از علم آموختن۔ (کشف المحجوب ص ۱۸ مطبوعہ لاہور)

ترجمہ: میں نے تیس سال تک مجاہدہ کیا۔ علم سیکھنے اور اس پر چلنے سے زیادہ مشکل کوئی چیز مجھے معلوم نہ ہوئی۔ آگ پر قدم رکھنا طبیعت کے لئے علم کے مطابق عمل کرنے سے آسان ہوتا ہے۔ جاہل کے دل پر ہزار بار پل صراط پر گذرنا علم کا ایک مسئلہ سیکھنے سے آسان ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

جس شخص نے قرآن وحدیث کے احکام نہیں سمجھے اور ان کا علم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حاصل نہیں کیا تصوف میں اس کی اقتداء نہیں کی جاسکتی کیوں کہ ہمارا یہ علم (تصوف) کتاب وسنت سے مقید ہے اور قیاس واجماع کا مرجع بھی یہی دونوں ہیں۔

(اسلامی تصوف ص ۱۶ مطبوعہ لاہور بحوالہ رسالہ قشیریہ)

حضرت سعید مصطفیٰ العروسی رسالہ قشیریہ کی شرح میں تحریر کرتے ہیں۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ طالبِ سلوک کیلئے شرط ہے کہ علماء سے شریعتِ مطہرہ کے احکام کا علم حاصل کر کے اس پر عمل کرے۔ اس کے بعد اس راہ میں اس کی رہبری درست ہو سکتی ہے۔ اور جو شخص اس کے بغیر اللہ تک پہنچ جانے کا مدعی ہو وہ بدعتی ہے۔ نہ اس کی طرف رجوع کیا جائے گا اور نہ اس کی کسی بات پر اعتماد صحیح ہوگا۔ (اسلامی تصوف ص ۱۶۔۱۷ بحوالہ نتائج الافکار)

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ کا خاندان صدیوں سے علمی، روحانی اور دنیاوی وجاہت کے اعتبار سے شاندار روایات کا حامل رہا ہے۔ آپ کے والدِ ماجد حضرت قبلۂ عالم خواجہ محمد سلطانِ عالم قدس سرہ نے اپنی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں آپ کی تربیت کی جانب خصوصی توجہ مبذول رکھی۔ بعض اوقات چھوٹی چھوٹی جزئیات اس معاملہ میں دوررس نتائج کی حامل ہوتی ہیں۔ چناں چہ آپ رحمۃ اللہ علیہ دورانِ تربیت ان سے بھی صرفِ نظر نہ فرمایا کرتے تھے۔ لیکن ان کے اچانک وصال مبارک نے اس سارے معاملہ کو لپیٹ کر رکھ دیا تھا۔ اب گھر میں آپ تھے۔ کم سن بہنیں تھیں اور والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا تھیں۔ حضرت والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کی سرپرستی میں آپ نے علمِ دین کی تحصیل شروع فرمادی۔

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اگرو کے موہڑہ میں حضرت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والد ماجد قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ایک عقیدت مند رہتے تھے۔ وہ دربارِ عالیہ کے بڑے خیر خواہ اور ہمدرد انسان تھے۔ گھر کے اہم معاملات کے مشورہ میں وہ شریک ہوا کرتے تھے۔ وہ مندو (محمد خاں یا محمد بخش) کے نام سے معروف تھے۔ ہم ان کو چچا کہہ کر پکارتے تھے۔ جب ہماری تعلیم کا معاملہ پیش آیا تو اگرو کے موہڑہ کے مولانا حکیم محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی خدمت میں عرض کی کہ صاحب زادہ صاحب کو ہمارے ہاں بھیج دیں۔ میں انہیں پڑھایا کروں گا۔ انہوں نے اپنی اس خواہش کا اظہار چچا مندو سے بھی کیا۔ انہیں یہ تجویز پسند آئی۔ چنانچہ وہ حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ صاحبزادہ صاحب کی رہائش ہمارے گھر ہوگی اور حکیم صاحب ان کو اسباق پڑھایا کریں گے۔ ان کی اس گذارش پر حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے ہمیں موہڑہ اگرو بھیج دیا۔ چچا مندو نے ہمارے وہاں قیام کے دوران ہماری سہولت اور آرام کا بڑا خیال رکھا۔ انہوں نے میرے لئے گھی کا برتن الگ رکھا ہوا تھا۔ جب کھانے کا وقت ہوتا تو گرم گرم روٹی پر گھی ڈال کر پیش کیا کرتے تھے۔

مولانا حکیم محمد میاں رحمۃ اللہ علیہ سے ہم نے فارسی کی ابتدائی کتب پڑھی ہیں وہ تدریس کے ماہر استاد تھے۔ پڑھانے کا انداز بہت دل کش تھا۔ آغاز میں انہوں نے ہمیں فارسی نامہ پڑھایا۔ اور اسے ازبر کرایا۔ ان کے پڑھائے ہوئے اسباق اب تک ہمیں یاد ہیں۔ آپ بے حد شفیق انسان تھے۔

چچا مندو کا اپنا جندر (پن چکی) تھا۔ استاذ صاحب سے سبق پڑھنے کے بعد ہم باہر جندر پر چلے جاتے۔ گھوڑی ساتھ ہوتی۔ وہ گھاس چرتی رہتی اور ہم سبق یاد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرتے۔ چچا مندو بعض اوقات پانی سے مچھلی کا شکار کرتے۔ جب ہم واپس گھر آتے تو ہم مچھلی اپنے ہاتھ میں نہ پکڑتے بلکہ گھوڑی کے گلے میں لٹکا دیتے۔ ہم وہاں اگرو کے موہڑہ میں چھ ماہ تک رہے۔ دربارِ عالیہ میں حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا اور ہمشیرگان تھیں۔ کوئی مرد گھر میں نہ تھا۔ عقیدت مند آیا کرتے تھے۔ وہ ہم سے ملاقات کے متمنی ہوتے۔ ان وجوہات کی بنا پر یہ سلسلہ منقطع کرنا پڑا۔ اور آپ واپس دربار عالیہ چچیاں شریف آ گئے۔ جہاں قریب کے گاؤں لدڑ میں اپنے زمانہ کے استاذ الاساتذہ حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش تھی۔ جن کے حضرت قبلۂ عالم خواجہ محمد سلطان عالم قدس سرہ العزیز کے ساتھ گہرے مراسم تھے۔ دونوں ایک دوسرے کی غمی خوشی میں شرکت کرتے۔ حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے اپنے لختِ جگر حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو تعلیم کیلئے ان کے سپرد فرما دیا۔ درسِ نظامی کے متداول علوم وفنون میں آپ نے سب سے زیادہ استفادہ حضرت مولانا لدڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا۔ جنہوں نے ایک گم نام گھرانے میں جنم لیا۔ ابتدائی دینی تعلیم اپنے دادا جناب میاں محمد عظیم رحمۃ اللہ علیہ سے پائی۔ ان کی تربیت اور توجہ سے دین کا شوق پروان چڑھا۔ ہندوستان کی مشہور درسگاہ جامعہ امینیہ دہلی سے سند فراغت حاصل کی۔ اور براستہ کراچی بحری جہاز پر سوار ہو کر زیارتِ حرمین شریفین کا شرف حاصل کیا۔ وہاں برسوں تک قیام فرمایا۔ مکہ مکرمہ میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی فیض صحبت سے مشرف ہوئے۔ وہاں آپ سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ دیگر علمائے حرمین سے بھی استفادہ کیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں اپنے وقت کے عالمِ ربانی عارفِ یزدانی حضرت خواجہ غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین باولی شریف کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ ان کی اپنی اولاد نہ تھی لیکن آپ کو وہ اولاد سے بڑھ کر عزیز رکھتے تھے۔ ان کی نگرانی میں سلوکِ مجددی زبیری طے کیا اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ سلسلہ چشتیہ میں آپ نے جلال پور شریف کے مشہورِ زمانہ ولی حضرت پیر حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی استفادہ فرمایا۔

حصولِ علم سے فراغت کے بعد آپ اپنے گاؤں میں واپس تشریف فرما ہوئے۔ وہاں مسندِ تدریس بچھائی۔ آپ نے ساری عمر طالبان کو علمِ دین پڑھانے اور یادِ خدا میں صرف کر دی۔ سینکڑوں کی تعداد میں مخلوقِ خدا ان سے مستفیض ہوئی۔ ہر کسی نے اپنے ظرف اور مزاج کے مطابق علمِ دین یا سلوکِ طریقت سے حصہ پایا۔ تدریس کا شوق آپ کو خوراک کی مانند تھا۔ جب کسی جنازہ پر جاتے تو طلبہ اور کتابوں کو ہمراہ رکھتے۔ اگر وقت سے پہلے پہنچ جاتے تو کسی کھلی جگہ پر بیٹھ جاتے اور اسی کو درس گاہ بنا لیتے۔ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے مقدور بھر استفادہ کیا۔ فارسی نظم، فقہ، تفسیر اور حدیث وغیرہ فنون کی تعلیم آپ سے پائی۔

آپ جن دنوں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ درس میں شامل تھے اس زمانہ کا ایک واقعہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے جو عبرتوں کا ایک جہاں اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ حضرت خواجہ عالم قدس سرہ العزیز نے فرمایا جن دنوں میں حضرت استاذ الاساتذہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس زیرِ تعلیم تھا۔ وہاں ایک اور طالب علم میرا ساتھی تھا۔ اس کا نام فضل میراں تھا اور وہ موضع چوکی ہنڈی تحصیل بھمبر کا باشندہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھا۔حضرت استادِ محترم رحمۃ اللہ علیہ صاحب حال صوفی تھے۔طبیعت پر تصوف کا غلبہ تھا۔ جس کے باعث اکثر استغراق اور محویت کے عالم میں رہا کرتے تھے۔ فضل میراں کو شکایت تھی کہ حضرت استاد صاحب اسباق کی طرف زیادہ توجہ نہیں دیتے۔ان کی زیادہ توجہ اوراد و وظائف کی طرف رہتی ہے۔لہٰذا اس نے ارادہ کرلیا کہ علی پور سیداں کے مدرسہ میں جا کر تعلیم حاصل کرے۔اس نے سن رکھا تھا کہ وہاں اسباق کا باقاعدہ اور باضابطہ انتظام ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم مکتب ہونے کے باعث فضل میراں سے مجھے بڑا لگاؤ تھا۔اسباق کے شوق اور اس کی تحریک نے مجھے بھی اس کا ہم نوا بنا دیا۔ جب وہ وہاں سے علی پور گیا تو میں نے اسے کہہ بھیجا کہ وہاں پہنچ کر بذریعہ خط مجھے اطلاع دینا کہ وہاں اسباق کا کیا حال ہے۔اگر وہاں ان کا معقول بندوبست ہو تو میں بھی وہیں آجاؤں گا۔اس نے وہاں پہنچ کر اطلاع دی جو حوصلہ افزا تھی۔چناں چہ میں گھر میں حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا یا کسی اور کو اطلاع دیئے بغیر علی پور سیداں جانے کے ارادہ سے گھر سے روانہ ہو گیا۔

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ایک بچپن اور کم عمری اور اس پر مستزاد یہ کہ پہلا سفر تھا۔باہر کے ماحول سے بالکل اجنبی۔معلومات کا یہ عالم تھا کہ میں نے گمان کر رکھا تھا کہ جہلم شہر دریائے جہلم سے پار کنارے پر آباد ہے۔جب سفر سے پالا پڑا تو معلوم ہوا کہ جہلم شہر تو گٹالیاں سے نو دس میل کے فاصلے پر ہے۔سفر کی روداد آپ نے کچھ اس طرح بیان فرمائی کہ چھچیاں شریف سے میر پور پہنچا۔وہاں تانگہ پر سوار ہوا اور گٹالیاں کے پتن تک پہنچا۔تانگہ میں اور سواریاں بھی تھیں۔ان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں سے ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہاں جارہے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ میں علی پور شریف جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس نے کہا میں بھی ادھر ہی جارہا ہوں۔ جب گٹالیاں پہنچے تو اس نے کہا۔ میں مستری ہوں یہاں کسی گھر میں میرا سامان پڑا ہے۔ آپ انتظار کریں۔ میں سامان لے آؤں اور پھر روانہ ہوں گے۔ وہ گیا اور سامان لے آیا۔ کشتی پر سوار ہوئے۔ دریائے جہلم عبور کرنے کا پہلا تجربہ تھا۔ جب کشتی دریا کی لہروں میں آئی تو ہچکولے کھانے لگی۔ میں نے ملاح سے پوچھا کیا مچھوا کبھی ڈوبا بھی ہے؟ اس نے جواب میں کہا اللہ سے خیر مانگو۔ آخر خدا کر کے کشتی دریا کے پار کنارے پر لگی۔ اس کا کرایہ دو آنے تھا۔ مستری نے کہا کہ میرا کرایہ بھی ادا کردو۔ میں تمہیں بعد میں دے دوں گا۔ اس کے بعد ٹانگہ سواری کی نوبت آئی۔ جہلم تک کرایہ چار آنے فی کس تھا۔ جہلم پہنچ کر اس نے حسب سابق مجھے کرایہ ادا کرنے کو کہا۔ وہاں اس نے مجھے ایک ہندو دکان کے آگے تھڑے پر بٹھایا۔ اپنا سامان میرے سپرد کیا اور خود کچھ سامان اور کپڑے خریدنے کیلئے بازار میں چلا گیا۔ پڑوس کے دوکاندار نے میرے حالات کا جائزہ لیا۔ وہاں بیٹھنے کا سبب پوچھا۔ دکان دار نے میری داستان سنی۔ اتنے میں مستری آ گیا۔ اس نے مجھے اس سے چھ آنے واپس دلوائے اور اسے جانے کیلئے کہا۔ اس کے جانے کے بعد اس نے مجھے سمجھایا کہ ریلوے اسٹیشن پر جاؤ۔ اور ریل کے ذریعہ سے اپنی منزل مقصود کا سفر اختیار کرو۔ وہاں سے چل کر جب میں تانگہ اڈہ پر آیا تو وہ وہاں موجود تھا۔ وہ بھی میرے ہمراہ ہو گیا۔ گاڑی لیٹ تھی۔ مستری کے کہنے پر پروگرام تبدیل کرلیا۔ اس نے کہا مجھے کھاریاں میں ایک شخص سے کام ہے۔ وہاں تک بس پر چلتے ہیں۔ پھر وہاں سے سیالکوٹ چلے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جائیں گے۔ چناں چہ ہم دونوں بس پر بیٹھے۔ کرایہ چھ آنے فی کس تھا۔ اس کے کہنے پر میں نے دونوں کا کرایہ ادا کر دیا۔ جب کھاریاں پہنچے تو اس نے مجھے عید گاہ کی جنوبی سمت تالاب پر رکنے کو کہا اور اپنی ٹسر کی قمیض مجھے دی تا کہ میں دھودوں۔ وہ خود کھاریاں آبادی میں چلا گیا۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ مولوی محمد شفیع صاحب سے ملنے کیلئے جا رہا ہے۔ تالاب کے آس پاس شیشم کے تناور درخت تھے۔ جب ان درختوں کا سایہ لمبا ہوتا گیا تو میری وحشت میں اضافہ ہونے لگا۔ ایک بچپن دوسرا پردیس اور پھر رات کی آمد تھی۔ گھبراہٹ کے عالم میں میں وہاں سے اٹھا۔ آبادی میں آیا اور مولوی محمد شفیع کے بارے میں پوچھنے لگا۔ مگر اس نام کے کوئی مولوی صاحب کا پتہ نہ چلا۔ ایک شخص نے ایک مولوی صاحب کے گھر کا پتہ بتایا۔ جب ان کے گھر پہنچا تو پتہ چلا کہ وہ کسی بیمار کی عیادت کیلئے نکلے ہوئے ہیں۔ میں ان کے پیچھے وہاں پہنچا۔ ان کے پوچھنے پر میں نے اپنی ساری روداد سنا دی۔ انہوں نے کہا میرا نام محمد شفیع نہیں اور نہ ہی مجھے کسی اس نام کے مولوی صاحب کے بارے میں علم ہے۔ قصبہ بڑا ہے ممکن ہے کہ کوئی اس نام کا ہو۔ اتنے میں مغرب کی اذان ہو گئی۔ مولوی صاحب کے ساتھ مغرب کی نماز مسجد میں ادا کی۔ نماز کے بعد مولوی صاحب مجھے اپنے گھر لے گئے۔ ان کی اہلیہ نے پوچھا یہ کس کو ساتھ لے آئے ہو؟ مولوی صاحب نے میری کہانی اپنی اہلیہ کو سنائی اور کہا میں نے سوچا اسے گھر لے چلوں۔ ابھی بچہ ہے۔ انہوں نے مجھے کھانا دیا۔ جب نمازِ عشاء کا وقت آیا تو مولوی صاحب کی اہلیہ نے ان سے کہا نماز کے بعد ان کو گھر لے آنا۔ نماز کے بعد مولوی صاحب نے مجھے گھر ساتھ چلنے کو کہا تو میں نے ان سے کہا میں مسجد میں رہنا پسند کرتا ہوں۔ بعد میں پتہ چلا کہ مولوی صاحب صاحبِ اولاد نہ

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھے۔ دونوں میاں بیوی نے سوچا کہ وہ مجھے اپنا بچہ بنا کر پالیں گے۔ اس کے بعد مولوی صاحب نے مجھ سے کہا کہ آپ یہاں ہی میرے پاس رہیں۔ میں ابتدائی کتابیں خود پڑھاؤں گا۔ مولوی صاحب کی گفتگو سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ حضرت محدثِ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید یا ان کے عقیدت مند تھے۔ کیوں کہ ان کا نام بڑے احترام سے لیتے تھے۔

گرمی کا موسم تھا۔ مولوی صاحب نے مسجد کی چھت پر سونے کا مشورہ دیا۔ مسجد میں ایک اور بھی مسافر تھا۔ اس زمانہ میں مسافر لوگ مسجدوں میں ٹھہرا کرتے تھے۔ لوگ مسجدوں کو رات کو مقفل نہ کرتے تھے۔ ہم دونوں چھت پر سو رہے۔ رات کو اچانک بارش، ژالہ باری اور آندھی شروع ہوگئی۔ گھر میں ہوتا تو مجھے پکڑ کر اٹھاتے، اور محبت اور شفقت سے اندر محفوظ جگہ پر لٹا دیتے۔ مگر وہاں یہ سہولت میسر نہ تھی۔ خود ہی اٹھنا پڑا۔ نیچے آیا اور سو رہا۔ نمازِ فجر پڑھی۔ مولوی صاحب نے پھر مجھے اپنے ہاں رکنے کو کہا۔ مگر میں نے واپسی کا پختہ ارادہ کر لیا تھا۔ میرے ارادہ کو دیکھا تو خاموش ہو گئے۔ ایک آدمی کو میرے ساتھ بس کے اڈہ پر بھیجا۔ لاہور سے آنے والی بس پر جہلم آیا۔ اور وہاں سے گھر کی راہ لی۔ اب رستہ سے واقفیت ہو چکی تھی۔ گھر پہنچا تو معلوم ہوا کہ تمام خاندان اور برادرانِ طریقت پریشان ہیں۔ میری تلاش میں سرگرداں ہیں۔ مختلف اطراف میں کئی آدمی ارسال کیے جا چکے ہیں تا کہ وہ مجھے تلاش کریں۔ مولانا محمد زمان صاحب مہتہ والے سیالکوٹ جا پہنچے۔ کرایہ ختم ہو گیا جس کے باعث وہ بے حد پریشان ہوئے۔ انہوں نے بڑی کوفت برداشت کی۔ میرے گھر پہنچنے کے تین روز بعد وہ واپس آئے۔ واپسی پر وہ باولی شریف بھی گئے۔ وہاں حضرت مائی صاحبہ رحمۃ

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ علیہا نے بتایا کہ صاحب زادہ صاحب ادھر نہیں آئے۔ ہوسکتا ہے کہ آپ کے بعد وہ گھر آچکے ہوں لہٰذا تم گھر چلے جاؤ۔ جب دربارِ عالیہ چچیاں شریف پہنچے میں وہاں موجود تھا۔ اپنی خفگی کا اظہار کرنے کیلئے انہوں نے سکوت اختیار کرلیا۔ بعد میں بتایا کہ میں جہاں جاتا ہر کسی سے پوچھتا آپ نے ایک بچہ تو نہیں دیکھا جس کے پاؤں میں زخم ہے اور اس زخم کی وجہ سے اس نے کمندار جوتا پہن رکھا ہے۔ مگر سب سے نفی میں جواب ملتا اور میں مایوس ہو جاتا۔

جب گھر پہنچا حضرت والدہ ماجدہ مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نماز میں مشغول تھیں۔ اپنے خالق سے راز و نیاز میں مصروف تھیں۔ نماز کے بعد انہوں نے اٹھ کر مجھے گلے سے لگایا۔ فرطِ محبت اور مامتا کے جوش کے باعث ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ میری واپسی پر تمام متعلقین میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

اس کے بعد دوبارہ آپ نے حضرت استاد محترم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونا شروع کر دیا اور درسِ نظامی کی کتابیں آپ سے پڑھیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فطری سعادت مندی

سیدی سندی مرشدی مطاعی حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز مادر زاد ولی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے آپ کو ازلی سعادت مندی سے نواز رکھا تھا۔ بچپن سے آپ کی طبیعت میں دین سے لگاؤ، اسلامی آداب کی پابندی، اخلاقِ عالیہ بدرجہ اتم موجود تھے۔ اس سلسلہ میں چند واقعات درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا محمد اکبر علی پاک پتنی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت خواجۂ عالم ابھی کم سن بچے تھے۔ کھیل کود میں مصروف تھے۔ اسی دوران آپ ایک درخت پر چڑھ گئے۔ اور ایک ٹہنی پر جا کر بیٹھ گئے۔ میں نے سنا کہ آپ وہاں بیٹھے درود پاک اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ پڑھ رہے تھے۔

۲۔ ان ہی کا بیان ہے کہ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ بچپنے کے عالم میں ایک دفعہ رفع حاجت کیلئے کھیتوں کی طرف جا رہے تھے۔ میں لوٹا اٹھائے ساتھ تھا۔ آپ نے تہہ بند پہن رکھا تھا۔ جب آپ رفع حاجت کیلئے مجھ سے جدا ہوئے تو مجھے خیال آیا کہ آپ ابھی کم عمر ہیں۔ شاید احتیاط ملحوظ نہ رکھ سکیں اور تہہ بند ناپاک ہو جائے۔ میں نے عرض کی تہہ بند اتار کر میرے حوالے کر دیں کہیں خراب نہ ہو جائے تو آپ نے جواب دیا ننگا ہونے سے گناہ ہوتا ہے۔ میں تہہ بند نہ اتاروں گا۔

۳۔ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ نے فرمایا ایک عمر رسیدہ بزرگ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس طریقت کے اسباق کے حصول کیلئے آئے۔ اور کچھ عرصہ تک دربارِ عالیہ میں انہوں نے قیام کیا۔ میں ابھی بچہ تھا۔ میں نے ملاحظہ کیا کہ وہ گردن جھکائے ہر وقت یادِ الٰہی میں مصروف رہا کرتے تھے۔ اگر دائیں بائیں دیکھنے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی ضرورت محسوس کرتے تو گردن نہ اٹھاتے بلکہ گردن جھکائے ہوئے ہی چہرہ پھیر کر دیکھ لیا کرتے تھے۔ یادِالٰہی میں مسلسل مصروفیت کے باعث مجھے ان سے انس ہو گیا۔ اسی محبت کے باعث میں گھر سے ان کیلئے کھانا لا کر مسجد میں پیش کیا کرتا تھا۔ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں بتایا تھا کہ یہ کسی اور پیر کے مرید ہیں۔ یہاں طریقت کے اسباق کے حصول کی غرض سے ٹھہرے ہوئے ہیں۔

۴۔ آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا میں ابھی بچہ تھا۔ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کی نماز کی ادائیگی کیلئے میرپور تشریف لے گئے۔ اور مجھے بھی آپ اپنے ہمراہ لے گئے۔ نماز سے فراغت کے بعد آپ سودا سلف خریدنے کیلئے بازار میں تشریف لے گئے۔ اور مجھے بازار میں ایک ہندو کی دکان کے سامنے بٹھا دیا۔ بازار کے دوسری جانب دو دکانیں کھلی ہوئی تھیں۔ ان میں ایک کسی ہندو کی دکان تھی اور دوسری ایک مسلمان کی۔ میں وہاں بیٹھا تھا کہ غیر مسلم دکان دار کسی کام کے لئے دکان سے باہر گیا اور ساتھ والے دکان دار سے اپنی دکان کی طرف دھیان رکھنے کیلئے کہہ گیا۔ میں وہاں ابھی بیٹھا ہوا تھا کہ وہ واپس آ گیا۔ مسلمان دکاندار نے اس سے کہا کہ میں یہاں سے اٹھ کر تمہاری دکان کی نگرانی اور رکھوالی کیلئے چند بار گیا ہوں۔ یہ اس کا جھوٹ تھا۔ کیوں کہ میں دیکھ رہا تھا کہ وہ اپنی دکان سے بالکل باہر نہ آیا تھا۔ وہ اس جھوٹ کو معمولی سمجھ رہا تھا۔ ممکن ہے کہ یہی گناہ اس کیلئے بہت بڑے خسارے کا باعث بن جائے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت

والدین کی اولاد سے محبت ایک فطری معاملہ ہے۔ جب اولاد عمر کے آخری حصہ میں نصیب ہو تو اس محبت میں شدت آجاتی ہے اور اگر اولاد اکلوتا بیٹا ہو تو والدین کی شفقت اور دھیان اور زیادہ ہو جاتا ہے۔ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے۔ ان کے علاوہ چار آپ کی ہمشیرگان تھیں۔ اس لئے آپ اپنے ماں باپ کی آنکھوں کے تارے تھے۔ ایسی صورت بڑی نازک ہوتی ہے۔ اگر تربیت کا لحاظ نہ کیا جائے اور بے جا لاڈ پیار بچے کو دیا جائے تو اس کا مستقبل تباہ ہو جائے گا۔ لیکن اگر محبت اور شفقت کے ساتھ ساتھ اس کی مناسب انداز کے ساتھ تربیت کا لحاظ بھی رکھا جائے تو اس کے نتائج بہت حوصلہ افزاء ہوتے ہیں۔

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے والدین نے جہاں آپ کو بھرپور پیار اور شفقت سے نوازا۔ وہیں وہ آپ کی تربیت سے بالکل غافل نہ تھے کیوں کہ وہ آپ کو مخلوقِ خدا کی رہنمائی کیلئے تیار فرما رہے تھے۔ خود حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت میں آپ کے والد ماجد حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے احکامِ شریعت کو ملحوظ رکھا۔ آپ کا ارشاد مبارک ہے کہ کھانا کھانے اور پانی پینے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا کہ جب میں کھانا کھاؤں دایاں گھٹنا اٹھا کر رکھوں اور بائیں کو بچھا کر بیٹھوں۔ آپ نے فرمایا بسم اللہ سے ابتداء کرو۔ اور الحمد للہ پر انتہا۔ خود بھی آپ دورانِ طعام الحمد للہ کا ورد کرتے رہتے تھے۔ پانی پینے کے بارے میں فرمایا پانی کھانے سے پہلے پیو کہ باعثِ شفا ہے۔ وسط میں پینا دوا ہے اور کھانے کے بعد پینا کئی تکالیف کا باعث بنتا ہے۔ آپ پانی پیتے وقت تین وقفے کیا کرتے تھے۔ پانی پینے اور کھانا کھانے کیلئے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مٹی کے برتن استعمال فرمایا کرتے تھے۔ پانی اس وقت تک نہ پیتے جب تک روشنی میں دیکھ کر اطمینان نہ فرما لیتے۔ کھانا تناول کرنے کے بعد برتن کو اچھی طرح سے صاف کرلیا کرتے۔ سالن سے لتھڑا ہوا برتن کبھی نہ چھوڑتے۔ ہاں اگر سالن ضرورت سے زیادہ ہوتا تو برتن میں رہنے دیتے۔

حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے محبت اور پیار کو عام والدین کی اپنی اولاد سے محبت اور شفقت پر قیاس کرنا غلطی ہے۔ کیوں کہ انسان جتنا خدا تعالیٰ کے قرب سے مشرف ہوتا جاتا ہے اس کے جذبات میں طہارت ونفاست اور پاکیزگی کے عناصر شامل ہوتے جاتے ہیں۔ ایسا شخص اگر اولاد سے بھی محبت اور شفقت کا برتاؤ کرے گا تو اس برتاؤ میں بھی للّٰہیت، خدا تعالیٰ کی خوشنودی، بے غرضی اور بے لوثی پائی جائے گی۔ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے والدین کریمین مقربینِ بارگاہِ ایزدی کے سرخیل اور خلوص وللّٰہیت کے پتلے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والدین کی اپنے اوپر شفقت ومحبت کے چند واقعات خود بیان فرمائے جو درج ذیل ہیں:

۱...... آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قبلہ حضرت والد ماجد قدس سرہ مجھ پر بے حد مہربان اور شفیق تھے۔ عام لوگ اپنی اولادوں کو ڈانٹتے ہیں۔ زجر وتوبیخ کرتے ہیں اور سزا دیتے ہیں۔ وہ میرے ساتھ ایسا سلوک نہیں فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے مجھے بے حد محبت وشفقت سے نوازا۔

۲...... حضرت والدِ ماجد قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ از راہِ محبت وشفقت بچپن میں مجھے اکثر اپنی چارپائی پر اپنے ساتھ سلایا کرتے تھے۔ جب آدھی رات بیت جاتی تو آپ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اٹھ جاتے چارپائی پر دوزانو بیٹھ کر حضرت پیر سید محمد نیک عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار پڑھا کرتے ان میں سے دو شعر یہ ہیں:۔

جہڑا لوے پچھان سجن نوں جانی نوں کی کرسی
پُتّر ، دھیاں ، دولت ، دنیا فانی نوں کی کرسی
کر کے جَھلّا دیوے عالم دوجگ دی سلطانی
جَھلّا اُس دا دوجگ دی سلطانی نوں کی کرسی

(سی حرفی ہائے مبارکہ صفحہ ۵۹)

۳...... فرمایا موسمِ برسات میں اگر رات کو بارش آجاتی اور میری چارپائی کھلے صحن میں ہوتی، سنگی بھی کھلے صحن میں سوئے ہوئے ہوتے، بعض اوقات آپ سنگیوں کو جگا دیتے تاکہ بارش میں بھیگنے سے بچ جائیں۔ اور بعض اوقات آپ میری چارپائی خود اٹھا کر چھت کے نیچے لاتے اور پھر مجھے اس پر لٹا دیتے۔

۴...... فرمایا بھائی حضرت مولانا محمد زمان رحمۃ اللہ علیہ ساکن مہتہ کی تحریک پر آپ نے مجھے لدڑ پرائمری سکول میں داخل کرایا۔ وہاں سے فراغت کے بعد میرپور ہائی سکول میں داخلہ لیا۔ جب سکول سے چھٹی کا وقت قریب ہوتا تو حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ العزیز چچیاں شریف آبادی سے باہر آکر میرے انتظار میں کھڑے ہو جاتے اس وقت تسبیح آپ کے ہاتھ میں ہوتی۔

۵...... فرمایا ہل سناراں میں زرگروں کا ایک بااثر اور متمول خاندان آباد تھا۔ صوفی احمد دین رحمۃ اللہ علیہ اوران کے برادر زادے صوفی غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ اسی خاندان کے افراد تھے۔ دونوں ہی حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے عقیدت مند اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جانثار دست گرفتہ تھے۔ عرس مبارک کے ایام میں وہ کام کاج کیلئے سب سے پہلے دربارِ عالیہ چچیاں شریف آتے۔ خوب دل لگا کر اس دوران کام کیا کرتے اور جب عرس شریف کی تقریبات ختم ہوتیں تو سب سے آخر میں وہ اپنے گھروں کو واپس جاتے۔ دربارِ عالیہ کیلئے دیگ سب سے پہلے صوفی احمد دین رحمۃ اللہ علیہ ہی پنجاب کے علاقہ سے بنوا کر لائے تھے۔ جو اب تک موجود ہے۔ یہ دونوں حضرات اپنے کاروبار کے سلسلہ میں مانڈے (برما) میں چلے گئے لیکن عرس مبارک کی تقریب میں حاضری میں فرق نہ آنے دیا۔

ایک دفعہ انہوں نے حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ کو ازراہِ عقیدت اپنے گاؤں میں آنے کی دعوت دی اور مجھے بھی ہمراہ لانے کی درخواست کی۔ آپ نے ان کی اس دعوت کو قبول فرمالیا۔

دربار عالیہ سے ہم چار افراد ہل سناراں جانے کیلئے روانہ ہوئے۔

۱۔ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ۔ ۲۔ میں خود۔ ۳۔ مولانا محمد اکبر علی پاک پتنی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۴۔ سائیں صلاح محمد رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ سفر پیدل تھا اور آپ نے مولا اور گل پیڑہ کا رستہ اختیار فرمایا۔ میں ابھی کم سن تھا۔ مولانا محمد اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی کہ صاحبزادہ صاحب (میں) ابھی چھوٹے ہیں۔ مسافت طویل ہے۔ یہ تھک جائیں گے۔ اگر اجازت ہو تو ہم باری باری انہیں اٹھالیں۔ مگر آپ نے فرمایا ابھی چلنے دو بعد میں دیکھا جائے گا۔ جب گل پیڑہ کے قریب کڈھیری پہنچے تو میرے پاؤں میں کانٹا چبھ گیا۔ اس حالت میں پیدل سفر کرنا میرے لئے دشوار ہوگیا۔ رستہ کے قریب ایک کھلیان میں لوگ گندم کی گہائی میں مصروف تھے۔ آپ نے ان سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوئی منگوائی اور کانٹا اپنے دستِ مبارک سے نکالا۔ اب فیصلہ ہوا کہ مجھے اٹھا کر باقی سفر طے کیا جائے۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی باری پر اصرار فرما کر مجھے اٹھالیا۔

دو میل کے مقام سے دریا کو پار کیا۔ دوسرے کنارے پر ڈھنگروٹ شریف کا عوامی قبرستان ہے۔ اسی قبرستان میں حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی مربی حضرت خواجہ محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف ہے۔ وہاں حاضری دی۔ حضرت خواجہ حافظ محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ اس وقت زندہ تھیں۔ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ کپڑے اور چاندی کے کچھ روپے میرے حوالے کئے تاکہ میں حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہو کر پیش کروں۔ ساتھ ہی آپ نے مجھے حاضری کے آداب بھی تلقین فرمائے کہ پہلے یہ ہدیہ پیش کریں اس کے بعد آپ کی قدم بوسی کریں۔

میں حویلی کے اندر داخل ہوا۔ دیکھا کہ حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا چرخہ کات رہی تھیں۔ جونہی ان کی نظر مجھ پر پڑی اٹھیں اور مجھے گلے سے لگالیا۔ ساتھ ہی حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں دریافت فرمایا۔ میں نے عرض کی وہ باہر کھڑے ہیں۔ یہ سن کر حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا بے چین ہو کر زور سے آپ کو آوازیں دینے لگیں۔ اور فرمایا اب کیا اجنبی ہو گئے ہو؟ جونہی حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی یہ آواز سُنی۔ آپ بے تابانہ ننگے پاؤں اندر آئے۔ ٹوپی مبارک سر سے اتاری اور حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے قدموں میں ڈال دی۔ آپ کی طبیعت مبارکہ بے قابو ہو گئی اور آپ باآوازِ بلند رونے لگے۔ مائی

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا بھی آنسو بہانے لگیں۔

وہاں سے اجازت کے بعد ہم اگلے سفر پر روانہ ہو گئے۔ ہمارے میزبان اپنے گاؤں ہل سناراں سے باہر آکر ہمارے استقبال کیلئے کھڑے تھے۔ وہ سواری کیلئے گھوڑی بھی لائے تھے۔ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہم سیدھے مسجد میں پہنچے۔ ان دنوں عام گھروں میں چائے پینے کا رواج بالکل نہ تھا۔ کبھی کسی گھر میں کوئی بیمار پڑ جاتا تو اسے دوا کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ لیکن میں نے وہاں زرگروں کے گھروں میں دیکھا کہ وہ ہر روز ظہر کے بعد باقاعدگی سے چائے پیا کرتے تھے۔

۶...... فرمایا حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے سر مبارک کے بال کندھوں تک دراز تھے نیز آپ کا معمول تھا کہ سر پر ٹوپی استعمال فرمایا کرتے تھے۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے سر کے بال منڈوانے اور عمامہ پہننے کی تلقین فرمائی۔ چناں چہ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ اپنے سر کے بالوں کو مشین سے کٹواتے رہے اور عموماً سر مبارک پر عمامہ پہنا کبھی کبھار صرف ٹوپی بھی پہنی۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے عمامہ پہننے کا طریقہ عملی طور پر تلقین فرمایا اور فرمایا باندھتے وقت ہر پیچ کے ساتھ درود پاک پڑھا کرو۔ اور اُتارتے وقت بھی ترتیب ملحوظ رکھو یعنی ایک ایک پیچ کھول کر اُتارو۔ نیز آپ نے عمامہ کی توقیر واحترام کا حکم دیا اور فرمایا یہ شرف اور بزرگی کا نشان ہے۔

۷...... آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت قبلۂ عالم والدِ ماجد رحمۃ اللہ علیہ ہمیں لالچ، حرص اور سوال کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ اور بڑی تاکید سے فرمایا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرتے تھے کہ اگر تم اس حال وقال پر رہے جو ہم نے تمہیں تلقین کیا ہے تو اللہ تعالیٰ تم کو غنی فرما دے گا اور لوگ مرغ وحلوا پیش کیا کریں گے لیکن تم قبول نہ کرو گے۔ اگر اس پر قائم نہ رہے تو:

''ہتھ ٹھوٹھا دیس موکلا''

(یعنی ہاتھ میں گدائی کا کاسہ ہوگا اور میدان کھلا ہوگا)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نماز کی پابندی

اسلام میں نماز کی اہمیت محتاجِ بیان نہیں۔ارکانِ اسلام میں ایمان کے بعد اسی کا ذکر ہے۔قرآن مجید کے متعدد مقامات اور احادیثِ مبارکہ میں سینکڑوں ارشاداتِ نبوی میں اس کو تمام فرائض وآداب کے ساتھ ادا کرنے کی تاکید ہے۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے والدین اور سرپرستوں پر لازم ہے کہ جب بچے ہوش سنبھالیں تو ان کو نماز سکھائیں اور اس کی ادائیگی کا باقاعدہ عادی بنائیں۔اسی کا نتیجہ ہے کہ دینی اقدار کے حامل گھرانوں میں خاندان کے بالغ افراد کے علاوہ بچوں کو بھی نماز کی ادائیگی کا شوق دلایا جاتا ہے۔اس سلسلہ میں ماں کی ذمہ داری باپ کی بہ نسبت زیادہ ہوتی ہے۔

سیدی ومرشدی حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ بچپن میں نماز کا عادی ہونے کے بارے میں حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی مساعی جمیلہ کا ذکر یوں فرمایا کرتے تھے۔

مجھے نماز ادا کرنے کا عادی بنانے میں حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی کوششوں کا سب سے زیادہ حصہ ہے۔نمازِ فجر کے لیے آپ لوٹے میں پانی ڈال کر میری چارپائی کے قریب رکھ دیا کرتی تھیں۔صبح ہوتی تو آپ بڑی محبت سے مجھے بیدار کرتیں۔

جب میں ابھی کم سن بچہ تھا۔گرمیوں کی چھوٹی راتوں میں جب خیال فرماتیں کہ مغرب کی نماز کے بعد مجھے جلدی نیند آجائے گی تو نماز کی عادت کو پختہ کرنے کی غرض سے مجھے ارشاد فرمایا کرتیں۔تم جلدی عشاء کی نماز پڑھ لو۔جماعت کا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انتظار نہ کرو۔ کیوں کہ اس عمر میں جماعت کا انتظار کرنا میرے لئے مشکل تھا۔ اور نماز کے فوت ہوجانے کا خدشہ تھا۔ اس طرح پیار اور شفقت سے مجھے نماز کا عادی بنادیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گھوڑسواری

گھوڑ سواری کا شوق حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ کو بچپن سے لے کر بڑھاپے تک رہا۔ گھوڑی کتنی ہی سرکش کیوں نہ ہو آپ کے سوار ہونے کے وقت وہ رام ہو جاتی۔ اور آپ اس پر سواری کے دوران کوئی دقت اور تکلیف محسوس نہ فرماتے۔ آخر عمر مبارک میں آپ فرمایا کرتے تھے مجھے دو شوق تھے۔ ایک گھوڑ سواری کا دوسرا تعمیر مساجد کا۔ پھر فرماتے گھوڑ سواری کا شوق اب ماند پڑ چکا ہے لیکن تعمیرات کا ذوق ابھی تک باقی ہے۔ آپ نے اپنے اس شوق کو پورا کرنے کی غرض سے اچھی سے اچھی عمدہ نسل کی گھوڑی رکھی۔ اسپ شناسی میں آپ کو اختصاص کا درجہ حاصل تھا۔ دربارِ عالیہ میں گھوڑ سواری کے تمام لوازمات موجود تھے۔ آپ کے بچپن کے زمانہ کا صرف ایک واقعہ درج ذیل ہے جس سے آپ کے اس شوق اور لگن کی ایک جھلک عیاں ہوتی ہے۔ مزید واقعات مفصل سوانح میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے ان شاء اللہ۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ کے ایک مرید اور خلیفہ مُلّا محمد رمضان رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ نے ایک دفعہ انہیں سودا سلف لانے کے لئے دربارِ عالیہ چچیاں شریف سے میر پور بھیجا۔ اور ساتھ ہی کچھ اوزار دیئے جن کے متعلق فرمایا کہ ان کو تیز کرا لانا۔ گھوڑی ان کے ساتھ تھی۔ میں نے سوچا کہ کیا ہی اچھا ہو میں بھی ان کے ساتھ جاؤں۔ اس طرح سواری کا موقع مل جائے گا۔ میں نے ان سے کہا مجھے بھی ساتھ لے چلو۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی اجازت نہیں دی۔ میں نے کہا آپ میرے لیے بھی اجازت لے لیں۔ انہوں نے جواباً کہا میں تو ایسی گزارش کرنے کی جسارت نہیں کر سکتا ہاں ایک

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طریقہ آپ کو بتاتا ہوں۔ آپ حضرت نانی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا سے کہلوائیں تو آپ مان جائیں گے کیوں کہ آپ ان کی بات رد نہیں فرماتے۔ یوں اجازت مل جانے کا قوی امکان ہے۔ میں اپنے شوق کے ہاتھوں مجبور ہو کر حضرت نانی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی خدمت میں گیا اور عرض کی کہ میں بھی مُلّا محمد رمضان کے ساتھ میر پور جانا چاہتا ہوں۔ آپ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت لے دیں۔ جب یہ معاملہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے فرمایا کہ مُلّا صاحب کو تو کام ہے اس لئے جا رہے ہیں ان کو کیا کام ہے؟ کیوں جانا چاہتے ہیں؟ نیز فرمایا یہ گھوڑی بہت تیز دوڑاتے ہیں۔ ڈر ہے کہ کہیں گر نہ جائیں۔ اور چوٹ نہ لگ جائے۔ بہر صورت حضرت نانی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے اصرار پر آپ نے اجازت تو دے دی لیکن ساتھ یہ شرط عائد کر دی کے یہ گھوڑی پر سوار ہوں تو لگام مُلّا صاحب کے ہاتھ میں رہے گی۔ اور وہ خیال رکھیں کہ گھوڑی کو تیز نہ دوڑائیں۔

اجازت ملنے کے بعد ہم دونوں میر پور کی طرف روانہ ہوئے۔ رستہ میں فتح پور سے پہلے چھوٹا نالہ عبور کیا اور فتح پور پہنچے تو میں نے مُلّا صاحب سے کہا اس کی لگام کو چھوڑ دیں تا کہ میں اس کی دوڑ دیکھ لوں۔ انہوں نے جواب میں کہا اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو میرے دونوں جہاں برباد ہو جائیں گے۔ لہٰذا میں لگام نہ چھوڑوں گا۔ لیکن میرے اصرار کرنے پر وہ مجبور ہو گئے اور بادلِ ناخواستہ لگام مجھے تھما دی۔ میں نے گھوڑی کو ایڑ لگائی وہ سرپٹ دوڑنے لگی۔ میر پور کے اختتام پر ایک دیوار ہوا کرتی تھی جسے لوگ ''پکی کندھ'' (پکی دیوار) کہا کرتے تھے۔ گھوڑی نے وہاں پہنچ کر دم لیا۔ اب مُلّا صاحب بہت پیچھے تھے۔ میں ان کی نظروں سے اوجھل تھا۔ مجھے خیال

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گزرا کہ وہ بہت پریشان ہوں گے۔ گھوڑی کو واپس پھیرا۔ پھر ایڑ لگائی وہ ہوا سے باتیں کرتی ہوئی واپس ان کے پاس پہنچی۔ انہوں نے مجھے دیکھا تو ان کی جان میں جان آئی۔ اور صرف یہ کہا ماشاءاللہ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بچپن کی چند یادیں

انسان کو اپنی زندگی میں بہت سے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ ان میں بیشتر تو ذہن سے اتر جاتے ہیں اور بعض واقعات ایسا تاثر چھوڑتے ہیں کہ زندگی کے آخری لمحات تک ان کی یاد دل و دماغ سے محو نہیں ہوتی۔ ان میں خوشی کے لمحات بھی ہوتے ہیں اور غم کی گھڑیاں بھی۔ سیدی مرشدی حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز بعض اوقات اپنے بچپن کے کچھ ایسے ہی واقعات کو یاد فرمایا کرتے تھے۔ ان میں چند ایک ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

۱...... فرمایا ایک دفعہ حضرت والدِ ماجد قبلۂ عالم قدس سرہ مجھے اپنے ہمراہ کُلّہ لے گئے۔ میں بہت کم سن تھا۔ اور وہاں کا ماحول اجنبی تھا۔ میں گھبرا گیا۔ سنگیوں کو یہ دیکھ کر تشویش ہوئی۔ ایک سنگی نے میری گھبراہٹ دور کرنے کے لئے یہ تجویز سوچی کہ وہ دل بہلانے کی خاطر گھوڑا بن گیا اور مجھے اپنی پیٹھ پر سوار کر لیا اس طرح میرا دل کچھ بہل گیا۔

۲...... فرمایا بچپن میں میں پانی کے سفر سے گھبراتا تھا۔ کشتی میں بیٹھنے سے مجھے خوف آتا تھا۔ بچپن میں ایک بار سنگیوں کے ساتھ دریا عبور کرنے کی نوبت آئی ہم ایک کشتی میں سوار تھے۔ ایک سنگی نے میری کیفیت کو دیکھ کر مجھے اپنی گود میں بٹھا لیا اور میری آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تاکہ نہ مجھے پانی نظر آئے اور نہ میں خوف زدہ ہوں۔

۳...... فرمایا ایک دفعہ بچپن میں مجھے بچھو نے کاٹ کھایا۔ شدید درد تھا۔ جناب بابا فقیر محمد پہاڑیہ رحمۃ اللہ علیہ مجھے اٹھا کر حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے تاکہ آپ سے دم کرائیں۔ اس وقت آپ کی خدمت میں قاضی غلام محمد بن

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قاضی کرم دین معروف بہ قاضی کماں ساکن نکیال بیٹھے تھے۔ آپ نے قاضی غلام محمد صاحب سے فرمایا آپ دم کردیں۔ بابا صاحب نے سوچا کہ شاید حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو درد کی شدت کا احساس نہیں۔ انہوں نے کہا میں ان سے دم نہیں کراؤں گا۔ مجھے اٹھایا اور اندر لے گئے۔ گاؤں میں ایک شخص کے پاس تیل تھا جو وہ بمبئی سے لایا تھا۔ اور بچھو کے کاٹے پر موثر بتایا جاتا تھا۔ بابا صاحب گئے اور وہ تیل لے کر آئے۔ لگایا لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا۔ بابا جی کو مجھ سے پیار تھا وہ ساری رات میری متاثرہ انگلی کو ہاتھ میں پکڑے بیدار رہے۔

۴...... فرمایا بوڑا جنگل کی ایک مائی صاحبہ گھر سے ناراض ہو کر دربارِ عالیہ چھچیاں شریف آئی۔ اس کو یہ ماحول ایسا راس آیا کہ وہ یہیں کی ہو کر رہ گئی۔ اس کا لڑکا اسے گھر لے جانے کے لئے آیا وہ سائیکل پر سوار تھا۔ ہم نے سب سے پہلے سائیکل اس کے پاس دیکھی تھی۔ اس نے ہماری خواہش پر ہمیں سائیکل پر سوار کیا اور کھلیان میں کئی چکر لگائے۔ یہ سائیکل پر ہماری سب سے پہلے سواری تھی۔

۵...... فرمایا میاں الف دین صاحب کے والد ماجد شاعر بھی تھے انہوں نے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی شان میں اشعار بھی نظم کئے تھے ان میں ایک مصرعہ یوں ہے۔

پتھر دل نوں گل بناون یار یتو دی ڈھیری

ترجمہ: حضرت قبلۂ عالم پتھر جیسے سخت دلوں کو گارے کی مانند نرم یا ریت کے ایک ڈھیر کی طرح بنا دیتے ہیں۔

وہ حضرت میاں فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ (والد ماجد حضرت ماموں جی میاں فضل الٰہی رحمۃ اللہ علیہ) کی مجلس ذکر میں شامل ہوتے۔ دورانِ ذکر ان پر وجد کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیفیت طاری ہوتی ان کی زلفیں دراز تھیں حالتِ وجد میں ان کی زلفیں ہوا میں لہرایا کرتی تھیں۔

۶...... فرمایا ہمارے خاندان میں ایک دعا اسلاف سے منقول چلی آتی تھی۔ یہ دعا ہمارے بزرگ عاشوراء کے روز پڑھا کرتے تھے۔ جس عاشوراء کو کوئی بزرگ وہ دعا پڑھنا بھول جاتا اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ اگلے عاشوراء کا دن آنے سے پہلے پہلے اس دنیا سے کوچ کر جاتا۔

فرمایا ۱۹۳۴ء کو حضرت والدِ ماجد قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا عاشوراء کا دن گذر چکا تو میں نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے وہ عاشوراء کے دن کی دعا پڑھی ہے یا نہیں؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے ہم بوڑھوں نے آگے ہی جانا ہے اللہ تعالیٰ تمہاری خیر فرمائے۔ اس کے تیرہ دن بعد یعنی ۲۳ محرم الحرام کو آپ کا وصال مبارک ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

۷...... راولپنڈی عیدگاہ کے حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ کا حلقۂ ارادت میرپور اور اس کے گردونواح تک وسیع تھا۔ میرپور کے مولانا محمد یوسف صاحب آپ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ مولوی عبداللہ، مولوی عبدالکریم، اور مولوی محمد ابراہیم بھی ایک روایت کے مطابق ان کے حلقۂ ارادت میں داخل تھے۔

فرمایا ہم پرائمری سکول لدڑ میں زیرِ تعلیم تھے کہ حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس علاقہ میں آئے۔ پنیام کے کچھ راجگان آپ کے مرید تھے۔ آپ نے ان کے ہاں بھی جانا تھا۔ حضرت استاذ الاساتذہ مولانا محمد عبداللہ لدڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو کھانے کی دعوت دی کیوں کہ حضرت حافظ صاحب آپ کے مرشد حضرت خواجہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غلام محی الدین باولی شریف والوں کے پیر بھائی بھی تھے۔آپ نے دعوت قبول فرمائی اور لدڑ تشریف لائے۔آپ کے استقبال میں سکول کے طالب علم بھی شریک ہوئے۔ آپ پالکی پر سوار تھے۔ایک حویلی میں آپ کے بیٹھنے کا انتظام تھا۔سب زائرین سے آپ نے ملاقات کی۔میں نے بھی ان سے ملاقات کی۔آپ اس وقت چشمہ پہنے ہوئے تھے۔داڑھی مبارک سفید تھی۔ملاقات کے بعد حاضرین میں پتاشے تقسیم کئے گئے۔

فرمایا حضرت حافظ صاحب پیشے کے اعتبار سے رنگ ریز تھے۔راولپنڈی شہر میں کپڑوں کی رنگائی کا کام شروع کر رکھا تھا۔آپ حضرت خواجہ بابا فقیر محمد بن حضرت خواجہ بابا نور محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہما کے مرید تھے۔اسباقِ طریقت حاصل کئے اور کام کے ساتھ ساتھ ذکر واذکار بھی جاری رکھتے تھے۔ایک روز ان کے پیرومرشد نے ان کو کام میں مصروف دیکھ کر فرمایا عبدالکریم! ہم نے سوچا تھا تم لوگوں کے دلوں کو رنگا کرو گے۔تم ابھی تک کپڑوں ہی کو رنگ رہے ہو۔زمانہ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے ایک مقرب بندے کی زبان سے نکلی ہوئی بات کس طرح پوری ہوئی۔

۸...... فرمایا ہماری نوعمری کا زمانہ تھا۔حافظ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ راولپنڈی عیدگاہ شریف والوں کے صاحب زادے حضرت حافظ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کو میرپور میں دیکھا آپ اس علاقہ میں تبلیغی دورے پر تھے۔تمام لوگوں کے اتفاق سے آپ نے میرپور شہر میں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں نمازِ جمعہ کی امامت کروائی۔اتنا یاد ہے کہ آپ نے آیہ کریمہ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ پڑھی اور اپنے خطاب میں اس کی تفسیر بیان کی۔اخلاص کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اہمیت کو واضح کیا۔ دورانِ خطاب آپ نے ایک حاجی کا واقعہ یوں بیان کیا۔ کہ جب وہ تلبیہ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ پکارتا تو ہاتف غیبی سے ہر لبیک کے جواب میں یوں ندا آتی یہاں سے نکل جاؤ۔ تمہارا یہاں کوئی کام نہیں۔ اس نے تکرار کے ساتھ جب یہ آواز سنی تو سخت دل برداشتہ ہوا۔ اپنی بدبختی اور حرمان نصیبی پر آنسو بہانے لگا۔ سوچا یہاں سے نکل کر کہاں جاؤں۔ میرے لئے کوئی پناہ گاہ نہیں۔ جب اس سوچ نے دل میں رسوخ پکڑا تو اس کی ساری انانیت، تکبر اور ریاکاری ختم ہو کر رہ گئی۔ صدقِ دل سے بارگاہِ ایزدی میں معافی کا خواستگار ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے اس کی توبہ قبول فرمالی۔ اس کے بعد جب لبیک کہتا تو جواب میں قبولیت اور خوشنودی کا جواب ہاتفِ غیبی سے اس کے کانوں میں سنائی دینے لگتا۔ آپ نے اس سے نتیجہ نکالا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی عمل قبولیت کی خلعت پاتا ہے جس کی بنیاد اخلاص پر ہو۔ اور جب انسان کے دل میں اخلاص آجاتا ہے تو اس کی نظروں میں نفس وشیطان ذلیل وخوار ہو کر رہ جاتے ہیں۔

فرمایا حافظ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ دیوبند کے فارغ التحصیل تھے۔ قرآن مجید بہت عمدہ انداز میں تلاوت کیا کرتے تھے۔

۹...... حضرت سیدی ومرشدی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بچپن کے زمانہ میں چورہ شریف کے صاحب زادے حضرت پیر محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرپور تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے نمازِ جمعہ پڑھائی۔ وہیں میں نے ان کی زیارت کی۔ آپ نے مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا وَّ نَحْشُرُہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَعْمٰی کو اپنی تقریر کا عنوان بنایا۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیعت اور سلوکِ طریقت

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ ایک دن ہم نے دیکھا کہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ حاجی غلام مصطفیٰ صاحب کو بیعت فرما رہے ہیں۔ ہمارے دل میں بھی بیعت ہونے کا شوق پیدا ہوا۔ یہ دیکھ کر ہم سیدھے حضرت والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کی خدمت میں گئے اور عرض کی وہ پڑھائی میں میرے ساتھی ہیں اور بیعت ہو رہے ہیں۔ ہمیں بھی بیعت کراؤ۔ آپ نے حضرت نانی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کو حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا کہ ہماری خواہش آپ کی خدمت میں عرض کریں۔ ہم بھی حضرت نانی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ سائیں محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا غلام نبی صاحب رحمۃ اللہ علیہ باروالے آپ کی خدمت میں موجود تھے۔ آپ نے حضرت نانی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی بات سنی تو ہمیں فرمایا تین مقامات ہیں (۱) باولی شریف (۲) ڈھنگروٹ شریف (۳) گوڑہ سیداں شریف جہاں جی چاہے بیعت کرلو۔ ہم نے جواباً عرض کی یہ تو آپ کے پیرخانے ہیں۔ میرے لئے آپ ہی کافی ہیں۔ یہ جواب سن کر ایک مسکراہٹ آپ کے چہرہ مبارک پر نمودار ہوئی۔ اور اپنے ہاتھ بڑھا کر مجھے سلسلہ شریفہ میں داخل فرما لیا، مولانا غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا ان کو توجہ دو اور خود تشریف لے گئے۔ اس طرح میں اور حاجی غلام مصطفیٰ صاحب ایک دن یکے بعد دیگرے بیعت ہوئے۔

آپ حضرت والدِ ماجد حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے اکلوتے بیٹے تھے۔ لہٰذا آپ نے اپنے لختِ جگر کو آئندہ خلافت کی ذمہ داریوں کو اٹھانے کی تربیت کا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آغاز آپ کے بچپن سے ہی کر دیا تھا تا کہ وہ طریقت کے اسرار و رموز سے آگاہی حاصل کر لیں۔ چناں چہ آپ نے حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کو کم سنی کی عمر میں لطائف یعنی قلب، روح، سر، خفی، اخفی، نفس اور سلطان الاذکار کے مقامات کی شناخت کرادی تھی اور ان پر ذکر کا طریقہ بھی تلقین فرمادیا تھا۔ نفی و اثبات کے ذکر کا طریقہ بھی بتادیا تھا۔

آپ کو مختلف قسم کے متعدد تعویذات لکھنے کا طریقہ بتایا اور ان کی اجازت بھی مرحمت فرمادی۔ اس سلسلہ میں آپ نے فرمایا کہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی کا ایک طویل حصہ اَجلّہ اولیائے کرام کی خدمت گری میں گزارا۔ سلسلہ زبیریہ اور سلسلہ سیفیہ کے فیوض و برکات سے بہرہ ور ہوئے۔ مختلف قسم کے صدہا تعویذات کی اجازت آپ کو اپنے مشائخ کرام سے حاصل تھی۔ آپ نے یہ تعویذات لکھنے کی عملی مشق بھی مجھ سے کروائی۔ اگر میں سستی کرتا تو آپ مجھے شوق دلانے کے لئے ارشاد فرماتے تعویذ لکھو ہم تم کو پیسے دیں گے۔ چناں چہ آپ تعویذات لکھنے پر مجھے دو چار آنے عطا فرمادیتے۔ اس زمانہ میں دو چار آنے بھی خاصی رقم تھی۔

قاری محمد بشیر صاحب کا بیان ہے کہ ایک دن آپ نمازِ عصر کے بعد کسی مخلص کے لئے تعویذ تحریر فرمارہے تھے۔ فراغت کے بعد آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا تمام امراض کے لئے ہم ایک ہی تعویذ لکھ دیتے ہیں۔ یہ ہماری سستی ہے۔ ورنہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلہ میں بے حد مہربانی فرما رکھی ہے۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ نے فرمایا کہ میں ابھی بچہ تھا کہ دربارِ عالیہ میں

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت میاں فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ (والد ماجد حضرت میاں فضل الٰہی المعروف بہ ماموں جی رحمۃ اللہ علیہ) شدید علیل ہو گئے۔ علالت نے طوالت اختیار کر لی "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" والی حالت درپیش تھی۔

حضرت قبلۂ عالم والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں حکم دیا کہ سورۃ تغابن پڑھ کر ان کو دم کروں۔ اس کا طریقہ آپ نے یوں تلقین فرمایا۔

سورہ تغابن ایک بار۔ اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار۔ اس کے بعد اذانِ فجر پڑھ کر مریض کے درجِ ذیل اعضا پر باری باری نرسل یا کاغذ کی نلکی بنا کر پھونک ماریں۔ ہر عضو کے لئے از سرِ نو پڑھیں۔

۱۔ منہ ۲۔ دایاں نتھنا ۳۔ بایاں نتھنا ۴۔ دائیں آنکھ

۵۔ بائیں آنکھ ۶۔ دایاں کان ۷۔ بایاں کان۔

ہر بار پہلے سے پاس رکھے ہوئے پانی پر بھی دم کریں۔ اور مریض کو وہ پانی پلائیں۔

یہ دم ہر بیماری، اگرچہ طبیبوں نے جواب دے دیا ہو، جنات، آسیب، وغیرہ کی صورت میں نافع ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ دینہ کے نزدیک بوڑا جنگل کی ایک مائی صاحبہ جس کا نام ماں بی بی تھا۔ دربار شریف آئیں۔ وہ دربار شریف ہی کی ہو کر رہ گئیں حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ ان کو بہن کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ آپ نے اس مائی صاحبہ کو اسمِ ذات کا ذکر تسبیح پر کرنے کا طریقہ بتایا۔ اور مجھے ارشاد فرمایا کہ انہیں یہ دعا یاد کراؤ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"تو ہیں مقصود میرا آتے رضا تیری اے خدا عشق آتے محبت دل میرے نوں مہربانی کر۔"

اسمِ ذات کے ذکر کے دوران ایک سو بار ذکر کے بعد اس دعا کا اعادہ ضروری ہے۔ مائی صاحبہ بالکل ان پڑھ تھیں۔ اور مزید یہ کہ عمر رسیدہ اور بہت ضعیف تھیں۔ میں نے دن کو یہ کلمات یاد کرانے کی بہت کوشش کی لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہو سکا۔ آپ کی خدمت میں صورتِ حال بیان کی کہ ان کو یاد کرانا بہت مشکل ہے۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ تلقین کی ذمہ داری صبر و استقامت کا تقاضا کرتی ہے۔ اس سلسلہ میں بے صبری اور مایوسی بہت نامناسب ہے۔ ہمت سے کام لو۔ کوشش جاری رکھو تو ان شاء اللہ کامیابی ضرور ہو گی۔ اور بہن صاحبہ کو یہ دعا یاد ہو جائے گی۔ فرمان کے مطابق میں نے ازسرِ نو کوشش شروع کر دی۔ اور دعا ایک ایک لفظ کر کے ان کو یاد کرا دی۔ اس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی مسرت اور خوشی کا اظہار فرمایا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مظفر آباد کے ایک صوفی صاحب تھے۔ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے دست گرفتہ تھے۔ شکل و صورت کے اعتبار سے بڑے وجیہہ اور بارعب تھے۔ وہ مجھ سے بہت مانوس تھے۔ دلائل الخیرات شریف پڑھنے کی اجازت مجھے اور صوفی صاحب کو آپ نے ایک ساتھ دی۔ نیز فرمایا ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی شریف پڑھنے کی اجازت آپ نے ہمیں اوائل عمر میں ہی عطا فرما دی تھی۔ نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے ایصالِ ثواب کے لئے دو رکعت نماز نفل ادا کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ یہ نوافل دانتوں کی حفاظت کے لئے ادا کئے جاتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کی مزید روحانی تربیت میں آپ کے دو خلفائے کرام حضرت صوفی فوجدار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت میاں ستار محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اہم کردار ادا کیا۔ سلوکِ طریقت کی جو منازل ابھی باقی تھیں ان کو طے کرنے میں ان دو حضرات نے بڑی توجہ اور تندہی سے کام لیا۔ ان دو حضرات کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دو مجذوبوں سے بھی فیض پایا۔ ایک کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ سروعہ کی مسجد میں کبھی مولوی محمد صادق صاحب ولد نثار احمد ساکن انب امام تھے۔ اس مسجد کے قریب ایک قبرستان جہاں ایک مجذوب کا ڈیرہ تھا۔ وہ دن کو قبرستان سے گھاس اور تنکے اکٹھے کرتا رہتا اور رات کو جب لوگ نمازِ عشاء سے فارغ ہو جاتے مسجد میں آ جاتا۔ رات اس کا قیام مسجد میں ہی رہتا۔ رات کو وہ اس مسجد میں با آوازِ بلند ذکر کیا کرتا جس کی آواز دور دور تک سنائی دیتی۔ لوگ کہا کرتے تھے کہ وہ مجذوب جس جگہ کچھ دیر کے لئے بیٹھتا اس کے چلے جانے کے بعد وہاں خوشبو آیا کرتی تھی۔ نیز اس کا کہنا تھا کہ ہم نے بخاری شریف اس طرح پڑھی ہوئی ہے جس طرح لوگ پٹی پڑھتے ہیں۔ اس کا خط بہت اچھا تھا۔

فرمایا ہم اس مسجد میں گئے۔ ہمارے پاس ایک بہت خوبصورت اور نفیس لوئی تھی۔ میں نے چوہدری شاہ ولی صاحب کی وساطت سے وہ لوئی اس مجذوب کو بھیجی۔ اس کا دستور تھا کہ اگر کوئی شخص کپڑا اس کی خدمت پیش کرتا تو وہ اسے پتھروں سے کوٹنا شروع کر دیتا۔ پتھر مار مار کر وہ اسے ناقابل استعمال بنا دیتا۔ لیکن ہماری لوئی اس کے پاس پہنچی تو اس نے سنگی کو کہا رکھ دو۔ اس سنگی نے وہ لوئی اس کے پاس رکھ دی اور ساتھ ہی کہا کہ ہمارے پیشوا نے یہ لوئی آپ کی خدمت میں پیش کی ہے۔ ان کیلئے

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دعا کریں۔ جواب میں اس نے کہا کروں گا۔ اور جب وہ وہاں سے اٹھ کر چلا تو وہ لوئی اپنے ساتھ لے گیا۔

آپ نے فرمایا اس واقعہ کے بعد ہماری طبیعت میں نمایاں تبدیلی پیدا ہو گئی۔ بے چینی اور بے قراری پیدا ہو گئی پہلے کا سا سکون نہ رہا۔

دوسرے مجذوب کا نام سائیں محمد بوٹا رحمۃ اللہ علیہ تھا یہ جالندھر کے رہنے والے تھے۔ کبھی بڑے پہلوان تھے۔ کشتی کے سلسلہ میں جہلم آنا ہوا۔ وہاں سے چچیاں شریف حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رسائی حاصل کی۔ اور آپ کی نگاہوں کے ایسے نخچیر ہوئے کہ پہلوانی کا شوق دل میں باقی نہ رہا۔ عالمِ جذب میں رہنے لگے۔ دنیا و مافیہا پر لات مار کر پہاڑوں اور جنگلوں میں رہنے لگے۔ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری حیات میں دوبارہ چچیاں شریف نہ آئے۔ آپ کے وصال کے تقریباً چار سال بعد اچانک دربار شریف آ پہنچے حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ کہیں باہر تشریف لے گئے تھے۔ اس لئے آپ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ رخصت کے وقت کہنے لگے ایک دفعہ پھر آنا ہے۔ ایک امانت ہے جو صاحب زادہ (حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ) کو پہنچانی ہے۔ وہ اس وقت یہاں موجود نہیں۔ یہ امانت کس طرح اور کہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچی اس راز سے آپ نے عمر بھر پردہ نہ اٹھایا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ قدس سرہ مرید نہیں مراد تھے

طریقت میں شیخ کا ادب، احترام اور تعظیم سلوک کے لوازمات سے ہے۔ اس کے بغیر اس کی منازل کو طے کرنا ناممکن ہے۔ یہی وہ زادِ راہ ہے جو ہر مرحلے پر سالک کی مشکلات کی کشادگی کا باعث ہوتا ہے۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب　　بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کے شیخِ طریقت آپ کے والدِ گرامی قدر حضرت قبلۂ عالم خواجہ محمد سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ باپ اور بیٹے کے مابین تعلق اور بے تکلفی حصولِ فیض سے مانع ہو جاتی ہے۔ باپ اگرچہ کامل ولی اللہ ہو لیکن بیٹا بے تکلف رہ کر اس وراثت سے محروم اور بے بہرہ رہ جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی فضل و کرم سے حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا خمیر ہی ادب سے اٹھایا تھا۔ آپ نے اپنے بچپن کے زمانہ سے ہی اپنے مرشدِ برحق کے لئے اپنی ذات کو سراپا ادب بنا دیا۔ اس سلسلہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ادب کے اسالیب آج بھی طالبانِ حق کیلئے رہنمائی کا کام دیتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلہ میں فرمایا:

ہم ابھی چھوٹے ہی تھے کہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ اندرھل کے علاقہ میں تشریف لے گئے۔ جب آپ وہاں سے واپس ہوئے اور دربار شریف کے سنگیوں کو آپ کی واپسی کا علم ہوا تو وہ آپ کے استقبال کے لئے آگے بڑھے۔ ہم ذرا دیر سے پہنچے۔ باقی سنگیوں کے قد بڑے تھے۔ اور وہ گھوڑی پر ہی آپ سے مصافحہ اور دست بوسی کر رہے تھے۔ ہمارا قد چھوٹا تھا۔ ہمارا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا تھا۔ لہٰذا ہم نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ کی رکاب کو تھاما اور پاؤں کو بوسہ دیا اور اس پر اپنا سر رکھ دیا۔ آپ اس ادا سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا:

بس کر اتنیاں ادباں نوں چھوڑ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ آپ کے یہ الفاظ ہو بہو مجھے یاد ہیں۔

حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ان الفاظِ مبارکہ سے اس حقیقت کا اظہار ہوتا ہے کہ آپ کو اپنے شیخِ برحق کی بارگاہ میں مرید کی بجائے مراد ہونے کا مقام حاصل تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ہم نے آپ کے وضو کے لئے پانی کا لوٹا بھر کر پیش کیا۔ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری تربیت کے لئے ارشاد فرمایا۔ اسے ہماری چارپائی کے نیچے رکھ دو اور اس کی سنت (ٹونٹی) کا رخ قبلہ کی جانب کر دو۔ نیز فرمایا گرمیوں میں بعض اوقات ہم آپ کی خدمت کے لئے پنکھا ہلایا کرتے تھے۔

یہ چند بچپن کی یادیں ہیں جو کہ لا ابالی پن کا دور ہوتا ہے۔ اس میں اچھے بُرے، مناسب اور غیر مناسب کی تمیز انسان کو نہیں ہوتی۔ لیکن جب سے آپ نے ہوش سنبھالا اور پھر اپنے والدِ گرامی کے جانشین ہوئے اس وقت سے لے کر زندگی کے آخری سانس تک ادب و احترام کے تقاضوں کو مثالی انداز میں نبھایا۔ ساری زندگی کسی کارنامے اور نیک کام کو اپنی طرف منسوب نہ فرمایا بلکہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا اور بزرگانِ سلسلہ کا فیض جانا، مانا اور ظاہر فرمایا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہم جو مساجد بنوا رہے ہیں یہ سب حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ العزیز کا صدقہ ہے۔ اپنی کوئی خوبی اور کمال نہیں۔ ہماری مثال تو اس پرندے کی سی ہے جس کے ابھی پر اُگ رہے ہوں اور جو لوتھ کی لوتھ ہو۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز اپنی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کی بارگاہ میں بھی بے حد مودب تھے۔ آپ کا ارشادِ مبارک ہے کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اپنی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کی چارپائی پر کبھی نہیں بیٹھا۔ ہمیشہ آپ کے سامنے زمین پر بیٹھا کرتا۔ ابتداء میں آپ کا اصرار ہوتا کہ میرے ساتھ چارپائی پر بیٹھو مگر میں چارپائی تھام کر نیچے بیٹھ جاتا۔ بعد میں جب آپ نے محسوس فرمالیا کہ میں ادب کے باعث آپ کے ساتھ چارپائی پر نہیں بیٹھتا تو جب میں آتا فرش پر مُصلاّ بچھا دیتیں۔ آپ کی شفقت و محبت مثالی تھی۔ پیشانی پر بوسہ دیتیں۔ سر پر ہاتھ پھیرتیں اور فرماتیں چارپائی پر میرے ساتھ بیٹھنے میں کیا حرج ہے۔ آخر تم نے میرا دودھ بھی تو پیا ہے۔

حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا بھی آپ پر بے حد شفیق تھیں۔ آپ کی شفقت اگرچہ تمام سنگیوں کے لئے عام تھی لیکن اپنے لختِ جگر حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ پر شفقت و محبت اپنی مثال آپ تھی۔ جب فقیر راقم الحروف عفی عنہ فوج میں بحیثیت خطیب و امام ملازم تھا تو ۳ جون سے ۱۲ جون ۱۹۸۱ء تک رخصت پر تھا۔ اس دوران حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ گل پور کی مسجد میں اقامت پذیر تھے۔ فقیر کا ارادہ تھا کہ آپ کی خدمت میں حاضری دوں لیکن مالی مشکلات کے باعث یہ ارادہ پورا نہ ہو سکا۔ تلافی مافات کے لئے دربارِ عالیہ سلطانیہ جہلم حاضر ہوا تاکہ طبیعت کو کچھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سکون میسر آ سکے۔ نمازِ ظہر کے بعد حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے ملاقات کے لئے یاد فرمایا فقیر حاضر خدمت ہوا نہایت شفقت سے پیش آئے۔ سر پر بوسہ دیا کندھوں پر تھپکیاں دیں اور قریب بٹھالیا۔ میں نے عرض کی اب حضرت خواجۂ عالم کی زیارت بھی مشکل ہوگئی ہے۔ فرمایا عرس شریف پر ایک ہفتہ کیلئے آئے تھے۔ پھر فرمایا میں نے کبھی ان کو جانے سے نہیں روکا۔ جب وہ جاتے ہیں تو میں دُعائیں مانگتی رہتی ہوں۔ اسی فکر میں رہتی ہوں۔ روٹی کے ٹکڑے چھوٹے چھوٹے کر کے چڑیوں کو ڈالتی رہتی ہوں۔ اور ان سے کہتی ہوں دُعا کرو۔ ان کا سفر خیریت سے طے ہو۔ کبھی کبھی ان چڑیوں کے پینے کیلئے پانی رکھ دیتی ہوں۔

حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی یہ گفتگو اس دور کی ہے جب حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی عمر شریف تقریباً ساٹھ سال تھی۔ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کا ارشاد مبارک ہے کہ حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی شفقت عام ماؤں سے کہیں بڑھ کر تھی۔ عام ماں اتنی محبت نہیں کر سکتی جتنی حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا محبت و شفقت فرماتی تھیں۔

حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ دربارِ عالیہ باولی شریف کے پروردہ تھے۔ آپ کی روحانی تربیت کی ابتداء اسی مقام سے ہوئی۔ آپ یہاں کم و بیش بارہ سال تک قیام پذیر رہے۔ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی سلوک کی منازل طے فرماتے رہے۔ ابھی سلوک کی تکمیل نہ ہوئی تھی کہ آپ نے فرمایا: ''قاضی صاحب اسیں کدھرے وانڈے ٹر گئے تے حافظ صاحب تھیں اسباق دی تکمیل کر لینا'' اس ارشاد کے جلد ہی بعد آپ کا وصال ہوگیا۔ وصال سے قبل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اشاروں اور کنایوں میں آپ نے اپنے بعد تکمیلِ سلوک کیلئے اپنے خلیفہ حضرت خواجہ حافظ محمد حیات ساکن ڈھنگروٹ شریف کی طرف رہنمائی فرمائی۔ چناں چہ آپ نے وہیں سے سلوک کی تکمیل کے بعد خلافت کا خرقہ حاصل فرمایا۔

حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ کے وصال کے بعد حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ اظہارِ تعزیت کیلئے باولی شریف حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا ابھی زندہ تھیں۔ وہ بڑی شفقت سے پیش آئیں۔ آپ نے فرمایا جب حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کو میری آمد کا پتہ چلا آپ نے مجھے اپنے پاس بلایا۔ آپ چارپائی پر تشریف فرما تھیں۔ میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ بڑی شفقت سے میری پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ مجھے اپنے سامنے دیکھ کر آپ کو حضرت والد ماجد قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات یاد آگئیں بے اختیار آپ کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے۔ گھر میں ایک جانب تنور تھا۔ آپ نے اس کی جانب اشارہ فرمایا اور کہنے لگیں تمہارے والد صاحب اس تنور کو تپایا کرتے تھے۔ اور جب گرم ہو جاتا تو ہم اس میں روٹیاں لگایا کرتے تھے۔ نیز فرمایا جب گرمی کا موسم ہوتا تو تمہارے والد صاحب رات کافی دیر تک حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ کو پنکھا ہلایا کرتے تھے۔ کئی دن تو یہ سلسلہ ساری رات جاری رہتا تھا۔ اگر باباجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ رات کافی گزر چکی ہے اب سو جاؤ تو وہ عرض کرتے حضور! گرمی ہے۔ مچھر کثرت سے ہیں۔ آپ کو کاٹیں گے اس سے آپ کو بے چینی اور تکلیف ہوگی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہا نے اپنی گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا: ”تمہارے والد صاحب کا معمول تھا کہ حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ کو وضو کرایا کرتے تھے۔ جب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تک وہ وضو سے فراغت کے بعد مُصلّیٰ پر نماز تہجد کی ادائیگی کیلئے کھڑے نہ ہو جاتے اس وقت تک وہ اپنی تہجد کی نماز شروع نہ کیا کرتے تھے۔"

نیز فرمایا حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے کثیر مریدین میں بڑے بڑے نیک سیرت افراد اور خلفاء بھی تھے۔ لیکن آپ کے والد صاحب جیسا مودِب ہم نے کسی اور کو نہ پایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ انسان نہیں فرشتہ ہیں۔

ان باتوں سے فراغت کے بعد حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے صوبیدار نذیر حسین صاحب کو بلایا جو آپ کے رشتہ دار تھے۔ ان کو دربارِ عالیہ باولی شریف میں خاصا رسوخ حاصل تھا۔ آپ نے انہیں حکم دیا یہ ٹوپی اور دستار لو اور دربارِ عالیہ کی طرف سے ان کو پہناؤ۔ چنانچہ انہوں نے حکم کی تعمیل فرمائی۔ یہ دربار عالیہ باولی شریف کی طرف سے آپ کیلئے دستارِ خلافت تھی۔ جو اب بھی بطورِ تبرک دیگر تبرکات کے ساتھ محفوظ ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقدمہ بازی سے دست برداری

اس دنیا کا دستور ہے کہ جتنا کوئی شخص عالی مرتبت ہوگا اس کے حاسد اسی قدر زیادہ ہوں گے۔ حضرت قبلۂ عالم خواجہ محمد سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے جلیل القدر شیخِ طریقت تھے۔ آپ کا حلقۂ ارادت بہت وسیع تھا۔ آپ کو مخلوقِ خدا میں قبولِ عام حاصل تھا۔ اس لئے بعض حاسدوں کی عداوت کھل کر سامنے آئی۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف ڈپٹی کمشنر (جسے اُس دور میں وزیرِ وزارت کہا جاتا تھا) کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ کے آخری دور کا واقعہ ہے۔ ان دنوں شیخ نور الٰہی وزیرِ وزارت تھے۔ آپ نے مجبوراً مقدمہ کی پیروی کیلئے ایک ہندو کو وکیل بنایا جس کا نام سیتارام تھا۔ مقدمہ ابھی چل رہا تھا کہ ۹ مئی ۱۹۳۴ء کو آپ اس دارِ فانی سے کوچ فرما گئے۔

آپ کے وصال کے بعد اس مقدمہ کی پیروی کی ذمہ داری حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے کندھوں پر آن پڑی۔ فیاضِ ازل نے آپ کی طبیعت مبارکہ میں دنیا کے بکھیڑوں اور جھگڑوں سے نفرت ودیعت فرما رکھی تھی۔ آپ کی طبیعت کا فطری رجحان ذکرِ الٰہی اور اتباعِ سنتِ نبوی کی طرف تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

''جب اگلی پیشی کا دن آیا تو میں بھی وکیل کے ہمراہ عدالت میں پیش ہوا۔ وزیرِ وزارت ان دنوں علیل تھا۔ وہ چارپائی پر بیٹھا تھا اور تکیہ لگائے ہوئے تھا۔ اس نے مقدمہ کی مثل کا ملاحظہ کیا اور فریقِ مخالف کا مقدمہ خارج کر دیا۔ فریقِ ثانی دنیوی اعتبار سے اثر و رسوخ رکھتا تھا۔ اس نے اپنی شکست کو تسلیم نہ کیا بلکہ جموں میں اعلیٰ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عدالت میں اس فیصلہ کے خلاف اپیل دائر کر دی۔ مقدمہ بازی میری طبیعت کے خلاف تھی۔ میں خاموش ہو رہا۔ لیکن سیتارام کے مسلمان ایجنٹ نے مجھ سے ملاقات کی۔ اور کہا آپ مقدمہ پر خرچ آنے والی رقم مجھے مہیا کر دیں۔ میں خود ہی وکیل کر کے مقدمہ کی پیروی کرتا رہوں گا۔ آپ کو وہاں جانے کی زحمت نہ اٹھانا پڑے گی۔ میں نے اس کے مطالبہ کے مطابق رقم اسے دے دی اور مزید کارروائی کا کبھی نہ پوچھا۔

ڈڈیال کے علاقہ میں سملوٹھہ ایک گاؤں ہے۔ وہاں کے چوہدری راج ولی دربارِ عالیہ کے عقیدت مندوں سے تھے۔ وہ بڑے تجربہ کار اور جہاں دیدہ آدمی تھے۔ انہیں ایک مقدمہ کے سلسلہ میں جموں شہر جانا پڑا۔ حاضری اور دُعا کیلئے دربار شریف میں حاضر ہوئے۔ حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے ان کو فرمایا کہ ہمارے خلاف مقدمے کا اتہ پتا لگائیں کہ اس کا کیا بنا ہے۔ جب وہ وہاں سے واپس آئے تو انہوں نے بتایا کہ ایجنٹ خود رقم ہضم کر گیا ہے نہ اس نے وکیل کیا ہے اور نہ ہی مقدمہ کی پیروی شروع کی۔ تاہم انہوں نے خود ہی مقدمہ کی پیروی کا انتظام کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ہمیں اطلاع ملی کہ فریقِ مخالف کو وہاں بھی ہزیمت کا منہ دیکھنا پڑا لیکن ہم نے اس میں کوئی دل چسپی نہ لی۔"

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کی پہلی تعمیر

حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مبارک دربارِ عالیہ چھچیاں کی مسجد کے ملحق ایک سادہ سے حجرہ میں ہوا۔ وہ حجرہ مبارکہ آپ کی رہائش گاہ تھا۔ اس کا چھت بیری کی لکڑی کا تھا۔ اور دیواریں کچی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اسی حجرہ میں دفن کیا گیا۔ سنگی اس حجرہ میں حاضر ہوکر اوراد و وظائف پڑھتے، ذکر و مراقبہ میں مصروف رہتے۔ گرمی، سردی اور بارش کی شدت ان کے سکون میں حائل ہوا کرتی۔ پہلے پہل آپ کے عرس مبارک کی تقریب ۲۳ محرم کو منعقد ہوا کرتی تھی۔ اس لئے عرس شریف کی تقریب مختلف موسموں میں بدل بدل کر منعقد ہوا کرتی تھی۔ ایک سال ۲۳ محرم الحرام کو شدید بارش تھی۔ سنگیوں اور زائرین کو اس کے باعث تکلیف اٹھانا پڑی تو سنگیوں نے مولانا محمد اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ کی سربراہی میں یہ طے کیا کہ مزار شریف پر مقبرہ تعمیر کیا جائے۔ اس پر اٹھنے والے اخراجات برادرانِ طریقت برداشت کریں گے۔ اور ان اخراجات کی فراہمی مولانا محمد اکبر علی صاحب کے ذمہ ہوگی۔ اس فیصلہ کو تحریری شکل دی گئی اور اس کی ایک نقل دربارِ عالیہ کو مہیا کی گئی۔

اس زمانہ میں مستری محمد ابراہیم صاحب کی تعمیرات کے سلسلہ میں اچھی شہرت تھی۔ وہ اکھنور کے رہنے والے تھے۔ اکثر مساجد کی تعمیر کیا کرتے تھے۔ کوٹلی شہر میں گنبدوں والی مسجد ان کی تعمیر کردہ ہے۔ پابندِ صوم و صلوٰۃ تھے۔ تلاوتِ قرآن مجید سے خاص شغف تھا۔ مزدوری کے دوران بھی قرآنِ مجید پڑھتے رہتے تھے۔ وہ ان دنوں کوٹلی شہر میں مزدوری کیا کرتے تھے۔ باہمی مشورہ کے بعد مولانا حاجی بقا محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو مزار شریف اور اس پر گنبد کی تعمیر پر آمادہ کرلیا۔ انہوں نے ۳۳ دنوں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں یہ تعمیر مکمل کردی۔ اس کا دروازہ صرف شمال کی جانب تھا۔ باقی تین اطراف میں کھڑکیاں تھیں۔ یہ مقبرہ پختہ اینٹوں سے تعمیر کیا گیا۔ اس وقت کشمیر میں سکھوں کا راج تھا۔ حکومت کے ناروا ٹیکسوں کے باعث مسلمانوں کی مالی حالت ابتر تھی۔ چنانچہ اس تعمیر پر اٹھنے والے اخراجات اتنے بڑھے کہ قرض کی صورت پیدا ہوگئی۔ اس قرض کی ادائیگی کیلئے بعض سنگیوں کی رائے تھی کہ مولانا محمد اکبر علی صاحب سے رقم کا مطالبہ کیا جائے کیونکہ تحریری فیصلہ کی رو سے وہی اس کے ذمہ دار تھے۔ لیکن حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ کسی کو خبر نہ ہو اور اس کی ادائیگی اپنے وسائل سے کی جائے۔ چناں چہ اس کی ادائیگی کیلئے ملکیتی زمین کا کچھ حصہ فروخت کیا گیا اور وہ قرض ادا کردیا گیا۔ یہ گنبد منگلا ڈیم کی تعمیر تک برقرار رہا۔ ڈیم کے باعث آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تابوت کو جامع مسجد سلطانیہ جہلم کی شمالی جانب منتقل کردیا گیا۔ جہاں اب آپ کا مزار شریف زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بعض مجاہدات

مجاہدہ کا لغوی معنیٰ پوری محنت اور لگن کے ساتھ کوشش کرنا ہے۔اور حضرات صوفیائے کرام کے ہاں اس کے معنیٰ ہیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور آخرت میں کامیاب ہونے کے لئے محنت وکوشش کر کے ایسے افعال اور اعمال کو اپنانا جن سے بُرے اخلاق سے نجات حاصل ہو اور اخلاقِ صالحہ حاصل ہوں۔

حضرت امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''اصل مجاہدہ یہ ہے کہ نفس کو اس کی مرغوبات سے روک دیا جائے اور اکثر اوقات اس کی خواہش کے خلاف اس سے عمل کرایا جائے۔نفس کی دو صفات ایسی ہیں جو اسے نیکی سے روکتی ہیں۔(۱) خواہشات میں شدید مشغولیت (۲) عبادات سے رکنا۔لہٰذا جب وہ خواہشات پر سواری کے وقت سرکشی کرے تو اسے تقوی کی لگام سے روکنا واجب ہے اور جب وہ شریعت کے مطابق اعمال سے رکنے لگے تو خواہش کے خلاف اسے چلانا لازم ہے۔'' (الرسالۃ ص ۷۷،۱۷۸ مطبوعہ دمشق شام)

مجاہدہ قربِ ربانی کا ذریعہ اور وسیلہ ہے۔فرائض کی ادائیگی اور نوافل کی کثرت مجاہدہ کی روح ہے اور نفس کی سرکشی پر قابو پانے کی اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں۔صوفیاء کرام نے قلّتِ طعام، قلّتِ منام اور عام لوگوں سے کم میل جول رکھنے کو اس راہ کا زادو توشہ بتایا ہے۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کے چند مجاہدات درج ہیں۔

۱۔ فرمایا ہم نے سائیں محمد حسین ساکن اصحابِ رڈہ نزد رجور کے ہاں اکتالیس روز کا اعتکاف کیا۔سیالیاں سے ہر روز ایک سنگی ہمارے لئے کھانا اور دودھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لے کر آیا کرتے تھے۔ موسم خواہ کیسا ہی ہوتا انہوں نے اپنے معمول میں کبھی ناغہ نہ کیا۔ (آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی، جب کہ وہاں کشادہ رستے بن چکے ہیں، اس سطح مرتفع پر سفر کرنا کارے وارد ہے) جب ہم اعتکاف سے فارغ ہوئے تو ہم جسمانی طور پر بے حد کمزور ہو چکے تھے۔ اسی کمزوری کے باعث سنگیوں نے ہمارے لئے پالکی کا انتظام کیا۔ اور ہمیں اس میں اٹھا کر حضرت بابا ستار محمد رحمۃ اللہ علیہ کے گھر چھتروٹہ لائے۔ سنگی وہاں کثرت سے جمع تھے۔ ان کے مکانات بہت کھلے کھلے تھے۔ وہاں اس وقت مسجد نہ تھی۔ لہٰذا ان کے گھر نماز باجماعت کا اہتمام کیا گیا۔

فرمایا حضرت بابا ستار محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر کچھ دن قیام کے بعد ہم سیالیاں پہنچے۔ وہاں حاجی سید محمد ایک قدیم سنگی تھے۔ ان کا ارادہ تھا کہ اپنی زمین پر مسجد تعمیر کرائیں۔ انہوں نے ایک خواب بیان کیا کہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں فرمایا ہے کہ سنگی آ رہے ہیں۔ ان کے ہمراہ ہمارے صاحب زادہ صاحب (حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ) بھی ہیں۔ آپ نے مسجد بنوانی ہے تو مسجد کی جگہ کے بارے میں ان سے پوچھ لینا۔ چناں چہ ہم نے وہاں مسجد کے لئے جگہ کا انتخاب کیا۔

۲۔ سیدی مرشدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سائیں محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ کے گھر اعتکاف کے تھوڑے عرصہ بعد ہم نے انب کی مسجد میں اعتکاف کیا۔ وہاں ہم بیمار ہو گئے۔ اس دوران علاقہ سائیلہ کے بابا امیر علی صاحب کو خواب میں حضرت والد ماجد قدس سرہ العزیز کی زیارت ہوئی۔ آپ اس وقت دربارِ عالیہ چھچیاں شریف سے ڈڈیال کی طرف آ رہے تھے۔ ڈڈیال کے قریب آپ کی خواب میں ملاقات ہوئی۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی جناب! کدھر جانے کا ارادہ ہے؟ فرمایا ہمارے صاحب زادہ صاحب (حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ) بیمار ہیں۔ ان کی خبر گیری

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے لئے جا رہا ہوں۔ بابا صاحب نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا بھی آپ کے ہم سفر تھیں۔

۳۔ صوفی حیات علی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ سخت گرمی کے موسم میں حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ ہمارے گھر میں قیام پذیر تھے۔ اور تنگی گرمی کی شدت کے باعث چھت پر سو رہے تھے۔ لیکن آپ گرمی کی شدت کے باوجود اندر ہی رہتے تھے۔ ایک دن آدھی رات کا وقت تھا۔ میں حاضر خدمت تھا آپ نے دریافت فرمایا لسی موجود ہے؟ میں نے عرض کیا جناب ہے۔ فرمایا لسی لاؤ۔ میں نے لسی لا کر پیش کی۔ فرمایا نمک ہے؟ میں نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ نے فرمایا لاؤ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ پھر فرمایا میرے بیگ میں ایک مالٹا ہے وہ نکال لاؤ۔ میں لے کر آیا تو آپ نے مالٹا کو چیرا آدھا مجھے مرحمت فرمایا اور نصف مالٹا خود تناول فرمایا۔ آپ نے وہ لسی، پانی اور نمک ملا کر نوش فرمائی۔ اور فرمایا اب گزارہ ہو جائے گا۔ کیوں کہ پانی پیئے ہوئے چودہ دن ہو گئے ہیں۔ پندرہ دن کے بعد ہی پانی پینا چاہیے۔ اس کے بعد آپ ہمارے گھر سے روانہ ہو گئے۔ اگلے پندرہ دن نہ معلوم آپ نے کہاں گزارے۔

۴۔ صوفی صاحب مذکور کا بیان ہے ایک دفعہ چنڈھا مسجد میں آپ نے اکتالیس دنوں کا اعتکاف فرمایا۔ اس دوران مجھے حکم تھا کہ ہر روز ایک چھٹانک تول کر دانے لوں انہیں صاف کروں اس طرح کہ ہر دانے پر انگلی لگے۔ انہیں چکی میں پیس کر آٹا بناؤں۔ اس میں تھوڑا سا گھی ڈال کر روٹی تیار کروں اور آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ دورانِ اعتکاف آپ کا معمول رہا کہ چوبیس گھنٹے کے بعد وہی ایک روٹی سالن کے بغیر تناول فرمایا کرتے تھے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۵۔ صوفی حیات علی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ لنجوٹ کی مسجد شریف میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ میں آپ کے ساتھ تھا۔ دن کو آپ نے روزہ رکھا۔ نمازِ اشراق کے بعد آپ نے قرآنِ مجید کی تلاوت شروع فرمائی۔ مجھے فرمایا تم چیڑھ کے درخت کے نیچے بیٹھو۔ میں وہاں درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ کبھی کبھی میں وہاں سے اٹھ کر آپ کے جسم مبارک کو دبانے کے لئے آپ کے قریب آجاتا۔ نماز کے اوقات کے علاوہ آپ نے سارا دن تلاوتِ قرآنِ مجید میں صرف فرمایا۔ قرآنِ مجید مکمل پڑھنے کے بعد آپ نے روزہ افطار فرمایا۔

۶۔ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ نے فرمایا کہ اصحاب رڈہ کے قریب ایک جگہ ہے اس کا نام کنڈ ہے۔ ہمارا وہاں قیام تھا۔ قیام گاہ کے قریب ایک چیڑھ کا درخت تھا۔ اس درخت کے قریب ایک چبوترہ تھا۔ ہم دن کو کچھ دیر کے لئے اس چبوترہ پر چلے جاتے اور وہاں بیٹھ جاتے۔ اوپر جنگل تھا۔ جس میں ایک تیتر بولا کرتا تھا۔ وہ تیتر بولتے بولتے ہمارے قریب آجاتا۔ اور ہمارے قریب بولنا شروع کر دیتا۔ وہ ہم سے وحشت اور خوف محسوس نہ کرتا۔ اس کے بعد ازراہِ تواضع فرمایا۔ اب شاید گناہ زیادہ ہو گئے ہیں اس لئے مخلوق ہم سے دور بھاگتی ہے۔

۷۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میری جوانی کا آغاز تھا۔ نفس کشی کا خیال دامن گیر ہوا۔ سب سے بہتر یہ طریقہ دل میں آیا کہ کچھ وقت کے لئے بھیک مانگنے کا انداز اختیار کرنا چاہیے۔ اس طرح ایک ایک دروازے پر جا کر سوال کی ذلت اٹھانا پڑے گی۔ اعلیٰ وادنیٰ ہر قسم کے لوگوں کے طعنے اور جھڑکیاں برداشت کرنا پڑیں گی۔ یہ دل میں ٹھان کر حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا سے ڈھائی دن کی اجازت کے لئے عرض کی۔ آپ نے خاموشی اختیار کر لی۔ نہ ہاں میں جواب دیا اور نہ ہی اجازت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دینے سے انکار فرمایا۔ ہم نے اس خاموشی کو اجازت پر محمول کیا۔ گداگروں کا سا لباس پہنا۔ یعنی قمیض اتاری اس کی بجائے بوسیدہ سا سلوکا پہنا۔ ہاتھ میں لاٹھی لی۔ کندھے پر زنبیل لٹکائی اور دربارِ عالیہ سے گسّی (برساتی نالہ) کے راستے بھیک مانگنے کے ارادے سے نکل پڑا۔ صبح کا وقت تھا۔ کچھ فاصلے پر ایک عورت نظر آئی۔ وہ ٹوکرے میں گوبر ڈال رہی تھی۔ میں نے گداگری کے لئے آواز دی۔ اور کہا مائی چلو مجھے گدا دو۔ اس طرز کی میری یہ زندگی کی پہلی صدا تھی۔ اس عورت نے حیرانی سے میری طرف دیکھا اور کہا دروازہ اُدھر ہے جاؤ۔ اُدھر سے اندر جا کر گدا مانگو۔ پتہ چلتا ہے کہ تم نے نئی نئی گداگری سیکھی ہے۔ ابھی چند گھروں سے بھیک مانگی تھی کہ گھر میں حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا بے حد پریشان ہو گئیں۔ انہیں کسی رشتہ دار نے بتایا کہ گورسیاں میں ایک شخص نے ایسا ہی کیا تھا وہ واپس نہیں آیا۔ اس صورتِ حال کی خبر جب حضرت مولانا محمد عبداللہ لدڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو ہوئی تو آپ نے حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی خدمت میں تشویش ناک پیغام بھیجا۔ کہیں کسی مجذوب کی گرفت میں نہ آ گئے ہوں۔ میں نے تو ان کو کہا تھا کہ ہمارا کام شریعتِ مطہرہ کی پیروی کرنا ہے اور بس۔ کبھی اس قسم کا خیال آئے تو بیٹھے بیٹھے خیال ہی میں سفر کر لیا کریں۔ آپ نماز پڑھائیں اذان پڑھیں۔ دفتر ٹھپ ہو گئے تھے۔ پھر کھل گئے۔

حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے ہماری تلاش میں جناب بابا فقیر محمد پہاڑیہ رحمۃ اللہ علیہ کو روانہ فرمایا میں ایک بستی سے گدا لے کر کھڈ کے راستہ چکی پر پہنچا تھا کہ بابا صاحب وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی کیفیت بیان کی۔ اور مجھے واپس آنے پر آمادہ کر لیا۔ اس طرح یہ سفر یہیں پر ختم ہو گیا۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پہلا نکاح مبارک

سُلطان پور کے قریب ہل سناراں ایک گاؤں تھا۔ وہاں زرگروں کا ایک خاندان آباد تھا۔ وہ لوگ بہت مال دار اور علاقہ میں با اثر شمار ہوتے تھے۔ اس خاندان کے تمام افراد شیعی مسلک کے ہمنوا تھے۔ سُلطان پور میں منعقد ہونے والی شیعی مجالس میں وہ شامل ہوا کرتے تھے۔ مائی شرفاں صاحبہ اسی خاندان سے تھیں۔ اس خاندان میں سب سے پہلے یہی حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوئیں۔ ان کے شوہر کا نام صوفی احمد دین رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ وہ بعد میں حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کے شرف سے مشرف ہوئے۔ اس کے بعد اس خاندان کے دوسرے افراد بھی آہستہ آہستہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خاموش تبلیغِ دین سے متاثر ہوئے اس طرح یہ سارا خاندان شیعی عقائد سے تائب ہو کر آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گیا۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ ان کو بہن کہا کرتے تھے۔ اس لحاظ سے ہم بھی انہیں پھوپھی صاحبہ کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ ان کی عقیدت دربارِ عالیہ اور حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے مثالی تھی۔ وہ دربار شریف کو اپنا گھر سمجھا کرتی تھیں۔ آپ بھی ان کی رائے کا احترام فرمایا کرتے تھے۔

آپ نے فرمایا جب ہم کچھ بڑے ہوئے تو ان پھوپھی صاحبہ کو ہماری شادی کی فکر لاحق ہوئی۔ وہ چاہتی تھیں کہ یہ شادی جلدی جلدی ہو جائے۔ انہوں نے حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ میں شادی کے کپڑے سلوائے، اور دیگر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لوازمات بھی مہیا کر لئے۔ صاحب زادہ محمد معصوم صاحب اور صاحب زادہ محمد معروف صاحب کی پھوپھی کے بارے میں بات چلنے لگی۔ یہ رشتہ خاندان کے اندر تھا۔ لیکن لڑکی کی والدہ صاحبہ کو نہ معلوم کیا سوجھی اس نے انکار کر دیا۔ لڑکی کے والد حضرت قاضی محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ کے تایازاد بھائی تھے۔ ان دونوں میں بہت محبت تھی۔ وہ اپنی اہلیہ کے اس انکار سے بہت پریشان ہوئے۔

پھوپھی شرفاں رحمۃ اللہ علیہا کے لئے یہ انکار سخت ناگواری کا باعث بنا۔ ان کا خیال تھا کہ فی الفور متبادل رشتہ تلاش کیا جائے۔ لڑکی کے والد حضرت قاضی محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا تھا۔ اس معاملہ میں جلد بازی مناسب نہیں۔ صاحب زادہ صاحب کی عمر ابھی گیارہ بارہ سال ہے۔ اور ان کی اہلیہ کا انکار وقتی جوش کا نتیجہ ہے۔ انہیں رشتہ دینے سے انکار نہ تھا۔

اس صورتِ حال میں حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صاحب زادہ (حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ) کی نانی صاحبہ سے پوچھ لو۔ ان کی کیا رائے ہے؟ ان کے کہنے پر جب یہ معاملہ حضرت حاجی بقا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش ہوا تو انہوں نے فرمایا دربارِ عالیہ کی ہر خواہش میرے لئے حکم کا درجہ رکھتی ہے۔ اگر اس عاجز کی اولاد دربارِ عالیہ میں قبول ہو تو اس سے بڑھ کر کیا خوش بختی ہو سکتی ہے۔ قصہ مختصر دربارِ عالیہ سے مستورات کے ساتھ میاں فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ اور بابا فقیر محمد پہاڑیہ رحمۃ اللہ علیہ نمائندہ کے طور پر گئے اور کپڑے پہنانے کی رسم ادا ہو گئی۔

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ اصلاحی دورہ پر کڑتی

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے علاقہ میں تشریف فرما ہوئے۔ حاجی بقا محمد رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں تشریف لائے اور فرمایا ہماری بچی کہاں ہے؟ آپ نے سر پر شفقت کا دستِ اقدس پھیرا اسی دستِ اقدس کی برکت تھی کہ نصف صدی سے زائد عرصہ تک مخلوقِ خدا حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے روحانی فیض سے بہرہ ور ہوتی رہی۔ اس نسبت کے پختہ ہونے کے کچھ عرصہ بعد حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا۔ نکاح کی رسم آپ کے وصال کے بعد ادا ہوئی۔ بارات میں تقریباً چالیس افراد شامل تھے جو گھوڑوں پر سوار تھے۔ بارات نے ایک رات کڑتی میں قیام کیا۔ نکاح کے بعد کچھ افراد اگلے روز واپس آ گئے لیکن چند آدمی ایک اور رات قیام کے لئے وہاں ٹھہرے۔ اگلے روز یہ افراد بذریعہ بس کھوئی رٹہ اور پیر گلی واپس ہوئے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علالت اور حصولِ شفاء

فرمایا ایک دفعہ میں شدید بیمار ہو گیا۔ علالت نے طوالت اختیار کر لی۔ بہت علاج کرایا لیکن بے سود۔ بیماری میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ حضرت والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کو فکر لاحق ہوئی۔ انہوں نے صوفی فوج دار خان رحمۃ اللہ علیہ کو بلا بھیجا جو ان دنوں چلا یار میں اپنے رشتہ داروں کے ہاں مقیم تھے۔ اپنے بیٹے فیض محمد خان کی شادی بھی آپ نے وہاں سے کی تھی۔ فیض محمد خان ان دنوں شدید علیل تھے۔ انہیں نمونیہ تھا۔ جب حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کا پیغام پہنچا تو وہ موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا تھے۔ صوفی صاحب کو پیغام پہنچا تو انہوں نے فوراً چچیاں شریف دربارِ عالیہ میں آنے کی تیاری شروع کر دی۔ رشتہ داروں نے حالات کی نزاکت کا احساس دلایا اور کہا تمہارا بیٹا گھر میں بیمار پڑا ہے اور تم گھر سے جا رہے ہو۔ تمہارے جانے کے بعد اس کا کیا بنے گا؟ چچیاں شریف میں تو ہر قسم کی سہولیات میسر ہیں۔ بابا فوجدار خان رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باتیں سنیں اور کہا تم ایک فیض محمد خان کی بات کرتے ہو۔ اگر کئی فیض محمد خان ہوں تو میں ان کو دربارِ عالیہ پر قربان کر سکتا ہوں۔ انہوں نے کسی کی نہ سنی اور دربارِ عالیہ چچیاں شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔ اور میری تیمارداری میں مشغول ہو گئے۔

فرمایا میری علالت کو چالیس دن ہو گئے تو سنگیوں نے میری شفایابی کے لئے ایک عمل کیا۔ وہ عمل یوں تھا کہ چار سنگیوں نے میرے اوپر چادر تان لی۔ سینہ کی سیدھ میں قرآنِ مجید رکھا۔ چاروں کونوں کو چار سنگیوں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور اس کو پھیرنا شروع کر دیا۔ ساتھ آیت مبارکہ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ اور دعائیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

پڑھنا شروع کردیں۔ جو سنگی اس عمل میں شریک تھے ان کے نام یہ ہیں:

(۱) صوفی فوجدار خان رحمۃ اللہ علیہ (۲) مولانا حاجی بقا محمد رحمۃ اللہ علیہ

(۳) مولانا محمد زمان رحمۃ اللہ علیہ (۴) سخی ولایت خان رحمۃ اللہ علیہ۔

اللہ تعالیٰ نے سنگیوں کی دعا اور اس عمل کی برکت سے مجھے شفا عطا فرمادی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک ہندو کا نذرانہ۔۔۔گھوڑی

فرمایا تقسیمِ ہند سے پہلے مسلمان اور ہندو اکٹھے رہا کرتے تھے۔ایک ہندو ایک گھوڑی لے کر دربارِ عالیہ چچیاں شریف آیا اور ہمیں بطورِ نذر پیش کرنا چاہی۔ اگرچہ ہمیں اچھی سے اچھی گھوڑی رکھنے کا شوق تھا۔لیکن ہم نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔اس کی جانب سے اصرار تھا۔اس نے بتایا کہ یہ گھوڑی میرے گھر کی پالتو ہے۔ جب اس کی ماں حاملہ ہوئی تو میں نے نیت کر لی کہ اس کا ہونے والا بچہ نر ہو یا مادہ آپ کی خدمت میں بطورِ نذر پیش کروں گا۔ میں نے اسے گھر میں پالا اور بڑی احتیاط سے پرورش کی ہے۔اب یہ سواری کے قابل ہوئی تو میں یہاں پیش کرنے کے لئے آیا ہوں۔لہٰذا اسے قبول کر لیں۔ ہم نے کہا ہم قیمت ادا کئے بغیر نہ لیں گے۔اگر آپ کو یہ صورت قبول ہو تو ہم لے لیں گے۔اس نے اس پر رضا مندی کا اظہار کر دیا۔ ہم نے گھوڑیوں کی پہچان رکھنے والوں سے اس کی قیمت پوچھی انہوں نے تیس روپے بتائی۔لیکن ہم نے اسے پچاس روپے ادا کر کے وہ گھوڑی لے لی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سائیں محمد حسن زلفاں والے رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال

آپ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص مرید تھے۔ آپ کے وصال کے بعد سائیں صاحب نے چاہا کہ اپنے گاؤں میں ایک مسجد تعمیر کر دی جائے۔ چنانچہ قریب کی زمین سے پتھر نکالنے لگے۔ ایک اور ساتھی بھی آپ کے ساتھ گڑھے میں اترا ہوا تھا۔ کھدائی گہری ہوگئی اور یہ دونوں مٹی کے تودے کے نیچے دب گئے۔ گاؤں کے لوگوں نے محنت و مشقت کے بعد نکالا تو آپ کا ساتھی فوت ہو چکا تھا۔ آپ کو نکالا تو گمان ہوا کہ آپ بھی فوت ہو چکے ہیں۔ چارپائی پر لٹایا گیا۔ تو سانس سے مونچھوں کے بالوں میں حرکت محسوس ہوئی۔ پھر بلند آواز سے اللہ کہا۔ رستہ میں چارپائی پر کلمہ طیبہ باآوازِ بلند پڑھنا شروع کر دیا۔ بظاہر جسم پر کوئی چوٹ نہ تھی۔

جب گھر پہنچایا گیا تو فرمایا میرے دو پیغام فوری طور پر چھچیاں شریف پہنچاؤ۔ اوّل یہ کہ حضرت مائی صاحبہ کی خدمت میں عرض کریں کہ مجھ سے زندگی میں بے حد غلطیاں ہوئی ہیں۔ وہ مجھے معاف کر دیں۔ دوسرا یہ کہ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو بلا لاؤ۔ جب آدمی دربار شریف پہنچا تو اتفاق سے آپ دربارِ عالیہ میں موجود تھے۔ مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے آپ کو جانے کا کہا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا تھا کہ جب میں دریائے پونچھ کے کنارے پر پہنچا تو دوسری طرف سے دوسرے پیغام رساں نے بتایا کہ سائیں صاحب مالکِ حقیقی سے جا ملے ہیں۔ لوگوں کی بڑی تعداد جنازہ میں شریک ہوئی۔ ان کے بھائی نور حسن صاحب نے کہا آپ کے مرید تو کثرت سے ہیں لیکن میرے بھائی جیسا بااخلاص مرید کوئی نہ ہوگا۔ ان کی تاریخ وصال ۲۱ جنوری ۱۹۴۵ء بمطابق ۹ ماگھ ۲۰۰۱ بکرمی ہے اور اتوار کا دن تھا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سیوارام ہندو سیٹھ کا قبول اسلام

سیوارام ہندو تاجر تھا۔ کوٹلی شہر میں اس نے نسوار کا ایک کارخانہ بنا رکھا تھا۔ وہ خود حضرو کا رہنے والا تھا۔ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کے کئی ایک سنگی اس کے کارخانے میں ملازمت کرتے تھے۔ ان میں ایک تخی محمد بھی تھا جو رات کو اسی کارخانہ میں رہتا تھا۔ بعض اوقات سنگی کوٹلی آتے اور ان کو رات وہاں گزارنا پڑتی۔ وہ ان کے پاس کارخانہ میں رات گذار لیا کرتے تھے۔ سیوارام نے سنگیوں کی اس آمد و رفت کا کبھی برا نہ منایا۔ اس سہولت سے کئی سنگی مستفید ہوتے۔ حضرت سیدی و مرشدی خواجۂ عالم قدس سرہ نے بھی دورانِ سفر وہاں قیام فرمایا تھا۔

آپ قدس سرہ نے فرمایا ایک دفعہ میرا قیام کوٹلی کی گنبد والی مسجد میں تھا۔ سیوارام رات کو ہمارے پاس آیا کرتا تھا۔ اور بڑی عقیدت کا اظہار کیا کرتا تھا۔ وہ ہمارے لئے بستر، برتن اور دیگر ضروریات مہیا کیا کرتا تھا۔ ایک رات کو وہ ہمارے پاس آیا۔ اس کے ساتھ اعلیٰ قسم کا ایک بستر، عمدہ کپڑے کا ایک جوڑا، مراد آبادی پیالیاں، چھوہارے ایک تھال میں اور چاندی کے پانچ سو روپے تھے۔ وہ پیش کر کے کہنے لگا۔ یہ قبول فرما لیں اور مجھے دائرۂ اسلام میں داخل کر لیں۔ کشمیر کے علاقہ میں اس وقت ڈوگروں کی حکومت تھی ان کا عام رعایا سے بالعموم اور اہلِ اسلام سے بالخصوص معاندانہ برتاؤ تھا۔ اس دور کا یہ قانون تھا اگر کوئی شخص اپنا مذہب ترک کر کے دینِ اسلام قبول کر لے تو اس کی ساری جائیداد بحقِ سرکار ضبط کر لی جاتی تھی۔ فرمایا ہم نے اس پر واضح کر دیا کہ اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر اعلانیہ اسلام قبول کرنے کے نتائج کیا ہو سکتے ہیں۔ تمام کاروبار، کارخانہ اور جائیداد ضبط ہو جائے گی۔ بیوی، بچوں اور

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیگر رشتہ داروں کی طرف سے مزاحمت ہو گی۔ ممکن ہے کہ آپ یہ صورتِ حال برداشت نہ کر سکیں اور اپنے کیے پر بعد میں آپ کو پچھتاوا ہو۔ اور آپ ہتھیار ڈال کر دوبارہ کفر کی طرف لوٹ جائیں۔ لہٰذا ہمارا مشورہ یہ ہے کہ آپ ایمان قبول کر لیں لیکن اپنے ایمان لانے کا اظہار اور اعلان نہ کریں۔ پھر جب کبھی حالات ساز گار ہو جائیں تو بے شک اعلان بھی کر دیں۔ چناں چہ اس نے ایمان قبول کر لیا لیکن اس کا اظہار عوام میں نہ کیا۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کے قدیم سنگی صوفی حیات علی رحمۃ اللہ علیہ ان دنوں میں آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ ان کا بیان ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی پیش کردہ اشیاء ایک ایک کر کے واپس فرما دیں۔ روپوں کے بارے میں آپ نے ارشاد فرمایا۔ مجھے ان کی ضرورت نہیں۔ یہ واپس لے جاؤ۔ ان کی ضرورت حاجت مندوں کو ہوتی ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے مخلوق سے غنی فرما رکھا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی کا محتاج نہیں ہوں۔ بستر کے بارے میں فرمایا ہم اس کو کہاں کہاں اٹھاتے پھریں گے؟ ہم مسافر لوگ ہیں۔ کپڑوں کے متعلق ارشاد فرمایا ہم کھدر پہننے کے عادی ہیں۔ یہ کپڑا بہت قیمتی ہے۔ ہمارے استعمال میں نہ آئے گا۔ برتنوں کے بارے میں فرمایا ہم اتنے قیمتی برتنوں کو کیا کریں گے۔ چھوہاروں کے متعلق فرمایا انہیں اپنے ہاتھوں سے حاضرین میں تقسیم کر دو۔ جو باقی بچ رہے ان کے بارے میں فرمایا ان کو گھر لے جاؤ۔ اور گھر والوں میں تقسیم کر دینا۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے رخصت فرما دیا۔

اس کے بعد اس نے اپنی وضع تبدیل کر لی۔ ہندووانہ لباس پہننا چھوڑ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیا۔قمیص شلوار زیب تن کرنا شروع کردی۔وہ اکثر رات کو پیپل والی مسجد میں آجاتا۔اس کے صحن میں پھرتا رہتا اور کچھ پڑھتا رہتا تھا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بستر مبارک پر سانپ

حضرت سیدی و مرشدی قدس سرہ نے فرمایا۔ ایک دفعہ حاجی علی داد صاحب کے والد خان محمد صاحب اور حاجی بقا محمد رحمۃ اللہ علیہ دربارِ عالیہ چھچیاں شریف آئے ہوئے تھے۔ یہ دونوں بابا فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کے حجرے میں تھے۔ جب کہ میں اور بابا محمد حسن سودائی رحمۃ اللہ علیہ دوسرے کمرے میں تھے۔ بکریاں نیچے بندھی ہوئی تھیں، حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے بابا محمد حسن سودائی کی ڈیوٹی بکریوں کی حفاظت پر لگا رکھی تھی۔ اس لئے انہوں نے دروازے میں اپنی چارپائی بچھائی ہوئی تھی۔ اور میں شمالی دیوار سے ذرا ہٹ کر چارپائی پر سویا ہوا تھا۔ رات کی تاریکی میں چھت سے کوئی شے دھڑام سے میری چارپائی پر گری۔ اس کی آواز سے میں جاگ پڑا۔ اور لحاف کو اپنے پہلوؤں میں دبانے لگا۔ اس دوران محسوس ہوا کہ کوئی نرم سی شے بستر پر موجود ہے۔ بابا سودائی صاحب کو آواز دی۔ وہ بیدار ہوئے۔ اندھیرے میں انہوں نے بستر پر ہاتھ پھیرا۔ نیند کے غلبہ اور اندھیرے کے باعث انہیں کچھ محسوس نہ ہوا۔ جب وہ واپس بستر پر جانے کی تیاری کرنے لگے تو میں نے ان سے کہا مجھے اپنے بستر پر کوئی چیز محسوس ہوتی ہے۔ اور ٹارچ ان کو دی تاکہ وہ روشنی میں اچھی طرح دیکھ لیں۔ لیکن وہ اسے روشن کرنے کے طریقہ سے واقف نہ تھے۔ اور پھر مجھے واپس دے دی۔ میں نے اسے روشن کیا اور انہیں دی۔ جونہی ان کی نظر اس کی روشنی میں میرے بستر پر پڑی تو چلا چلا کر کہنے لگے۔ بچو بچو بہت بڑی بلا ہے۔ میں آہستہ سے سرک کر چارپائی سے اتر آیا۔ ہماری باتوں اور شور سے گھر کے تمام افراد جاگ گئے اور ہمارے کمرے میں آ گئے۔ خان محمد صاحب کے ہاتھ میں ایک لاٹھی تھی۔ انہوں نے اس سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سانپ کو حرکت دی تا کہ وہ چارپائی سے نیچے اتر آئے۔ جونہی وہ نیچے آیا انہوں نے پے در پے واروں سے اسے مار دیا۔ اس کی لمبائی اس لاٹھی کے برابر تھی۔

اس واقعہ کو بیان فرما کر ارشاد فرمایا۔ جسے اللہ تعالیٰ رکھنا چاہے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ وہ کئی دفعہ میرے ہاتھوں سے مس ہوا۔ حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی محبت اور آپ کی شفقت نے اس کے بعد مجھے وہاں سونے کی اجازت نہ دی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چند سفر

حضرت شیخ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''سفر کے بارے میں صوفیاء کرام کے احوال مختلف ہیں۔ بعض نے اقامت کو سفر پر ترجیح دی۔ انہوں نے فرض سفر مثلاً حج کیلئے سفر کیا۔ اس کے سوا کوئی سفر زندگی بھر نہیں کیا۔ یہ حضرات بالعموم مقیم ہی رہے۔ مثلاً حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔ بعض نے سفر کو ترجیح دی۔ دنیا سے رخصت ہونے تک تمام عمر سفر میں رہے۔ جیسے حضرت ابوعبداللہ مغربی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اور بعض صوفیاء کرام ایسے بھی گذرے ہیں جنہوں نے جوانی کے عالم میں، ان معاملات کی ابتداء میں، کثرت سے سفر فرمائے مگر اپنے احوال کے آخر میں سفر کی بجائے اقامت اختیار کرلی۔ مثلاً حضرت ابوعثمان حیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔'' (الرسالۃ ص ۴۴۰ مطبوعہ دار قباد مشق، شام)

ہمارے ہادی و رہنما حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز سفر کے معاملہ میں اولیائے کرام کے تیسرے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جوانی میں آپ نے بہت کثرت سے سفر اختیار فرمائے۔ یہ سفر مختصر بھی تھے اور طویل بھی۔ پیدل بھی تھے، سواری پر بھی۔ گھوڑی پر بھی ہوا کرتے تھے، تانگے پر بھی، بس پر بھی، پالکی پر بھی، موٹر کار پر بھی، کشتی پر بھی اور دریا میں شنا استعمال کرنے والوں کے کندھوں پر بھی۔ الغرض آپ نے تقریباً ہر ذریعۂ سفر کو استعمال فرمایا۔ ہاں ہوائی جہاز کے ذریعہ سے آپ کا سفر فرمانا ثابت نہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اولیائے کرام کی ہر حرکت و عمل کا مقصود رضائے الٰہی ہوتا ہے۔ ان کا قدموں کو زمین سے اٹھانا اور ان کو رکھنا صرف اور صرف اسی مدعا کیلئے ہوتا ہے۔ سرگروہِ اولیاء حضرت علی بن عثمان داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

''چوں درویش سفر اختیار کند بدوں اقامت شرطِ ادبِ وے آں بود کہ نخست بارے سفر از برائے خدا کند نہ بمتابعتِ ھوا۔ وچناں کہ بظاہر سفرے می کند بباطن نیز از ہوائے خود بگریزد و دوام بر طہارت باشد و اورادِ خود را ضائع نہ کند و باید کہ بداں سفر مرادش حج باشد یا غزوے یا زیارتِ موضع یا گرفتن فائدہ یا طلبِ علمے یا زیارتِ شیخ و بزرگے و تربتے و اگر نہ مخطی باشد اندراں سفر۔''

(کشف المحجوب ص ۳۸۷ مطبوعہ لاہور)

ترجمہ: جب کوئی درویش سفر اختیار کرے اور اقامت اختیار نہ کرے تو اس کیلئے شرطِ ادب یہ ہے کہ اول وہ سفر خدا کیلئے کرے نہ خواہش کی پیروی کیلئے۔ جس طرح وہ ظاہر میں سفر کرے قلبی طور پر اپنی خواہش سے فرار اختیار کرے۔ ہمیشہ باطہارت رہے۔ اپنے اوراد و معمولات کو ضائع نہ کرے۔ چاہیئے کہ سفر سے اس کا مقصد حج، یا جہاد، یا کسی (متبرک) مقام کی زیارت، یا فیض حاصل کرنا، یا طلب علم، یا شیخ، بزرگ اور کسی قبر کی زیارت ہو ورنہ وہ اس سفر کو اختیار کرنے میں خطاوار ہوگا۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ کے تمام سفر صوفیاء کرام کے اس مقرر فرمودہ معیار پر پورے اترتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہر سفر کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول اور سنتِ نبوی کی پیروی تھا۔ آپ کے بیشمار سفروں میں سے بعض سفر آپ نے سلسلہ شریفہ کے مشائخِ کرام کے آستانوں تک کیئے۔ جیسے سرہند شریف، بفہ شریف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور چورہ شریف وغیرہ۔ ان اسفار کی تعداد بھی خاصی بڑی ہے اختصار کے پیشِ نظر یہاں صرف ان چند سفروں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ باقی اسفار کی دستیاب تفصیل آپ مفصل سوانح مبارکہ میں ملاحظہ فرمائیں گے اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سرہند شریف کا سفر

امامِ ربانی مجدّدِ الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سرزمینِ ہند میں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک عظیم نشانی تھے۔ اہلِ علم سے آپ کا مقامِ ارفع پوشیدہ نہیں ہے۔ علامہ اقبال نے آپ کو سرمایۂ ملت کا نگہبان قرار دیا ہے۔ آپ نے اس نگہبانی کا حق ادا فرما دیا۔ اپنا تن من دھن سب کچھ اس نگہبانی میں لٹانے کی خاطر تیار ہو گئے۔ سرہند شریف (بھارتی پنجاب) میں آپ کا آستانہ عالیہ ہمیشہ سے منبعِ فیوض وبرکات رہا ہے۔ ہندوستان کی تقسیم اور ملکِ خداداد پاکستان کی تشکیل کے بعد پاکستان میں شمعِ مجددی کے پروانے ویزہ کی سخت پابندیوں، بھارتی خفیہ اداروں کی شدید نگرانی اور کسٹم کے عملہ کی لوٹ گھسوٹ کے باوجود وہاں حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مربی ومرشد اور والد ماجد حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے پانچ برس بعد سرہند شریف میں پہلی حاضری ۱۹۳۹ء میں دی۔ قیامِ پاکستان تک آپ ہر سال پابندی سے وہاں حاضر ہوتے رہے۔ پاکستان بننے کے بعد دو دفعہ مزید وہاں حاضر ہوئے۔ ذیل میں آپ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے سفر کی کچھ تفصیلات ملاحظہ فرمائیں گے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سرہند شریف پہلی حاضری کی تقریب یوں ہوئی کہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ حضرت مولانا غلام نبی چک حکیماں پھالیہ والے دربارِ عالیہ چچیاں شریف حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ کو حضرت مجددِ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دربارِ عالیہ کی حاضری کا شوق دلایا۔ جس پر آپ ان کے ہمراہ

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہاں حاضری پر رضامند ہو گئے۔ لیکن انہوں نے حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ وہاں جانے سے قبل سائیکل چلانے میں مہارت کا ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا آپ کو میرے ساتھ گاؤں میں جانا ہوگا تا کہ وہاں آپ یہ سیکھ سکیں۔ وہاں سائیکل بھی ہے اور کھلا ہموار میدان بھی۔

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں سرہند شریف جانے کا شوق دل میں لئے سائیکل چلانے میں مہارت کے حصول کیلئے ان کے ہاں چلا گیا۔ وہاں ان کے صاحب زادہ مولوی محمد حنیف صاحب اور وہ خود سائیکل لے کر باہر کھلے میدان میں نکل آتے اور مجھے سائیکل چلانے کی عملی تربیت دیا کرتے تھے۔ بہت دن اس طرح گذر گئے۔ انہوں نے وہاں قیام کے دوران میری بہت خاطر مدارات کی۔ ان کی اہلیہ محترمہ جنہیں میں پھوپھی صاحبہ کہا کرتا تھا، نے خدمت گذاری میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

ایک روز مولوی صاحب کہنے لگے۔ حضور! سرہند شریف یہاں سے بہت دور ہے۔ سائیکل پر وہاں پہنچنا بہت مشکل ہے۔ سائیکل چلانے کی مشق کرانا دراصل ایک بہانہ تھا۔ ہم مولوی لوگ ہوتے ہیں حیلوں بہانوں سے کام چلاتے ہیں۔ اصل مقصد یہ تھا کہ آپ ہمارے پیر و مرشد کے صاحب زادے ہیں۔ ہم حصولِ برکت کیلئے آپ کو کچھ دن اپنے ہاں ٹھہرانا چاہتے تھے۔ اگر ہم سیدھی طرح سے آپ کو یہاں آنے اور کچھ دن ٹھہرنے کی درخواست کرتے تو آپ شاید اسے قبول نہ فرماتے۔

آخر کار ایک دن آیا کہ پانچ افراد کا قافلہ سرہند شریف روانہ ہوا۔ جس میں میرے علاوہ مولوی غلام نبی صاحب، ان کے صاحب زادے مولوی محمد حنیف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صاحب، مولوی غلام محی الدین صاحب تسبیح ساز اور کھٹیالہ کے فضل احمد صاحب شامل تھے۔ لالہ موسیٰ ریلوے اسٹیشن پر پہنچے۔ نماز کا وقت قریب تھا۔ قریب چھوٹی سی مسجد تھی۔ مولانا غلام نبی صاحب نماز کے معاملہ میں حد درجہ کے محتاط تھے۔ کوشش کرتے کہ صحیح العقیدہ امام کی اقتداء میں نماز ادا کریں۔ مسجد میں پہنچے۔ تو دیکھا کہ امام صاحب ریش بریدہ ہیں۔ انہوں نے اذان دی۔ ابھی امام صاحب اذان ختم نہ کرنے پائے تھے کہ مولوی صاحب مصلیٰ پر پہنچ گئے۔ وہ کوئی شریف النفس انسان تھے مزاحم نہ ہوئے۔ اور اقامت کہنا شروع کر دی۔

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے نماز کے بعد مولوی غلام نبی صاحب سے کہا اگر مقرر امام اعتراض کرتا کہ آپ نے اس کی اجازت کے بغیر کیوں نماز پڑھائی تو آپ کے پاس اس حرکت کا کیا جواز تھا؟ جواب میں وہ کہنے لگے پوچھ کر تو دیکھتا۔ کھانا ہمارے ساتھ تھا ہم سب نے وہیں مسجد میں بیٹھ کر کھایا۔ گاڑی آئی اور ہم اس پر سوار ہو گئے۔ جب گاڑی سرہند شریف اسٹیشن پر پہنچی۔ اور گاڑی سے اترے تو مولوی صاحب کی نظر ریلوے اسٹیشن کے بورڈ پر پڑی۔ جس پر سرہند شریف لکھا ہوا تھا۔ مولوی صاحب بے اختیار اس بورڈ کی طرف بڑھے اور فرطِ عقیدت سے اسے بوسے دینے لگے۔ تمام ہمراہیوں نے اپنے اپنے جوتے اتار لئے اور پا برہنہ ہو گئے۔ مولوی صاحب نے تمام ساتھیوں کے جوتے کپڑے کی ایک گٹھری میں باندھ لئے اور سر پر اٹھا کر دربارِ عالیہ کی جانب چل پڑے۔ ساتھیوں نے بہت روکا لیکن وہ اس امر پر مصر تھے۔ دربار شریف پہنچ کر ہم نے عشاء کی نماز اور تہجد کی نماز ادا کی۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب وہاں بجلی نہ تھی۔ صرف گیس کی روشنی تھی۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہاں دستور تھا کہ سجادہ نشین صاحب آٹھ پہر کے بعد حاضرین کو کھانا دیا کرتے تھے۔ لیکن وہ ہمارے قافلہ کو دو وقت باقاعدگی سے کھانا کھلاتے رہے۔ ان کا بیان تھا کہ حضرت امامِ ربانی مجددِ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان کا خادم دونوں وقت ہمیں تلاش کر کے کھانا کھلایا کرتا تھا۔

جب وہاں سے واپسی کا وقت آیا تو مولانا غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ نے مزار شریف کے مواجہہ شریف میں کھڑے ہو کر بآوازِ بلند کلمہ طیبہ پڑھا اور یوں عرض کی یا حضرت امامِ ربانی! میرے ایمان کے گواہ رہنا۔ واپسی پر لاہور گاڑی سے اترے۔ وہاں مولانا نبی بخش حلوائی المتوفی ۱۹۴۴ء سے ملاقات کی۔ وہ اس وقت بہت نحیف اور کمزور تھے۔ کھٹولے پر بیٹھے تھے۔ نظر بھی کمزور تھی۔ اس لئے مجھے نہ پہچان سکے۔ چچیاں شریف حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے اپنا تعارف کرایا تو انہوں نے حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ کے بارے میں بڑے جامع انداز میں یوں تبصرہ فرمایا:

"آپ سلف صالحین کی یادگار تھے۔"

مولانا نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ علیہ حصولِ فیض کی خاطر اکثر حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ کئی کئی دن کا قیام رہتا۔ طلبہ ساتھ ہوتے۔ ان کو سبق پڑھایا کرتے اور فارغ اوقات میں اللہ اللہ کیا کرتے۔ آپ دربارِ عالیہ کی مختلف تقاریب میں وعظ بھی فرمایا کرتے تھے۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بفہ شریف کا سفر

ضلع ہزارہ، پکھلی کے علاقہ میں بفہ شریف ایک قصبہ ہے۔ جہاں حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کے سلسلۂ طریقت کے ایک عظیم شیخِ طریقت حضرت حاجی محمد بفوی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف ہے۔ جو نسب اور طریقت ہر دو اعتبار سے مجددی تھے۔ سنگیانِ طریقت اسی نسبت سے اسے بفہ شریف کہہ کر پکارتے ہیں۔ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ طریقت تین واسطوں سے آپ تک پہنچتا ہے۔

۱۔ قبلۂ عالم حضرت خواجہ محمد سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت خواجہ حافظ محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ ڈھنگر وٹ شریف

۳۔ حضرت خواجہ پیر سید نیک عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ گوڑہ سیداں

حضرت خواجہ پیر سید نیک عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو خرقۂ خلافت حضرت حاجی محمد بفوی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ سے عطا ہوا۔ ان کے وصال کے بعد بفہ شریف کی مسندِ ارشاد و تلقین خالی ہوگئی۔ کیوں کہ وصال کے وقت آپ کے دونوں صاحبزادگان ابھی کم سن تھے۔ والدِ گرامی کا سایہ سر سے اٹھنے کے بعد وہ ننھیال کے زیرِ اثر آ گئے۔ جس کے باعث نہ تو علمِ دین کا حصول ممکن ہو سکا اور نہ ہی طریقت کی وادی میں قدم رکھ سکے۔ اس کا ایک نقصان تو یہ ہوا کہ آپ کی اولاد اس مسند کی صحیح وارث نہ بن سکی اور دوسرا نقصان یہ ہوا کہ بدعقیدہ لوگوں نے آپ کی ذات کے حوالہ سے من گھڑت اور اختراع کردہ باتیں مشہور کر دیں تاکہ عوام الناس کو یہ باور کرایا جا سکے کہ وہ نعوذ باللہ ان کے ہمنوا تھے۔ اور اس طرح ان کی دکانداری چمک سکے۔ چناں چہ دیوبندی مکتب فکر کے ایک شخص نے کسی رسالہ میں ایک مضمون لکھا جس میں تحریر تھا کہ حضرت حاجی محمد

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بفوی رحمۃ اللہ علیہ مولوی اسماعیل دہلوی کے ہم نوا اور ہم عقیدہ تھے۔ بلکہ وہ آپ کے اُس لشکر میں بھی شامل تھے جس نے افغانیوں کے خلاف جنگیں کیں۔ یہ رسالہ صاحب زادہ محمد اقصد صاحب نے حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے وہ مضمون پڑھا اور فرمایا:

"مضمون نگار نے اپنے نقطہ نظر کو باور کرانے کیلئے محض بے ربط اور بے ہنگم واقعات کو جمع کر کے پیش کیا ہے۔ قبلہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو شاہ اسماعیل سے کیا نسبت؟ دونوں کے خیالات اور نظریات میں بعد المشرقین تھا۔ آپ کبھی ان کے لشکر کے سپاہی رہے نہ کبھی ان کی تحریک کے حامی اور ہمنوا۔ علاقہ کے عوام میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مقبولیت کا سہارا لے کر مولوی اسماعیل کے نظریات کیلئے لوگوں کے ذہنوں کو ہموار کرنا علمی و ادبی خدمت ہرگز نہیں۔"

(خلاصہ)

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد بار بفہ شریف مزار مبارک پر حاضری دی۔ وہاں سلسلہ شریفہ کی اشاعت کیلئے آپ کی خدمات قابلِ صد تحسین ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ بفہ شریف میں حضرت حاجی محمد بفوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریباً ساری موجود اولاد اور ان کے تعلق دار حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں پر بیعت ہوئے۔

بفہ شریف کیلئے آپ نے پہلا سفر ۱۹۴۷ء میں اختیار فرمایا۔ اس وقت آپ کی عمر شریف ۲۶ سال تھی۔ آپ نے ایک دفعہ یوں ارشاد فرمایا۔ ۱۹۴۷ء کے غدر کے بعد ہم بفہ شریف گئے۔ یہ ہمارا وہاں حاضری کیلئے پہلا سفر تھا۔ ہم راولپنڈی سے ریل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گاڑی پر حویلیاں پہنچے وہاں سے بذریعہ بس ایبٹ آباد آئے۔رات وہاں کابلی مسجد میں قیام تھا۔ ہمارے ساتھ حضرت قبلہٗ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دست گرفتہ میاں نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادے میاں فضل حق تھے۔راولپنڈی سے سائیں سخی محمد نسواریا بھی ساتھ ہو لئے۔صبح سویرے ایبٹ آباد سے روانہ ہوئے۔ اشراق کی نماز مانسہرہ مسجد میں پڑھی۔بفہ شریف پہنچے وہاں حضرت حاجی محمد بغوی رحمۃ اللہ علیہ کو حاجی صاحب کے عرف سے کوئی نہ پہچانتا تھا۔جس سے بھی حاجی صاحب کا نام لے کر پوچھتے جواب ملتا یہاں حاجی صاحب بہت سے ہیں۔آپ کس کے بارے میں پوچھتے ہیں؟ تلاش اور جستجو میں تھے کہ ہماری نظر سرو کے درخت کے نیچے چارپائی پر لیٹے ایک عمر رسیدہ مریض پر پڑی۔اس سے پوچھا کہ وہ حاجی صاحب جن کا نسب سرہند شریف والوں سے ملتا ہے ان کے بارے میں کیا آپ کو کچھ علم ہے؟ اس نے بتایا کہ انہیں صاحب زادہ صاحب کہتے ہیں۔وہیں سے اس نے مکان کی نشان دہی کی۔ہمیں مسجد میں ٹھہرنے کو کہا اور ایک آدمی کو بھیجا تا کہ ان کو بلا لائے۔اس نے دستک دی تو جناب صاحبزادہ صاحب گل صاحب باہر تشریف لائے۔قوی ہیکل جوان تھے۔چہرے پر چیچک کے نشانات تھے۔ان سے ملاقات ہوئی ان سے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے بارے میں پوچھا۔فرمانے لگے وہ بھی مل جائے گا۔پہلے چائے پی لیں۔انہوں نے پر تکلف چائے اور پراٹھوں سے ہماری تواضع کی۔پھر ہمیں قبرستان میں لے گئے۔آبادی پر مولوی غلام اللہ خان کے اثر کے باعث قبرستان بے اعتنائی کا شکار تھا۔برآمدہ نما کچی سی مسجد تھی۔قبرِ انور تک پہنچنے کیلئے دشواری حائل ہوئی کیوں کہ رستہ میں کانٹے اور پتھر پڑے تھے۔مزار شریف پر پہنچے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اردگرد جگہ کو صاف کیا وہاں بیٹھے اور حسبِ توفیق پڑھا اور ایصالِ ثواب کیا۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت کے باعث ہم نے اپنے جوتے کچھ فاصلے پر اتار دیئے تھے۔ اس دوران ایک سکول کے استاد کا وہاں سے گذر ہوا۔ صاحب زادہ صاحب سے پشتو میں باتیں کرنے لگا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ وہ ان سے پوچھ رہا ہے کہ یہ جاہل کہاں سے آگئے ہیں۔ پھر ہم سے پوچھنے لگا کہ کہاں سے آئے ہیں؟ ہم نے بتایا کہ آزاد کشمیر سے آئے ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے صاحب مزار حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کیا تھا۔ اس تعلق کی بنا پر ہم یہاں آئے ہیں۔ وہ کہنے لگا میں ان صاحبِ قبر کو تو نہیں جانتا کیوں کہ ان کا زمانہ مجھ سے بہت پہلے کا ہے۔ لیکن موجود صاحب زادگان میں تو کوئی ایسی بات نہیں۔ البتہ یہ مہمان نواز ہیں۔ ہم نے اس سے کہا کیا یہ خوبی کوئی کم ہے۔ اپنی دولت خرچ کر کے لوگوں کی خدمت کرتے ہیں۔ جب کہ عام لوگ مال و دولت کے جمع کرنے میں پاگل ہوئے جاتے ہیں۔

بفہ شریف حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کی اصلاح اور ان سے تعلقات کی استواری میں حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی محنت کی۔ اس سلسلہ میں آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مائی صاحبہ کلاں رحمۃ اللہ علیہا کا بڑا حصہ ہے۔ آپ خود وہاں حاضر ہوئیں۔ مستورات آپ سے متاثر ہوئیں اور اصلاحِ احوال کا سلسلہ بہتر انداز سے چل نکلا۔ وہاں آپ نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شاندار مقبرہ اور دو مساجد بھی تعمیر کرائیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چورا شریف کا سفر

چورا شریف خانقاہِ عالیہ کے بانی حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ کا سلسلہ طریقت تین واسطوں سے ان تک پہنچتا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ حضرت قبلۂ عالم خواجہ محمد سلطانِ عالم رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت خواجہ محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ باولی شریف

۳۔ حضرت خواجہ خان عالم رحمۃ اللہ علیہ باولی شریف۔ جو حضرت نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں چورا شریف کی خانقاہ شریفہ کا بڑا احترام کیا جاتا ہے۔ کیوں کہ یہاں سے کثیر تعداد میں لوگوں نے روحانی فیض حاصل کیا۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ نے فرمایا کہ ہم چورا شریف دربارِ عالیہ میں حاضری کے ارادہ سے چھچیاں شریف سے گھوڑی پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ مہتہ (دینہ) میں مولانا محمد زمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پہنچے۔ گھوڑی کو وہیں چھوڑا۔ ان کو ساتھ لیا اور ریل گاڑی پر سوار ہو کر چورا شریف ریلوے اسٹیشن پر اترے۔ ان دنوں وہاں بزرگوں کا عرس تھا۔ جب ہم چورا شریف پہنچے تو کچھ لوگ وہاں عرس سے فارغ ہو کر واپس آ رہے تھے۔

وہاں کے جملہ مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے مزارات شریفہ ایک چار دیواری میں محصور ہیں۔ اس چار دیواری میں حضرت خواجہ نور محمد تیراہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ملا صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ سعید محمد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم مشائخ کے مزاراتِ شریفہ ہیں۔ صرف حضرت خواجہ زلفاں والے رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر گنبد ہے۔ ہم وہاں پیر قادر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین کے پاس بیٹھے تھے۔ وہ ناک میں نسوار چڑھانے کے عادی تھے۔ وہ نسوار چڑھانے کا عمل بار بار دھراتے رہے۔ حضرت خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کا عرس شریف تھا۔ کھانا تمام صاحبزادگاں کے گھروں میں الگ الگ تیار ہوا۔ مگر دعا ایک جگہ ہوئی۔ دعا کے بعد تمام صاحب زادگان کے مریدین اپنے اپنے پیر صاحب کے مہمان خانہ میں گئے۔ اور وہاں کھانا کھایا۔ اب یہ طریقہ متروک ہو چکا ہے۔ ہر صاحب زادہ صاحب اپنا اپنا عرس الگ کرتے ہیں۔

عرس شریف سے فراغت کے بعد ہم ریلوے اسٹیشن پر آئے۔ رات کی گاڑی پر سوار ہوئے۔ اور گولڑہ شریف اسٹیشن پر اترے۔ سخت سردی کا موسم تھا۔ پانی بے حد ٹھنڈا تھا۔ عشاء کی نماز کا آخری وقت تھا۔ وہاں کنوئیں سے پانی نکالا وضو کیا اور عشاء اور تہجد کی نمازیں ادا کیں۔ صبح کی نماز اسٹیشن پر ادا کی اور پھر مزار شریف پر آئے اور فاتحہ مسنونہ پڑھی۔ ان دنوں مزار شریف پر سنگ مرمر نصب کیا جا رہا تھا۔ پیر صاحب کی آمد کا وقت بارہ بجے تھا۔ لہٰذا ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔ پیدل راولپنڈی کے لئے روانہ ہوئے۔ میری رفتار خاصی تیز تھی۔ مولوی محمد زمان صاحب میری رفتار کا ساتھ نہ دے سکے۔ اور پیچھے رہ گئے۔ میں نے ان سے وظائف لے لئے۔ جب شہر قریب آیا تو انہوں نے دوڑ لگائی۔ اور مجھ تک پہنچ گئے۔ راولپنڈی کی جامع مسجد میں نماز ادا کی۔ ابھی نماز سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ ایک شخص نے ہمارے پیچھے کھڑے ہو کر پوچھا کیا آپ ختم شریف پڑھنے کے لئے ہمارے ساتھ چلیں گے؟ میں نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خیال کیا کہ وہ کسی اور شخص سے پوچھ رہا ہے۔ لیکن جب مڑ کر دیکھا تو اس نے کہا میں آپ سے پوچھ رہا ہوں۔ میں نے ہاں میں جواب دیا اور وہ ہمیں لے کر ایک گھر میں جا پہنچا۔ مسجد کے طالب علم پہلے سے وہاں موجود تھے۔ ختم شریف کے بعد گھر والوں نے خوب خاطر تواضع کی۔ اور ختم شریف پڑھنے والوں کو نقدی بھی دی۔ ایک صاحب آگے بڑھے اور وہ رقم وصول کر لی۔ اور کہنے لگے آپ ذرا ٹھہریں میں ریز گاری لے آؤں۔ ہم نے کچھ دیر تک انتظار کیا لیکن وہ ہمیں دھوکا دے کر چلا گیا اور واپس نہ آیا۔ ادھر ہماری جیب میں راولپنڈی سے دینہ تک ریل گاڑی کا کرایہ پورا نہ تھا۔ مغرب کی نماز ہم نے وہیں مسجد میں ادا کی لیکن اس نے نہ آنا تھا نہ آیا۔ ریلوے اسٹیشن پر پہنچے۔ ایک پولیس والے نے پیش کش کی کہ آپ بارہ آنے فی کس ادا کریں تو آپ کو دینہ تک پہنچا دوں گا۔ لیکن ہم نے اس کی پیش کش کو ٹھکرا دیا۔ رات بسر کرنے کے لئے احاطہ فضل الٰہی کی مسجد میں پہنچے۔ وہاں عشاء کی نماز ادا کی۔ نماز کے بعد وہاں انتظامیہ نے اعلان کیا کہ مسجد خالی کر دو۔ کوئی شخص مسجد میں نہ رہے۔ مسجد کے بیرونی دروازے کو مقفل کیا جائے گا۔ ہمارے انکار پر انہوں نے بتایا کہ مسجد صبح چار بجے تک مقفل رہے گی۔ اس وقت تک آپ کو اندر رہنا ہو گا۔ رات وہاں گذاری سخت سردی تھی۔ صرف ایک لوئی ہمارے پاس تھی۔ نیچے کھجور کی بنی ہوئی چٹائیاں تھیں۔ صبح کی نماز اس مسجد میں ادا کی۔ اور پیدل چل پڑے۔ سواں سے آگے ڈیڑھ دو میل پر بائیں جانب آبادی تھی۔ نمازِ اشراق وہاں ادا کی اور بچی کھچی روٹی کے ٹکڑوں سے ناشتہ کیا۔ اور روانہ ہوئے۔ روات تالاب کے کنارے پہنچے اب دھوپ تیز ہو چکی تھی۔ وہاں کچھ آرام کیا۔ اور کلیام اسٹیشن کی طرف چل پڑے۔ اسٹیشن ماسٹر نے بتایا کہ یہاں سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صرف مندرہ تک ٹکٹ ملے گا۔ وہاں سے آپ کو دوبارہ دینہ تک کا ٹکٹ لینا ہوگا۔ میں نے اس کو کہا ہم درویش آدمی ہیں۔ سادہ لوح ہیں۔ اتنا تردد ہم سے نہ ہو سکے گا۔ آپ مہربانی کر کے کاپی پر درج کر کے ٹکٹ بھی جاری کر دیں۔ وہ بڑا غصے والا شخص تھا۔ اس نے میرے کہنے پر ناک بھوں چڑھائی تاہم اس نے ہمیں دینہ تک کا ٹکٹ جاری کر دیا۔

خدا خدا کر کے دینہ آیا۔ وہاں اترے اور صوفی محمد قاسم صاحب کے ہوٹل پر آئے۔ انہوں نے ہماری حالت کو دیکھا تو بھانپ گئے۔ گرم بستر، حلوہ، چائے اور دیگر پر تکلف لوازمات سے ہماری تواضع کی۔ مہتہ سے گھوڑی منگوائی اور اس پر سوار ہو کر چچیاں شریف پہنچے۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غوث بی کا قضیہ

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز نے بیان فرمایا کہ کھڑی کے علاقہ میں ایک گاؤں کا نام عیدو پور ہے۔ وہاں کے ایک گوجر خاندان کے ایک میاں صاحب نے قاضی غلام محمد صاحب کی خالہ سے عقد کیا۔ اس نکاح سے ان کے ہاں ایک بچی پیدا ہوئی جس کا نام غوث بی رکھا۔ یہ بڑی ذہین اور عقل مند تھی۔ جب یہ جوان ہوئی تو اس کے والد کے خاندان سے ایک شخص میاں نور سے اس کا نکاح ہو گیا۔ میاں نور صاحب میاں نانگا کے نام سے مشہور تھے۔ یہ میاں نانگا صاحب کا دوسرا نکاح تھا۔ پہلی بیوی زندہ تھی۔ مگر وہ نرینہ اولاد سے محروم تھے۔

فرمایا میں جندروٹ میں بابا فوجدار خان رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں گیا۔ وہاں میں نے اپنے تخلیہ اور سنگیوں کی سہولت کے لئے چھپر بنوایا ہوا تھا۔ جہاں میں اپنے معمولات میں مصروف رہتا وہیں سنگیوں سے ملاقات بھی کرتا تھا۔ ایک روز غوث بی اپنی والدہ کے ہمراہ وہاں آئی۔ سنگیوں نے اس کا تعارف کرایا کہ بزرگوں کی اولاد ہے۔ اسے کچھ پڑھنے کے لئے تلقین کیا جائے۔ یاد نہیں پڑتا کہ اسے پڑھنے کو کیا بتایا۔ وہاں جنڈروٹ میں قیام کے دوران وہ چند مرتبہ پھر بھی آتی رہی۔

اتفاق کی بات ہے کہ کالا بن چھنگا نزد مینڈھر کا ایک شخص فضلا گوجر جو غوث بی کا رشتہ دار تھا اسے اغوا کر کے لے گیا۔ میاں نانگا صاحب نے دھرمسال کچہری میں اس کے خلاف اغوا کا دعویٰ دائر کر دیا۔ اور ساتھ ہی اس نے میرے خلاف یہ پراپیگنڈہ شروع کر دیا کہ غوث بی میرے پاس آتی رہی ہے۔ میں نے اسے کوئی وظیفہ بتایا ہے تاکہ اسے طلاق ہو جائے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا میں صوفی حیات علی صاحب کو ساتھ لے کر چھوٹا ناڑ گیا۔ ارادہ تھا وہاں رمضان المبارک گزارا جائے۔ صوفی صاحب کھانا تیار کیا کرتے تھے۔ صوفی فوجدار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ساتھ تھے۔ ایک دن میں اندر بیٹھا ہوا تھا صوفی فوجدار خان موجود نہ تھے۔ باہر سے با آوازِ بلند باتوں کا شور سنا۔ معلوم ہوا کہ میاں نانگا صاحب آئے ہوئے ہیں اور میرے متعلق کہہ رہے ہیں کہ میں نے اُن کی بیوی کو کوئی وظیفہ بتایا ہے تاکہ اسے طلاق ہو جائے۔ اور اس کا اغوا ہونا بھی اس کا نتیجہ ہے۔ اور وہ کہہ رہے ہیں کہ میں ان کے خلاف مقدمہ درج کراؤں گا۔ جب صوفی فوجدار خان صاحب کہیں سے واپس آئے تو ایک حجام نے ان کو اس صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر غضب ناک ہو گئے۔ اور اسی حجام کو پیغام دے کر میاں نانگا صاحب کے پاس بھیجا۔ ایسے بکواس کرنا بند کر دو۔ ورنہ میں تمہارے ٹکڑے کر کے اُبلتے تیل میں ڈال دوں گا۔ اور اس سے کہہ دینا کہ وہ گھوڑی اور بستر لے کر ادھر ہی سے گذرتا ہے۔ میں اس سے نپٹ لوں گا۔ بے اصل اور بے بنیاد باتیں کرتا پھرتا ہے۔

فرمایا میں نے صوفی صاحب کو منع کر دیا۔ اگلے روز میاں نانگا صاحب آئے اور ملنے کی خواہش کی۔ چناں چہ ہماری ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ میں آپ سے ملاقات کی غرض سے نہیں آیا بلکہ شکوہ کرنے آیا ہوں کہ آپ نے میری بیوی کو طلاق حاصل کرنے کے لئے کوئی وظیفہ بتایا ہے۔ میں اسے طلاق ہرگز نہ دوں گا۔ میں نے جواب میں کہا مجھے آپ کے اس معاملہ سے کوئی سروکار نہیں طلاق دیں یا نہ دیں آپ کی اپنی مرضی۔ ہمارے ہاں کوئی بھی آئے کوئی رکاوٹ نہیں۔ ہمارا کام مخلوق

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کوخدا تعالیٰ کی راہ پر لگانا ہے۔ انہوں نے جب میری بات سنی تو کہا اب مجھے تسلی ہو گئی ہے۔ میں نے انہیں اپنے ہاں قیام کرنے کو کہا مگر انہوں نے معذرت کر لی۔ اور کہا حقہ اور بستر بابا امام بخش کے ہاں بھیج دیا ہے وہیں جا کر قیام کروں گا۔ یہاں صرف گلہ شکوہ لے کر آیا تھا۔

اغوا کرنے والے شخص کے خاندان کے لوگ لڑکی کو جب کچہری میں تاریخ بھگتنے کے لئے لاتے تو اس کی حفاظت کیلئے بہت سے لوگ ساتھ آتے تھے کہ کہیں فریقِ مخالف لڑکی کو چھین کر نہ لے جائے۔ کچھ عرصہ کے بعد میاں نانگا صاحب مینڈھر گئے۔ وہاں ان لوگوں نے انہیں قابو میں کر لیا اور ان سے طلاق لے لی۔ اس طرح یہ معاملہ ختم ہو گیا۔

فرمایا تقسیم ہند کے بعد میں نے غوث بی کے بارے میں سنگیوں سے پتہ کرایا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ زندہ ہے۔ اور خاوند مر چکا ہے۔ اس کے بچے محکمہ تعلیم میں ملازم ہیں۔ اور خود غوث بی کا معمول بچوں کو قرآنِ مجید پڑھانا ہے۔ میں نے اس علاقہ کے ایک سنگی عبدالغنی صاحب کے ہاتھ کچھ اشیاء مثلاً جائے نماز وغیرہ اسے بھیجیں۔ مگر ان کو تاکید کر دی کہ پہلے اچھی طرح سے پڑتال کر لیں کہ یہ وہی غوث بی ہے جو ان بزرگوں کی اولاد سے ہے۔ انہوں نے تصدیق کرنے کے بعد اسے وہ تبرکات پہنچائے۔ ان کے بچوں نے خواہش ظاہر کی ویزا لگوانے کے بعد ہمارے ہاں آئیں گے۔ اور ملاقات کریں گے۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بابائے پونچھ کیپٹن سردار خان محمد سے ملاقات

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ نے فرمایا سردار خان محمد کو ان کے اصلاحی اور سماجی کاموں کے حوالہ سے بابائے پونچھ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آزاد کشمیر کی حکومت بھی ان کی یاد مناتی ہے اور اس دن سرکاری تعطیل ہوتی ہے۔ یہ ریٹائرڈ فوجی افسر تھے۔ ہندوستان میں برطانوی راج کے دوران گورنمنٹ کو بھرتی کے لیے افراد مہیا کرتے تھے۔ اس دور میں انہوں نے سُدھن ایجوکیشنل کانفرنس کے نام سے ایک تنظیم بنائی اور قبیلہ کے ذہین بچوں کیلئے تعلیمی وظائف مقرر کیے۔ اس طرح اس خاندان میں تعلیمی شعور بیدار کرنے میں بڑی مدد ملی۔ اس تنظیم کے وظائف کی بدولت بعض جوانوں نے بیرونِ ملک جا کر اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ یہ تنظیم اب بھی موجود ہے۔

فرمایا سردار صاحب اپنے ان فلاحی کاموں کی بدولت شہرت رکھتے تھے۔ اس لئے میں نے چاہا کہ ان کو دیکھوں۔ عبداللہ پور جپال کے سائیں سردار صاحب اور صوفی فوج دار خان صاحب میرے ہمراہ تھے۔ میں نے ساتھیوں کو کہہ رکھا تھا کہ میرا تعارف ان سے نہ کرائیں۔ کیوں کہ وہ دربارِ عالیہ چنچیاں شریف کے بارے میں عقیدت رکھتے تھے۔

ہم نے ان سے ملاقات کی تو انہوں نے بابا فوجدار خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے سائیں سردار صاحب کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے سائیں صاحب کے ایک رشتہ دار معروف سیاسی کارکن راجہ محمد اکبر خان ساکن عبداللہ پور جپال کے حوالہ سے تعارف کرایا۔ انہوں نے سائیں صاحب کو سر سے لے کر پاؤں تک غور سے دیکھا۔ اور پھر یوں گویا ہوئے ان لوگوں کا کیا فائدہ جو دوسروں پر بوجھ ہوں۔ انسان کو دوسروں کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز نے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا:

وہ معقولات ومنقولات کے بحرِ ذخار تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سفروں کی روداد کے سلسلہ میں حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر چند حوالوں سے کیا جن کی تفصیل ذیل میں ملاحظہ ہو۔

ا۔ فرمایا ایک دفعہ ہم پونچھ گئے۔ صوفی بابا فوجدار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے ساتھ تھے۔ وہاں ایک مسجد میں قیام تھا۔ مولوی عبدالرحمٰن کاٹ والے اس مسجد میں مدرس تھے جو وزیرآباد کے رہنے والے تھے۔ وہ بڑے علم والے تھے۔ صوفی فوجدار خان رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی واقفیت تھی۔ ایک دفعہ مولوی صاحب کو پیچش کی بیماری لاحق ہوگئی ہر چند کہ علاج کرایا فائدہ نہ ہوا۔ انہوں نے صوفی صاحب سے عرض کی کہ آپ اللہ والے ہیں۔ میرا علاج کریں۔ آپ نے ان کو چند تعویذ دیئے۔ اس وقت وہاں ایک شخص بیٹھا تھا۔ کہنے لگا یہ تعویذ کیا کام کریں گے؟ خدا کی قدرت کہ ان کے استعمال سے مولوی صاحب کو افاقہ ہوگیا۔ اس وجہ سے وہ صوفی صاحب کا احترام کیا کرتے تھے۔ ہم نے صوفی صاحب سے کہہ دیا کہ مولوی صاحب سے ہمارا تعارف نہ کروائیں۔ وہاں مسجد میں ایک طالب علم تھا جو وزیرآباد سے مولوی صاحب کے ساتھ آیا ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ ایک دفعہ ہم نے مولوی عنایت اللہ شاہ گجراتی کو تقریر کی دعوت دی۔ وہ وقت پر پہنچ آئے لیکن وہ بیچارے تھکے ہوئے تھے۔ آتے ہی کہنے لگے مجھے کچھ دیر آرام کر لینے دو۔ بعد میں تقریر کروں گا۔ گجرات میں ایک سرپھرا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مفتی آیا ہوا ہے۔اس کا نام احمد یار خان ہے۔وہ انجمن خدام الصوفیہ گجرات کے مدرسہ میں پڑھاتا ہے۔اس سے مناظرہ کرنا پڑا۔دورانِ مناظرہ اس نے میرا سر پھیر دیا ہے۔

۲۔ فرمایا ایک دفعہ ہم حضرت شاہ دولہ ولی کے مزار شریف (گجرات) پر گئے ہوئے تھے۔خیال آیا کہ مفتی صاحب کا درس قرآن سننا چاہیے۔وہ شیشہ والے چوک کی ایک چھوٹی سی مسجد میں صبح کی نماز کے بعد درس دیا کرتے تھے۔ہم جماعت کے وقت پہنچ گئے۔سردی کا موسم تھا۔مفتی صاحب آئے۔انہوں نے کمبل اوڑھ رکھا تھا۔ایک حافظ صاحب بھی ساتھ تھے۔نماز سے فارغ ہو چکنے کے بعد درس میں زیرِ بحث آنے والی آیتِ مبارکہ حافظ صاحب نے تلاوت کی۔یہ سورہ صف کی آخری آیت تھی جس میں حواریوں کا ذکر ہے۔درس سے فراغت پر مفتی صاحب نے جوتا اٹھایا اور باہر نکلنے لگے تو ہم ان سے ملے۔اور احتیاط الظہر پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا احتیاط الظہر پڑھ لینی چاہیے۔

۳۔ ایک اور مجلس میں آپ قدس سرہ نے فرمایا ہم ایک دفعہ مفتی احمد یار خان صاحب کا درسِ قرآنِ مجید سننے کے لئے ان کی مسجد میں گئے۔وہ بیان کر رہے تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سنت پر عمل کرنے کے بڑے حریص تھے۔وصال کے وقت آپ نے وصیت فرمائی کہ میں نے اپنی زندگی میں حتی الامکان سنت پر عمل کی کوشش کی۔لیکن ایک سنت پر عمل نہ کر سکا۔کیوں کہ میرا کوئی نواسہ نہ تھا۔لہٰذا میرے انتقال کے بعد اس سنت کی ادائیگی کا اہتمام کر دینا۔اور وہ سنت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے نواسہ نے آپ کی گود مبارک میں پیشاب کیا ہے۔میری فلاں بیٹی حاملہ ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خدا کے فضل سے اس کے ہاں بچہ کی پیدائش ہوگی شیر خوارگی کی حالت میں اسے میری قبر کے اوپر بٹھانا تا کہ وہ پیشاب کرے اور وہ سنت ادا ہو سکے۔

اس مجلس میں قاری محمد بشیر صاحب موجود تھے آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا آپ کو اس روایت کا علم ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ مفتی صاحب نے مشکوۃ شریف کی شرح میں یہ روایت درج کی ہے۔اور وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ بعد میں اسے دھو دینا۔

۴۔ حافظ فضل کریم صاحب نے ایک دفعہ راقم الحروف عفی عنہ کو بتایا کہ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ دربارِ عالیہ سلطانیہ جہلم سے مفتی صاحب کا درس سننے کی غرض سے گجرات تشریف لے گئے۔اور حافظ صاحب آپ کے ہمراہ تھے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت

آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا۔ ایک دفعہ ہم گھوڑی پر سوار ہو کر قمروٹی سے گزر رہے تھے۔ الحاج سائیں محمد اشرف صاحب ساتھ تھے۔ ہم نے دیکھا ایک شخص دور سے دوڑتا ہوا ہماری طرف آ رہا ہے۔ اور ہمیں پکار پکار کر کہہ رہا ہے ٹھہرو ٹھہرو۔ ہم نے سمجھا کہ کوئی پاگل اور فاتر العقل آدمی ہے۔ جب قریب آیا اس نے ملاقات کی اور کہنے لگا کیا تم ان کے بیٹے ہو جو ان پڑھ لوگوں کو اولیاء اللہ بنا دیا کرتے تھے؟

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چوہدری محمد دین صاحب کا حلقۂ ارادت میں داخلہ

سیدی و مرشدی حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مقبوضہ کشمیر کے پونچھ کے علاقہ میں چھجلہ نام کا ایک گاؤں ہے۔ یہاں کی گوجر برادری کا ایک آدمی محمد دین عرف محمدا تھا۔ وہ بڑے مضبوط اور تنومند جسم کا مالک تھا۔ بالکل اُجڈ اور اَن پڑھ تھا۔ جب ہم پونچھ کے علاقہ میں جایا کرتے تھے تو وہ ہماری مجالس میں آکر بیٹھا کرتا تھا۔ نماز کا عادی نہ تھا اس لئے نماز کے اوقات میں اٹھ کر چلا جاتا۔ اس نے دو نکاح کرر کھے تھے لیکن اولاد نہ ہوئی۔ وہ وسیع اراضی کا مالک تھا۔

اس کا معمول تھا کہ رات کے آخری حصہ میں حضرت بابا لار رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار اونچی آواز سے پڑھا کرتا تھا۔ آواز سریلی اور پرکشش تھی۔ سنگیوں کی خواہش تھی کہ وہ ہمارا پیر بھائی بن جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے دین کی طرف رجحان پیدا ہوا۔ نماز اور روزہ کا پابند ہو گیا۔ اور سلسلہ شریفہ میں داخل ہو گیا۔ دربارِ عالیہ چھچیاں شریف بھی آیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا سے عرض کی کہ حضرت صاحب آپ کے اکلوتے بیٹے ہیں۔ آپ کے لئے ان سے جدائی ممکن نہیں لیکن میرا دل یہ چاہتا ہے میں انہیں اپنے ساتھ مینڈر لے چلوں۔ میری وسیع اراضی ہے۔ جو ان کے سپرد کردوں۔ وہ عرس شریف کے لئے وہاں سے چاول لے کر آیا کرتا تھا۔ روزانہ دس پارے پڑھنا اس کا معمول تھا۔

1947ء میں اس نے اپنے آبائی وطن سے ہجرت کی۔ دونوں بیویاں ساتھ تھیں۔ جب پلاک پہنچے تو ہندوستان کے ہوائی جہاز حملہ کے لئے آگئے۔ قریب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چھچھرے کا ایک درخت تھا۔ وہ اس کے نیچے چلے گئے با آوازِ بلند قرآنِ مجید کی تلاوت شروع کردی۔ اس ابتلاء کے دور میں وہ دربار شریف نہ آئے۔ ان کا انتقال مانسرکیمپ میں ہوا۔ تلاش کے باوجود ان کی قبر کا پتہ نہ چل سکا۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مولوی کرم دین (غیر مقلد) سے گفتگو

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مولوی کرم دین صاحب میر پور کے رہنے والے تھے۔ زرگری ان کا پیشہ تھا۔ غیر مقلد فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جنہیں عام عرف میں وہابی یا غیر مقلد کہا جاتا ہے۔ اپنے عقیدہ کے سختی سے پابند تھے اور مناظرہ کرنا ان کی عادت تھی۔

فرمایا 1947ء کی تقسیم ہند کے تھوڑے عرصہ بعد کا واقعہ ہے کہ میں اپنے سنگی حاجی حیات علی صاحب کے ساتھ جہلم سے میر پور کی طرف بس پر سوار ہو کر آرہا تھا۔ اتفاق کی بات کہ مولوی کرم دین بھی اس بس میں موجود تھے۔ اور ان کی سیٹ گاڑی میں میرے ساتھ تھی۔ بحث مباحثہ ان کی زندگی کا محبوب مشغلہ تھا۔ اب قدرت نے ان کو موقع فراہم کر دیا تھا۔ مجھے ساتھ بیٹھا دیکھ کر یوں بات شروع کی۔ آپ کہاں رہتے ہیں۔ میں نے جواب دیا میر پور کے علاقہ میں۔ کہنے لگے میر پور شہر میں رہتے ہو یا کسی گاؤں میں۔ میں نے جواب دیا فتح پور گاؤں کے پاس ڈھوک چچیاں ہے۔ میرا گھر وہاں ہے وہیں رہتا ہوں۔ کچھ دیر خاموش رہے پھر اپنے محبوب موضوع کی طرف پلٹے۔ پوچھا آپ بریلوی ہیں یا دیوبندی؟ میں نے کہا بریلی اور دیوبند دو شہروں کے نام ہیں۔ وہاں دینی ادارے ہیں۔ میں نہ وہاں کا پڑھا ہوا ہوں اور نہ ہی وہاں کا باشندہ ہوں۔ میں تو میر پور کا رہنے والا ہوں آپ مجھے میر پوری کہہ سکتے ہیں نہ کہ بریلوی یا دیوبندی۔ لیکن وہ پیچھا چھوڑنے والے نہیں تھے۔ گویا ہوئے کوئی عالم ہو یا عامی۔ ان دو دھڑوں میں کسی کے ساتھ اس کا تعلق ضرور ہوتا ہے۔ اس دوران بس پل کے پار چونگی پر جا کر ٹھہری۔ وہ بوڑھے آدمی تھے پیشاب کی حاجت ہوئی۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نیچے اترے۔ بس میں ایک شخص سوار تھا۔ وہ مولوی صاحب کی عادت سے واقف تھا۔ مگر مجھ سے اس کا تعارف نہ تھا۔ کہنے لگا مولوی صاحب! آپ اس سے جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ بھی مولوی کرم دین ہے۔ آپ کا پیچھا چھوڑنے والا نہیں ہے۔ جب وہ دوبارہ بس میں داخل ہوئے تو انہیں ایک اور آدمی مل گیا۔ وہ تقسیم ہند کے بعد میرپور پر گذرنے والی کیفیت کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس وجہ سے انہوں نے میری طرف دوبارہ رخ نہ کیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علم دین قادیانی سے گفتگو

مولوی علم دین نامی کوٹلی کی کچہری میں عرائض نویس تھے۔ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار تھے۔ ہر شخص کو اپنے مذہب کی تبلیغ کیا کرتے تھے۔ مزاج میں غصہ بالکل نہ تھا۔

مرشدی و مولائی حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک بیع نامہ کے سلسلہ میں ماسٹر علی داد صاحب کے ساتھ کچہری میں گیا۔ پہلے میں جامع مسجد میں بیٹھا تھا۔ وقتِ مقررہ پر کچہری پہنچا تو مولوی علم دین سے سامنا ہو گیا۔ انہوں نے جونہی مجھے دیکھا اپنے مذہب کے ترجمان رسالہ الفضل کا ایک شمارہ میری طرف بڑھا دیا۔ میں شاید خاموش ہی رہتا لیکن حاجی ماسٹر علی داد صاحب کیلئے ضبط کرنا مشکل تھا۔ انہوں نے شمارہ میرے ہاتھ سے لیا اور نفرت بھرے انداز میں واپس پھینک دیا۔ اور کہنے لگے ہم تمہارے پاس الفضل پڑھنے کیلئے نہیں آئے۔ انہوں نے حاجی صاحب کی نفرت کا کوئی نوٹس نہ لیا اور اپنی باتیں شروع کر دیں۔ ان کی گفتگو کا مقصود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے جاری رہنے کا اثبات کرنا تھا۔ مولوی صاحب نے اپنے موقف کو ثابت کرنے کیلئے کہا کہ عام محاورہ میں اچھے کام پر خوش ہو کر کہا جاتا ہے آپ نے تو ختم ہی کر دیا وہاں ختم سے مراد یہ نہیں ہوتی کہ اب کام آگے نہیں چلے گا۔ میں نے کہا خاتم کا معنی مہر ہے۔ سورہ البقرۃ میں ہے خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ سورہ یٰسین شریف میں ہے اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ دونوں جگہوں میں لفظ ختم مہر کے معنوں میں ہے اور مہر ہمیشہ تحریر کے آخر میں ہوتی ہے۔ اس کے بعد تحریر کا کوئی جزو باقی نہیں ہوتا۔ لفافہ کو بند کر کے مہر لگا دی جاتی ہے جب مہر لگ جاتی ہے تو نہ کوئی

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چیز اس میں داخل کی جا سکتی ہے اور نہ ہی نکالی جا سکتی ہے۔ لفظ خاتم بھی انہی معنوں میں آیا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر اپنے مذہب کی ترجمانی شروع کر دی۔ اور کہنے لگے وہ وصال فرما چکے ہیں۔ ان کی قبر سری نگر کے محلّہ یار خانی میں ہے۔ وہ آسمانوں پر نہیں اٹھائے گئے۔ میں نے ان کو کہا کہ میں نے تاریخ کی کتاب پڑھی ہے کہ وہ کسی بادشاہ کی قبر ہے مگر وہ ماننے والے کب تھے۔ وہ مسلسل اپنے خیالات اور نظریات کے اثبات پر بولے جا رہے تھے۔

انہوں نے اپنے مذہب کے برحق ہونے کی ایک دلیل یہ بھی دی کہ ہمارے مذہب کو مسلسل ترقی ہو رہی ہے۔ اگر ہم باطل نظریات پر ہوتے تو مٹ جاتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ہاں صداقت پر ہیں۔ میں نے کہا چور، ڈاکو، زانی وغیرہم مجرمین اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ نہیں ہیں۔ اس کے باوجود ان کو اللہ تعالیٰ نے ڈھیل دے رکھی ہوتی ہے۔ دنیوی معاملات میں ترقی اللہ تعالیٰ کے ہاں پسند و ناپسند کا معیار نہیں۔ یہ فیصلہ قیامت کے روز ہوگا۔

یہ واقعہ ذکر فرما کر آپ نے حاضرین مجلس کو ارادہ اور عقیدہ کی پختگی کی اہمیت کے بارے میں فرمایا یہ لوگ باطل عقیدہ پر ہونے کے باوجود کتنے پختہ ہوتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے برصغیر کے مشہور خطیب اور مجلس احرار کے رہنما مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری کا ایک قول نقل فرمایا کہ ایک دفعہ انہوں نے اپنی تقریر کے دوران کہا میں قربان جاؤں ابوجہل کے ارادے اور عقیدے کی پختگی پر۔ سر کٹا لیا لیکن اس نے اپنی ضد نہ چھوڑی۔ کاش ہم حق پرستوں کو اس کی طرح ایمان کی پختگی نصیب ہو جائے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مشہور ڈاکو سے ملاقات

فرمایا ڈھانگری میں دو مشہور ڈاکو رہتے تھے۔ دونوں آپس میں بھائی تھے۔ ایک جاموں کے نام سے اور دوسرا گاموں کے نام سے معروف تھا۔ دور دور تک ان کی ڈاکہ زنی کی شہرت تھی۔ ایک دفعہ بار کے علاقہ کا ایک چور ان کے پاس آیا اور کہنے لگا میں تمہاری شہرت سن کر آیا ہوں۔ مجھے اپنا فن دکھاؤ۔ ان میں سے ایک بھائی پیڑھے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اپنے ہنر کا مظاہرہ کرنے کیلئے اس نے اس کو اچھالا تو وہ پیڑھے سمیت مکان کی چھت پر تھا۔

فرمایا میں گھوڑی کی تلاش میں ان کے ہاں گیا۔ اس وقت ان میں سے ایک زندہ تھا اور دوسرا فوت ہو چکا تھا۔ زندہ ڈاکو بھی بوڑھا ہو چکا تھا۔ نماز سے فراغت کے بعد وہ بیٹھا ہوا تھا۔ اور ذکر میں مصروف تھا۔ آخری عمر میں وہ روپڑ شریف والے بزرگوں کے ایک خلیفہ بابا وزیر خان رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر ڈاکہ زنی سے تائب ہو چکا تھا۔ انہوں نے اسے کہا کہ تم نے جن جن لوگوں کی چوری کی ہے ان سے معافی مانگو یا ان کا مال واپس کرو۔ یہ حقوق العباد میں سے ہے جو معاف نہیں ہو سکتا۔ اس نے جواب میں معذوری کا اظہار کرتے ہوئے کہا مال پاس نہیں کہ لوٹا سکوں۔ نیز اعتراف واظہار سے گرفتار ہونے کا خدشہ ہے۔ جس کا خطرہ مول لینے کی ہمت نہیں اس کا کہنا تھا کہ اب اللہ تعالٰی کے فضل پر آس لگائے بیٹھا ہوں۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کپتان شان خان سے ملاقات

حضرت بابا صوفی فوج دار خان رحمۃ اللہ علیہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ مجاز تھے۔ آپ بڑے متقی اور پرہیزگار انسان تھے۔ کسٹم کے محکمہ میں ملازم تھے۔ اس سلسلہ میں آپ کی تقرری چھچھن چیک پوسٹ پر تھی۔ ہمارے حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس چیک پوسٹ اور اس کے محل وقوع کے بارے میں آپ نے فرمایا۔

یہ پہاڑی علاقہ ہے۔ رستہ سنگلاخ اور بڑا دشوار گذار ہے۔ میدانی علاقوں کے رہائشی لوگوں کیلئے وہ سفر بڑا دشوار اور پریشانی کا باعث ہے۔ سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے ہم وہاں پہنچے۔ اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ اس چیک پوسٹ پر دو کمرے ان کی تحویل میں تھے۔ ایک میں سرکاری کاغذات اور دفتر تھا اور دوسرے میں آپ کی رہائش تھی۔ رہائشی کمرے میں ہی نماز باجماعت کا بندوبست کر رکھا تھا۔ اوراد و وظائف اور مراقبات و ذکر کا شغل اسی کمرے میں کیا کرتے تھے۔ علاقہ میں سدھن برادری کی آبادی زیادہ تھی۔ آپ نے اپنے کردار کی خوبی کے باعث اس علاقہ کو اپنا گرویدہ بنا رکھا تھا۔ لوگ آپ کا بے حد احترام کیا کرتے اور اپنے اہم معاملات میں آپ سے مشورہ کیا کرتے تھے۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ کے اسی چیک پوسٹ پر قیام کے دوران آپ کی ملاقات کپتان شان خان سے ہوئی۔ جو اس علاقہ کی ایک با اثر شخصیت تھے۔ آپ نے کپتان صاحب کے بارے میں یوں فرمایا۔

کپتان شان خان سے میری ملاقات اسی جگہ ہوئی۔ اس وقت انہوں نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ملازمت کو خیر باد کہہ دیا تھا۔ اور ٹھیکداری کیا کرتے تھے۔ بابا فوجدار خان رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بے تکلف دوست اور عقیدت مند تھے۔ ان کا جسم بہت بھاری تھا۔ موٹاپے کو کنڑول کرنے کے لئے وہ پورا دن چیلی اور کدال سے اپنی زمین میں محنت اور مشقت کیا کرتے۔ ان کے رات اور دن کے مشاغل میں بہت تفاوت تھا۔ دو آدمیوں میں سے ایک ان کو رات کو دیکھتا اور دوسرا دن کو دیکھتا تو دونوں کی آراء بالکل متضاد ہوتیں۔ ان کا طریقہ تھا کہ رات کو وہ بہت وقت لے کر بیدار ہوتے اپنے رب کے حضور بڑی زاری کیا کرتے تھے۔ مگر جب دن ہوتا تو ان کا لبادہ بدل جاتا۔ دن میں لیڈری کی پوری شان و شوکت جلوہ گر ہو جاتی۔ آواز میں گرج اور رُعب و داب تھا۔ دنیوی امور میں ان کا انداز دنیادارانہ ہوتا جو اس علاقہ کی رسم و رواج تھا۔

فرمایا میرے چھچھن کے قیام کے دوران ان کی اہلیہ کا انتقال ہو گیا۔ رشتہ دار عورتوں اور تعلق داروں نے اس پر آہ و بکا کرنا شروع کر دی۔ کپتان صاحب اندر آئے یہ منظر دیکھا اور کڑک کر بولے خاموش ہو جاؤ۔ کیا تمہیں اسی کام کے لئے تعلیم دلائی ہے؟ قرآنِ مجید پڑھو۔ ان کی گرجدار آواز نے ماحول کو بالکل بدل ڈالا۔ آہ و بکا اور چیخ و پکار ختم ہوئی اور قرآن خوانی شروع ہو گئی۔

بابا فوج دار خان رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ مرحومہ بڑی نیک خاتون تھیں۔ کپتان صاحب کی شب بیداری اور عبادت اس بی بی کے تعاون کا نتیجہ تھی۔ جب وہ زندگی سے مایوس ہو گئیں تو اپنا زیرِ استعمال قرآنِ مجید جناب بابا صاحب کے پاس بھیج دیا اور عرض کی آپ اس پر تلاوت کیا کریں۔

فرمایا اپنی اہلیہ کی وفات کے بعد وہ میرے پاس آئے ان کے ساتھ ایک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چھوٹا سا بچہ تھا۔ جس کا رنگ گورا تھا۔ انہوں نے بتایا یہ میرا بیٹا ہے۔ ہم دونوں سرائے عالم گیر جائیں گے۔ وہاں ایک بچہ ملٹری کالج میں زیرِ تعلیم ہے۔ اسے اس کی والدہ کی موت کی خبر نہیں دی۔ کیوں کہ ہمارا علاقہ دور افتادہ ہے، رستہ دشوار ہے، وہاں بروقت پہنچنا بہت مشکل ہے۔ نیز اس طرح اس کی پڑھائی کا حرج بھی ہوتا تھا۔ اب اس کے چھوٹے بھائی کو ساتھ لے کر جا رہا ہوں وہاں پہنچ کر اسے والدہ کی وفات کی خبر دوں گا۔ وہ یقیناً آہ و بکا کرے گا۔ لیکن کچھ میرے سمجھانے اور کچھ بھائی کو دیکھنے سے اس کی تسلی ہو جائے گی۔

فرمایا کپتان شان خان کا خاندان اب وہاں سے ہجرت کر کے ہولاڑ کے قریب آباد ہے۔ اس کے دو لڑکے ہیں وہ دونوں ٹھیکیداری کرتے ہیں۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چورہ شریف کے صاحب زادہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کی کوٹلی آمد

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا 1947ء میں چورہ شریف کے صاحب زادہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ مینڈر سے کوٹلی آئے۔ مولوی نور محمد صاحب آپ کے مرید تھے۔ محکمہ جنگلات کے ایک شخص نے ان کی دعوت کی۔ اسے تشویش تھی کہ ان کے ساتھ نہ معلوم کتنی مخلوق آجائے گی۔ اور وہ شاید ان کے لئے بندوبست نہ کر سکے۔ لیکن صاحب زادہ صاحب نے یہ کہہ کر ان کو تسلی دی کہ ہم صرف پانچ چھ آدمی ہوں گے زیادہ نہیں۔

میری ان سے ملاقات ہوئی۔ اور ان کو کھانے کی دعوت دی لیکن انہوں نے قبول نہ کی اور کہا اگر ممکن ہو تو پلندری تک سواری کا بندوبست کر دیں۔ فرمایا میں نے کپتان فضل الٰہی صاحب کا خچر ان کی سواری کیلئے تیار کرایا جو خوب فربہ تھا۔ الحاج سائیں محمد اشرف صاحب کو ان کے ساتھ روانہ کیا۔ مقصد یہ تھا کہ رستہ بھر ان کی دیکھ بھال کریں گے اور منزلِ مقصود پر پہنچا کر خچر کو واپس لے آئیں گے۔ انہیں ہدایت کی کہ گُلہ پہنچ کر ان کو ٹھہرائیں، سنگی ساتھیوں سے کہیں کہ ان کی خدمت خاطر کریں۔ رات کو وہیں قیام کریں۔ چناں چہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ دوسرے روز صاحب زادہ صاحب پلندری اپنے ساتھیوں سے جا ملے۔ اور حاجی محمد اشرف صاحب واپس آ گئے۔

فرمایا ہمیں بعد میں معلوم ہوا کہ حاجی صاحب کھانا کھائے بغیر اس سفر پر روانہ ہو گئے۔ مگر اشارتاً بھی اس کا اظہار انہوں نے نہیں کیا۔ اس پر ہمیں افسوس ہوا۔ رستہ میں وہ کچے چنے چباتے رہے۔

پروگرام یہ طے ہوا تھا کہ وہ کوٹلی میں گنبد والی مسجد میں نمازِ جمعہ پڑھائیں گے انہوں نے وہاں جمعہ پڑھایا اور تقریر کی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۹۴۷ء میں عارضی نقل مکانی

فرمایا ۱۹۴۷ء کا زمانہ بحرانی دور تھا۔ ایک دن یہ افواہ بڑے زور و شور سے پھیل گئی کہ سکھ ہمارے علاقہ میں حملہ کرنے کیلئے آ گئے ہیں اس سے لوگوں کا اضطراب اور بے چینی فطری امر تھا۔ لوگ اپنے اپنے بچاؤ کی فکر میں گرفتار ہو گئے۔ لوگوں نے دریا عبور کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ ہر کوئی یہ چاہتا تھا کہ سامان زیادہ سے زیادہ ساتھ لے جائے۔ فرمایا اس دوران ہم نے ایک عورت کو دیکھا کہ اپنے ساتھ دو بچوں کو لئے چلی جا رہی ہے اور سر پر مختصر سے سامان کی ایک پوٹلی رکھی ہوئی ہے۔ دوسرے لوگوں سے بے نیاز اپنی دنیا میں مگن تھی۔ جب کہ اور لوگوں میں سے ہر کسی نے زیادہ سے زیادہ سامان اٹھایا ہوا تھا۔ ایک اور عورت نے اس کی حالت دیکھی تو کہنے لگی بعض اوقات غریبی بھی کام آ جاتی ہے۔

فرمایا اس اضطرابی حالت میں ہم بھی چچیاں شریف سے روانہ ہو کر بیلی بٹھار میں برادرِ طریقت سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں چلے آئے۔ اسی دوران میر پور سے کچھ آدمی آئے جو بظاہر محکمہ تعلیم کے ملازم معلوم ہوتے تھے۔ انہوں نے آ کر لوگوں کو یقین دلایا کہ مسلمان فوج نے ہندوؤں اور سکھوں کے گرد گھیرا ڈال دیا ہے۔ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا تمام لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں۔

فرمایا اس افراتفری اور نفسانفسی کے دور میں بھائی سیف الدین نے کہا خدا نہ کرے اگر کوئی ایسی ضرورت پیش آ گئی تو اس وقت اپنے گھر کو کون دیکھے گا؟ پیر خانہ کی حفاظت ہی ہماری توجہ کا مرکز ہو گی۔ وہ بڑے ذاکر تھے۔ ایک دفعہ دورانِ ذکر وجد میں آ گئے اور دریا میں گر پڑے جب ھو اللہ کی دوسری ضرب لگائی تو پانی سے باہر تھے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سائیں حکم داد رحمۃ اللہ علیہ کی چند باتیں

سائیں حکم داد کے گاؤں کا نام بل کھیڑی ہے جو ڈڈیال کے علاقہ میں ہے۔ راجپوت خاندان سے تعلق تھا۔ اور اپنے گاؤں کے نمبردار تھے۔ پہلے شاید گولڑہ شریف سے بیعت تھے۔ لیکن بعد میں ایک مجذوب سید چراغ شاہ صاحب کی مجلس اختیار کر لی۔ اور ان سے ایسا اثر قبول کیا کہ ان کا رنگ ڈھنگ طبیعت پر غالب آ گیا۔ نماز روزہ کے پابند رہے اور قرآنِ مجید بھی پڑھا کرتے تھے۔ لیکن پاؤں سے ننگے رہا کرتے تھے۔ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز سے ملتے تھے۔ آپ نے ایک مجلس میں ان کے اقوال بیان فرمائے ان سے ان کی طبیعت کی کچھ عکاسی ہوتی ہے۔ فرمایا

۱۔ میں نے ان سے پوچھا آپ نے شاہ صاحب (سید چراغ شاہ) کا مقبرہ بنوایا ہے۔ تو انہوں نے جواباً کہا ہمارے مقبرے بنوانے کا ان کو کیا فائدہ؟ البتہ محبت اور عقیدت کا تقاضا ہوتا ہے کہ محبوب کی جگہ اچھی ہو۔

۲۔ میں نے کہا آپ ہر موسم میں پاؤں سے ننگے ہوتے ہیں۔ موسم گرما میں بچھو بکثرت ہوتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا بہت کوشش کرتا ہوں کہ جان چھوٹ جائے مگر کچھ بن نہیں پڑتا۔

۳۔ انہوں نے کہا انسان جب سیدھے رستے سے پھسلنے لگتا ہے تو پہلے (شیطان) کا پیغام آتا ہے۔ تجھے اس تابعداری سے کیا فائدہ؟ کیوں اپنا وقت ضائع کرتے ہو۔ پھر انسان بددل اور بدگمان ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت حاجی بقا محمد رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت اور حادثہ

فرمایا ایک دفعہ حاجی بقا محمد رحمۃ اللہ علیہ کڑتی والے شدید علیل ہو گئے۔ انہیں خفقان کا عارضہ تھا۔ جس کے باعث وہ شدید پریشان بلکہ زندگی سے ناامید ہو گئے تھے۔ انہوں نے مجھے ملاقات کے لئے یاد کیا۔ ان ہی ایام میں مولوی محمد اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ جو نارووال میں اقامت پذیر تھے، نے حضرت قبلۂ عالم والد ماجد قدس سرہ العزیز کے عرس کی تقریب کا اہتمام کر رکھا تھا۔ اور مجھے بھی اس میں شرکت کے لئے کہہ رکھا تھا۔

والدہ ماجدہ حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا فرمانے لگیں حاجی صاحب کو دیکھ آؤ وہ بیمار ہیں۔ چناں چہ ہم ان کی ملاقات کو گئے۔ وہ سخت تکلیف میں مبتلا تھے۔ چند روز تک میں وہاں رہا۔ ان کو افاقہ ہوا تو واپسی کا سفر اختیار کیا۔ انہوں نے مجھے خلیل آباد کالونی کے قریب بس پر سوار کیا۔ اس وقت اس کالونی کا نام و نشان نہ تھا۔ میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تھا۔ میرے پاس وظائف اور پتلی سی چادر تھی۔ بس میں ایک شخص میرا شناسا تھا جس کا نام محمد شریف تھا۔ اس کے ساتھ شاید اس کی بہن تھی۔

ڈرائیور عمر رسیدہ شخص تھا۔ اس کی حرکات سے پتہ چلتا تھا کہ اسے گاڑی پر اعتماد نہیں تھا۔ گاڑی جب پونچھ پہنچی جہاں سے سڑک ڈڈیال کو جاتی تھی تو ڈھلوان پر ڈرائیور نے سواریوں کو بتایا کہ بریکیں فیل ہو چکی ہیں۔ جب لوگوں کو یہ پتہ چلا تو بس میں ایک شور مچ گیا۔ مجھے خیال آیا کہ کھڑکی کھول کر نیچے کود جاؤں لیکن اترائی کے باعث اس کی رفتار بہت تیز تھی۔ ایسا کرنا ممکن نہ تھا۔ ڈرائیور نے زیادہ نقصان سے بچنے کے لئے بس کا رخ پہاڑی کی طرف کر دیا وہ اس سے ٹکرا کر الٹی ہو گئی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حادثہ سے پہلے پنجاب کی ایک عورت کہہ رہی تھی کہ یہ بڑی نکمی بسیں ہیں بسیں تو ہمارے پنجاب کی ہیں۔ اس حادثہ میں اس کے سر پر چوٹیں لگیں اور اس کا سر پھٹ گیا۔ وہ بس والوں کو گالیاں دینے لگی۔ بہت سے اور افراد بھی زخمی ہو گئے۔ بس میں سب سے پہلے میں باہر آیا۔ ایک طرف ایک پتھر پر جا کر بیٹھ گیا۔ میرے پاؤں پر چوٹ آئی تھی۔ وہ سوچنے لگا۔ قریب ہی فوج کے جوان اپنی مشقوں میں مشغول تھے۔ انہوں نے پہنچ کر سواریوں کو نکالا۔ زخمیوں کو پہلے پیچھے سے آنے والی گاڑیوں میں بٹھایا۔ انہوں نے مجھے بھی ایک ٹرک پر سوار کیا۔ میرا ایک جوتا، وظائف اور چادر بس میں رہ گئے تھے وہ محمد شریف نکال لایا اور میرے سپرد کئے۔ ٹرک پر بڑی مشکل سے سوار ہوا میرپور کھڈ کے قریب اس سے اترا۔ درد کی شدت کے باعث زمین پر لیٹ گیا۔ پھر بزرگوں کا خیال آیا کہ انہوں نے بڑی بڑی تکالیف میں ہمت نہ ہاری۔ یہ سوچ کر اٹھا اور چلنا شروع کر دیا۔ تھوڑا چلا تھا کہ کالج کا ایک طالب علم ملا اسے گھر میں یہ پیغام پہنچانے کے لئے کہا کہ صحت خراب ہے لہٰذا گھوڑی لے کر آؤ۔ پیچھے سے خانو (خان محمد) نمبردار گدھی لئے ہوئے آ گیا۔ اس نے بتایا کہ میں بازار گیا تھا۔ کسی نے بتایا کہ آپ تکلیف کے باعث رستہ میں لیٹے ہوئے ہیں۔ میں سودا خریدنے کا ارادہ ترک کر کے آپ کو گھر تک لے جانے کے لئے آیا ہوں۔ میں سوار ہوا اور چل دیئے۔ گھر میں میری علالت کی خبر ملی تو حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا بڑی پریشان ہوئیں۔ خدام میں سے جس کو پتہ چلا وہ خیریت کی خبر معلوم کرنے چل پڑا۔ آخر گھر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پہنچے۔ ہڈی جوڑ کے ماہر کو بلوایا۔ اس نے پاؤں کا علاج کیا۔ تقریباً سترہ دن میں صاحبِ فراش رہا۔ اس دوران باوا فقیر محمد پوٹھیہ رحمۃ اللہ علیہ نے میری بڑی خدمت کی۔ وہ مجھے اٹھا کر رفعِ حاجت کیلئے لے جاتے، وضو کراتے، اٹھا کر نماز کی ادائیگی کے لئے صف میں لا کر بٹھایا کرتے تھے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت مفتی محمد امین مدظلہ کی پہلی ملاقات اور بیعت

مولوی محمد اکبر علی پاک پتنی رحمۃ اللہ علیہ کا آبائی گاؤں مقبوضہ کشمیر میں تھا۔ اس حصہ پر بھارت کے غاصبانہ قبضہ کے بعد آپ کو وہاں سے ہجرت کرنا پڑی۔ چناں چہ وہ نارووال کی مضافاتی بستی نارنگ منڈی میں کچھ عرصہ تک مقیم رہے۔ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس کرنا ان کا معمول تھا۔ اب نارنگ منڈی میں اس کا اہتمام کیا۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ نے فرمایا کہ مولوی صاحب موصوف کا اصرار تھا کہ میں عرس کی اس محفل میں شرکت کروں۔ چناچہ میں نے شرکت کی حامی بھر لی۔ نکہ کرٹی سے واپسی پر جب صحت پھر سے بحال ہوئی میں شرکت کے لئے روانہ ہوا۔ درج ذیل سنگی اس سفر میں میرے ہمراہ تھے۔

۱۔ صوفی حاجی حیات علی صاحب ۲۔ حاجی فیض عالم تاج پوری صاحب

۳۔ حاجی بوستان خان صاحب

عرس کی تقریب کا اہتمام نارنگ منڈی کے سکول میں کیا گیا تھا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو ماسٹر عبدالغنی۔ بی۔ اے۔ منشی فاضل تقریر کر رہے تھے۔ وہ سنجیدہ آدمی تھے۔ ابتداء میں ان کی بیعت حضرت سید جماعت علی شاہ ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ ان کے وصال کے بعد ماسٹر صاحب نے کچھ اسباق مولوی صاحب سے بھی حاصل کر رکھے تھے۔ اس وقت وہ بیعت کے موضوع پر وعظ کر رہے تھے۔ اس ضمن میں نام نہاد صوفیوں اور خود ساختہ ولیوں کی تردید کر رہے تھے۔ حضرت مفتی محمد امین مدظلہ العالی کی اولین ملاقات آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اسی تقریب کے موقع پر ہوئی تھی۔ مفتی صاحب خود اپنی بیعت کی روداد یوں تحریر کرتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر (پہلی ملاقات کے) چند ماہ بعد پتہ چلا کہ چھچیاں شریف (یہ آزاد کشمیر میں میر پور سے اندازا تین میل مغرب کی جانب ایک گاؤں مبارک ہے) وہاں بھی میرے آقائے نعمت کے درِ دولت پر حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہونے والا ہے۔

فقیر کو یہ سن کر کہ عرس مبارک ہو رہا ہے حاضری کا شوق پیدا ہوا۔ اور فقیر قافلہ کے ہمراہ چھچیاں شریف حاضر ہوا۔ فقیر نے جناب صاحب زادہ نقشبند کے والد ماجد سے عرض کیا کہ میں مرید ہونا چاہتا ہوں۔ لہٰذا میرے لئے سفارش کریں کہ حضور مجھے غلامی میں لے لیں۔ جب انہوں نے فقیر کے متعلق عرض کیا تو فرمایا وہ مولوی ہیں۔ لہٰذا کسی عالمِ دین سے بیعت ہو جائیں۔ نیز اتنی دور پتھروں پہاڑوں میں آنا بڑا مشکل کام ہے بہتر ہے کہ وہ وہیں قریب ہی کسی سے بیعت ہو جائیں۔ پھر جب ہمارا قافلہ روانہ ہونے لگا تو میرے آقائے نعمت ہمیں باہر وداع کہنے کے لئے ساتھ ہو لئے۔

الحاصل جب ہمارا قافلہ چھچیاں شریف سے باہر نکلا تو فقیر کو زاری شروع ہو گئی۔ فقیر چلتا بھی رہا اور منہ چھپا کر روتا بھی جا رہا تھا۔ منہ اس لئے چھپا رہا تھا کہ شرکائے قافلہ کیا کہیں گے۔ لیکن جب وہ حد مقررہ آ گئی اور میرے آقائے نعمت نے الوداعی معانقہ کرنا چاہا تو دیکھا کہ سب رو رہے ہیں۔ اور سب کی داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہیں۔ پھر پتہ چلا کہ یہ سارا تصرف میرے آقائے نعمت کا ہے۔

دوسرے سال عرس کے ایام آئے تو فقیر قافلہ کے ساتھ پھر چلا اور حاضر ہو گیا اور پھر جناب صاحب زادہ صاحب کے والد ماجد سے بیعت کے متعلق عرض کیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور جب فقیر کی عرض دربار میں پیش ہوئی تو پھر پچھلے سال والا ارشاد دہرایا گیا۔ فقیر مایوس ہو گیا۔ لیکن دوسرے روز جب اشراق کا وقت ہوا تو فقیر کو پیغام پہنچا تجھے حضور یاد فرمارہے ہیں۔ اور جب حاضر ہوا تو فرمایا آجاؤ اور میرے آقائے نعمت نے فقیر کو غلامی میں لے لیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ حَمْدَ الشَّاکِرِیْنَ. وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْعَالَمِیْنَ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ.

(مکاتیب الفردوس) ج ۳ ص ۳۷۷ تا ۳۸۹

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ نے فرمایا میرے اس استفسار پر کہ آپ پہلے بھی کہیں بیعت ہیں مفتی صاحب نے کہا میں تجدیدِ بیعت کی درخواست کر رہا ہوں نہ کہ تنسیخ بیعت کی۔ اور مفتی صاحب پہلے للہ شریف والوں کے دست گرفتہ تھے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نظام المدارس سلطانیہ کا نیلہ بٹ

وضاحت: تقسیمِ ہنداور قیامِ پاکستان کے وقت ریاست کشمیر کے راجہ نے غیر قانونی انداز میں اپنی ریاست کا الحاق ہندوستان سے کرنے کا اعلان کر دیا۔ جس کی بنا پر ریاست کے مسلمان باشندوں میں غیظ و غضب کی لہر دوڑ گئی۔ انہوں نے ریاست کے ہندوستان سے غیر قانونی الحاق کے خلاف اور کشمیر کے پاکستان سے الحاق کے حق میں مسلح جدوجہد کا آغاز کر دیا۔ آزاد کشمیر کی سیاسی جماعت مسلم کانفرنس کے دعوے کی رو سے اس مسلح تحریک آزادی کا آغاز جناب سردار محمد عبدالقیوم خان نے نیلہ بٹ کے مقام پر پہلی گولی چلا کر کیا۔ اسی پس منظر میں کسی تحریک کے مقامِ آغاز کو عرفِ عام اور محاورہ میں اس تحریک کا نیلہ بٹ کہا جانے لگا۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا۔ جمال پور والی مسجد ہمارے نظام کا نیلہ بٹ ہے۔ مولانا محمد نذیر رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد علی صاحب ساکن گلہار شریف یہیں سے فیصل آباد کے جامعہ رضویہ میں حصولِ علم کے لئے روانہ ہوئے۔ مولانا محمد نذیر رحمۃ اللہ علیہ محکمہ پولیس کے ملازم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے دین کی خدمت کا کام لینا تھا تو ان کے دل میں علمِ دین کے حصول کا شوق پیدا ہوا۔ اسی مسجد سے ان کو روانہ کیا۔ انہوں نے سات سال میں اپنی تعلیم مکمل کی اور وہاں سے ایک اچھے محنتی استاد بن کر نکلے۔ دورانِ تعلیم ان کو بڑی آزمائشوں سے گذرنا پڑا۔ ہم مکتب طلبہ سے طعنے سنے وہ کہا کرتے تھے کہ یہ بڈھا طوطا کیا پڑھے گا۔ آپ کے اشتیاق نے ان تمام مشکلات پر قابو پانے کا آپ کو حوصلہ دیا۔

فیصل آباد کی جانب ان کی روانگی کی تاریخ ۴ یا ۱۵ جون ۱۹۵۴ء ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مولانا سیف علی کو تدریس کی دعوت اور ان کی معذرت

مولانا سیف علی رحمۃ اللہ علیہ دھروتی علاقہ نکیال کے رہنے والے تھے۔ درسِ نظامی کی تدریس میں مہارت رکھتے تھے۔ اہلِ سنت کے متوارث عقائد اور نظریات کے حامل تھے۔ جدید نظریات اور نو پید عقائد سے سمجھوتہ کرنا ان کے بس میں نہ تھا۔ دیہات میں نمازِ جمعہ کے جواز کے قائل نہ تھے۔ علاقہ تھکیالہ اور پڑاوہ کے علمائے کرام میں سے اکثر ان سے فیض یافتہ تھے۔ ان کے شاگردوں کی تعداد کثیر تھی۔ ان کا انتقال دھروتی میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ کی ان سے ملاقات رہی۔ آپ نے مولوی صاحب کو گلہار شریف میں تدریس کی دعوت دی۔ انہوں نے پہلے ہاں کر لی۔ لیکن بعد میں معذرت کر دی اور کہنے لگے کہ دربارِ عالیہ کا ماحول بڑا سنجیدہ ہے اور سنجیدگی کو برقرار رکھنا میرے بس کی بات نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ میری کوئی حرکت آپ کی ناگواری کا باعث بنے جو میرے حق میں ٹھیک نہ ہو گی۔

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولوی سیف علی صاحب کی طبیعت میں بذلہ سنجی کا عنصر غالب تھا۔ بعض اوقات عام محفل میں وہ ہر قسم کے رکھ رکھاؤ کی پرواہ نہ کر پاتے اور عامیانہ سی بات کہہ دیتے۔ انہوں نے اپنی کمزوری کے باعث معذرت کر لی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نظامِ سلطانیہ کے اولین استاد

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حضرت خواجہ عالم قدس سرہ نے فرمایا استاذ محمد حسن صاحب ہمارے قافلۂ حفاظ کے ہراول دستہ میں سے ہیں۔ سب سے پہلے دربارِ عالیہ کی طرف سے حفظ کرنے کیلئے دو حضرات کو مامور کیا گیا۔ ان میں ایک استاد محمد حسن صاحب ہیں اور دوسرے کا نام حافظ محمد منظر صاحب تھا۔ جن کا انتقال عین جوانی کے عالم میں ہوگیا۔

یہ وہ دور تھا کہ والدین حصولِ علم کیلئے بچوں کو اپنے سے جدا کرنا گوارا نہ کرتے تھے۔ نہ ہی آج کل کی طرح حفظِ قرآن مجید کی سہولیات میسر تھیں۔ اس مقصد کیلئے طلبہ کو دور دراز علاقوں میں جانا پڑتا۔ غربت کا دور دورہ تھا۔ مدارس میں خورد ونوش کا معقول بندوبست نہ تھا۔ دورانِ تعلیم قوتِ لایموت کیلئے چند نوالے میسر آنا بھی غنیمت تھا۔ ان دو طلباء کو مولانا محمد فاضل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ڈھنگروٹ شریف بھیجا گیا۔ وہاں ان کے علاوہ دو طالب علم اور بھی تھے جو نابینا تھے۔ ان کی دیکھ بھال کی ذمہ داری بھی ان پر تھی۔ بستی کے اردگرد جنگل تھا۔ گھر بہت بہت فاصلے پر تھے۔ رستے دشوار تھے۔ گھر گھر سے روٹیوں کے ٹکڑے جمع کرنے پڑتے تھے۔ ان تمام دشواریوں کے باوجود ان کے والدین نے میری خواہش کا احترام کیا۔ اور حفظِ قرآنِ مجید اور دینی تعلیمات کیلئے میرے سپرد کردیا۔ یہ وہ حالات ہیں جن میں استاد محمد حسن صاحب نے قرآن مجید پڑھا اور پھر اس نظام کے پہلے استاد مقرر ہوئے۔ سینکڑوں کو حافظ بنایا۔ اب ان کے شاگرد بلکہ شاگردوں کے شاگرد یہ ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک مرید نور محمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیدی و مرشدی خواجۂ عالم قدس سرہ نے فرمایا کہ ہمارا ایک درویش تھا۔ نور محمد اس کا نام تھا۔ ابتداء میں وہ دربارِ عالیہ چھچیاں شریف حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے پاس رہا۔ پھر پڑھنے کیلئے وہاں سے چلا گیا۔ گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا۔ تقریباً سارا ہندوستان گھوما پھرا۔ تمام مذاہب سے واقفیت حاصل کی۔ دورانِ تعلیم وہ بیمار ہو گیا۔ کسی حکیم نے اسے دوا دی اور کہا کسی ٹھنڈی جگہ جا کر اسے استعمال کرو۔ وہ وہاں سے سری نگر جانے کے ارادہ سے چل پڑا۔ جب جہلم پہنچا تو اسے چھچیاں شریف جانے کا خیال آیا۔ چناں چہ وہ عرصۂ دراز کے بعد چھچیاں شریف آ گیا۔ حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا سے ملا لیکن آپ نے اسے نہ پہچانا۔ اُن سے میرے بارے میں پوچھا اسے بتایا گیا کہ میں سائیلہ میں ہوں۔ چناں چہ وہ میرے پاس آ پہنچا۔

اب اس کی حالت عجیب تھی۔ کوئی شخص جس مذہب کی بات کرتا وہ اس کے خلاف مناظرے پر اتر آتا۔ کسی کو پتہ نہ چلتا کہ وہ کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک روز میں نے اس سے پوچھ لیا کہ نور محمد یہ بتاؤ تمہارا مذہب کیا ہے؟ اس نے صاف گوئی سے کام لیا اور کہہ دیا کہ میں چکڑالوی فرقہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ اس کی بنیاد مولوی عبداللہ نامی ایک شخص نے رکھی۔ جو پہلے غیر مقلد تھے۔ اس مذہب سے متنفر ہو گئے اور حدیث کی حجیت کا انکار کر دیا۔ اپنے آپ کو اہلِ قرآن کہلانا شروع کر دیا۔ وہ کہنے لگا میں مولوی عبداللہ چکڑالوی کی طرح تین نمازیں ادا کروں گا اور وہ بھی صرف فرض۔ نوافل اور سنتیں ادا نہیں کروں گا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا ایک دفعہ ہم استاد محمد حسن صاحب کے گھر ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہاں حاجی سید محمد صاحب کا شیر خوار بچہ لایا گیا۔ استاد صاحب کے والد صاحب کہنے لگے اس کو نظر لگ گئی ہے۔ اسے دم کر دیں۔ نور محمد اس وقت ہمارے ساتھ تھا۔ ہم نے اس سے پوچھا نظر لگنے کے بارے میں تمہارا کیا نظریہ ہے۔ جواب میں وہ کہنے لگا نظر لگنا تو برحق ہے۔ مگر یہ حاسد اور سڑ یل آدمی کی لگتی ہے۔ خوشی سے نہیں لگتی۔ اگر یہ خوشی سے لگتی تو معشوق کو عاشق کی نظر لگتی۔ کیوں کہ اسے دیکھ کر عاشق کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سنگی اس کی اس قسم کی باتیں سن کر کڑھتے کہ ہمارے ساتھ رہ کر بھی ایسی باتیں کرتا ہے جو مسلکِ اہلِ سنت کے خلاف ہیں۔ بعض نے تو یوں بھی کہا کہ اسے کیوں آپ نے اپنے ساتھ رکھا ہوا ہے؟ جب کہ یہ بدمذہب ہے۔ ہم نے ان کو جواب میں کہا کہ میں کیا کروں؟ بیمار ہے۔ اس حالت میں اسے سہارے کی ضرورت ہے اگر ہم نے نکال دیا تو نہ معلوم اس پر کیا گزرے گی۔

کچھ عرصہ گذرا وہ خود بخود راہِ راست پر آ گیا۔ موکدہ سنتیں ادا کرنا شروع کر دیں اور پانچوں نمازیں پڑھنے لگا۔ مزید کچھ وقت گذرا تو اس کی حالت بڑی عجیب ہو گئی۔ وہ ساری ساری رات بیدار رہتا۔ نوافل ادا کرتا رہتا۔ اگر رکوع میں جاتا تو یوں محسوس ہوتا کہ اب بقیہ حصہ رات کا وہ رکوع میں ہی گذار دے گا۔ یہی حالت اس کے باقی ارکان کی ادائیگی کی تھی۔

فرمایا جہاں ہم اب بیٹھے ہیں۔ (آپ اس گفتگو کے وقت خانقاہِ فتحیہ جامع مسجد الفردوس گلہار شریف میں تشریف فرما تھے) سب سے پہلے یہاں ایک چھپر سا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھا۔ ہم اس میں رہا کرتے تھے۔

رمضان المبارک میں وہ ساری رات بیدار رہتا۔ رات پچھلے پہر آٹا گوندھتا۔ سحری کے وقت ہمیں بیدار کرتا۔ ہمسایہ میں سائیں عمر دین صاحب کے گھر آواز دے کر اُٹھاتا۔ تنور گرم کرتا۔ اور پھر آواز دیتا بہن صاحبہ! میں نے تنور تپا دیا ہے آ کر روٹیاں لگا لو۔ وہ ناڑ سے پانی لایا کرتا۔ کئی کئی دن ایسا ہوتا کہ جب وہ پانی لینے کیلئے جاتا تو وہاں پتھروں پر بیٹھ کر رونے لگتا۔ بعض بیبیاں ہمارے مٹکوں میں پانی ڈال کر جایا کرتیں اور بیان کیا کرتیں کہ آپ کا درویش وہاں بیٹھ کر رو رہا ہے۔ وہ اتنا روتا کہ اس کے آنسو پتھروں پر آ پڑتے تھے۔

ایک دن ہمیں اس کی کسی بات پر غصہ آ گیا۔ ہم نے اسے کہا یہاں سے چلے جاؤ۔ اس کے بعد ہم تمہیں دوبارہ نہ دیکھیں۔ ورنہ تمہارے ساتھ بُرا سلوک کیا جائے گا۔ وہ بے چارہ چلا گیا۔ بعد میں ہمیں افسوس ہوا کہ اسے کیوں نکالا۔ گھوڑی پر سوار ہو کر اس کی تلاش میں چل پڑے۔ جب کالونی والی مسجد کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ نور محمد سر پر لکڑیوں کا گٹھا اُٹھائے آ رہا ہے۔ جب ہمارے قریب آیا تو ہم نے اسے کہا:۔ اوبختی اے! تو تو چلا گیا تھا پھر آ گیا ہے۔ جواب میں کہنے لگا کیا کروں قدم آگے نہیں پڑتا تھا۔ ہم نے بتایا ہم بھی تمہاری تلاش میں نکلے ہیں۔

دن کو وہ صوفی جان محمد صاحب کی زمین میں گھوڑی چرایا کرتا اور جلانے کیلئے لکڑیاں کاٹ کر لایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے بتایا کہ ایک طالب علم میرے ساتھ پڑھا کرتا تھا۔ اس کے والد صاحب ایک پیر تھے۔ اس نے مجھے دعوت دی کہ میرے ساتھ چلو ہمارے ہاں عرس ہے۔ وہاں کا ماحول دیکھو۔ میں ان کے گھر گیا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب نماز کا وقت آیا تو مسجد میں صرف میں اور میرا وہ ساتھی تھے۔ تمام شرکائے عرس بمع پیر صاحب نماز کیلئے نہیں آئے۔ میں نے ان کے اس عمل پر سخت الفاظ میں تنقید کی۔ جب اس نے میری بات اپنے والد صاحب کو بتائی تو اس وقت ان کی مجلس میں قوال بیٹھے تھے۔ وہ نماز کی توہین کرنے لگے۔ پھر قوالی ہوئی۔ اور بڑی دھوم دھام سے ہوئی۔ اس کے اختتام پر اعلان ہوا کہ آئندہ قوالوں کے ساتھ طوائفیں بھی آیا کریں گی ان کا ناچ گانا بھی ہوا کرے گا۔

فرمایا جب اس کی صحت بحال ہوئی تو تعلیم کے حصول کیلئے دوبارہ مدرسہ میں چلا گیا۔ ہم وہاں اس کی ملاقات کو گئے۔ پتہ چلا کہ وہ کہیں باہر گیا ہوا ہے۔ طلبہ نے ہم سے پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں ہم نے انہیں بتایا کہ میرپور سے آئے ہیں۔ اس پر وہ کہنے لگے ہاں وہ میرپور جایا کرتا تھا۔ دوسرے روز ہم پھر اس کی ملاقات کو گئے۔ تو معلوم ہوا کہ وہ ہماری تلاش میں نکلا ہوا ہے۔ دوبارہ ملاقات نہ ہو سکی۔ اس کے بعد جلد ہی اس کا انتقال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد فرمایا۔ وہ یہاں (خانقاہِ فتحیہ گلہار شریف) رہا ہے۔ ممکن ہے کہ اس درویش کی برکت ہو کہ یہاں اس مرکز سے کثیر تعداد میں طلباء نے قرآنِ مجید حفظ کیا اور علم کی دولت سے سرفراز ہوئے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خانقاہِ سلطانیہ میں رہائشی مکان کی پہلی تعمیر

قبلۂ عالم حضرت خواجہ محمد سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ جہلم کے علاقہ میں کالا دیو اور کھوکھراں میں تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ نے بھی آمد و رفت کا یہ سلسلہ جاری رکھا۔ کالا دیو میں حاجی محمد رفیق صاحب کی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کو آپ بہن کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ وہ بھی بڑے اخلاص سے دربارِ عالیہ کی خدمات انجام دیا کرتی تھیں۔ جب حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی دونوں بیٹیوں نے کچھ ہوش سنبھالا تو آپ کو ان کی تعلیم کی فکر لاحق ہوئی۔ آپ نے سکول کی پانچ جماعتوں تک تعلیم کے حصول کیلئے اپنی دونوں شہزادیوں کو ان کی والدہ ماجدہ سمیت حاجی محمد رفیق صاحب کی والدہ ماجدہ کے گھر بھیج دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ کو یہاں علیحدہ رہائش بنانے کا خیال آیا۔ چناں چہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۲ ستمبر ۱۹۵۶ء کے ایک مکتوب بنام حاجی فیض عالم تاج پوری صاحب میں اس خیال کا اظہار فرمایا۔ جو درج ذیل ہے۔

چھوٹی عزیزان ہر دو (حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی دونوں شہزادیاں) معہ والدہ کالا دیو بابو صاحب (حاجی محمد رفیق صاحب) کے ہاں بغرض تعلیم مقیم ہیں۔ گاہے گاہے احباب خبر گیری کیلئے جاتے رہتے ہیں۔ اس لئے خیال تھا کہ کوئی مکان علیحدہ رہائش کیلئے بنوایا جائے تا کہ ان کو دقت نہ ہو۔ وہ تو نہیں کہتے مگر اپنا خیال ہے۔ دو شہتیر اور ۷۵ بالے یہاں سے بھیجے گئے ہیں اور دیگر عمارت کا نہ تو کام شروع ہے اور نہ ہی جگہ کی مکمل تجویز ہے کہ کون سی جگہ مکان ہوگا۔ یہ سب چیزیں زیرِ تجویز ہیں۔ وہ تو اپنی حویلی میں جگہ دینے اور زمین میں بھی کہتے ہیں بنا لو۔ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ ابھی کچھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھی نہیں صرف یہی ہے جو تحریر ہے۔

(مکاتیب و تحریرات۔ ص ۴۴،۴۵)

کچھ عرصہ کے بعد یہ مکان تعمیر ہوا۔ اور رہائش اس میں منتقل ہوئی۔ یہ مکان تین کمروں پر مشتمل تھا۔ ان کے سامنے برآمدہ تھا اور اس کے سامنے صحن۔ صحن کے آگے ڈیوڑھی تھی۔ زاں بعد مہمانوں کی کثرت کے باعث ایک مہمان خانہ اسی شکل پر تعمیر ہوا۔ مکان شریف کی جدید تعمیر کے وقت یہ مہمان خانہ مزار شریف حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے احاطہ میں شامل کرلیا گیا۔ جس سے اس احاطہ کی لمبائی مسجد کی لمبائی کے برابر ہوگئی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت صوفی فوجدار خان رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت

حضرت بابا صوفی فوج دار خان رحمۃ اللہ علیہ حضرت قبلۂ عالم خواجہ محمد سلطان عالم قدس سرہ العزیز کے جلیل القدر خلیفہ تھے۔ آپ صحیح معنوں میں صوفی باصفا اور زاہدِ بے ریا تھے۔ دربارِ عالیہ کے ساتھ ان کا اخلاص اور محبت شک وشبہ سے بالا تھا۔ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ کی روحانی تربیت میں ان کا بھی حصہ ہے۔

صوفی فوج دار خان رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادے صوفی محمد زمان کا بیان ہے کہ ایک دفعہ نکیال کے صوبیدار نیک محمد صاحب نے حضرت بابا صاحب سے عرض کی کہ عرصہ ہوگیا ہے حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ اِدھر تشریف نہیں لائے۔ ہم لوگ آپ کی زیارت سے محروم ہیں۔ جواب میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اب آپ آخری وقت تشریف لائیں گے۔ چناں چہ ان کے ارشاد کے مطابق ہی ہوا۔

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ حضرت بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی علالت کے دوران جندروٹ تشریف لے گئے۔ انہوں نے عرض کی کہ ڈبسی کے مولوی محمد حفیظ صاحب اور کالو صاحب خواہش رکھتے ہیں آپ ان کے ہاں تشریف لائیں۔ بہتر رہے گا کہ آپ کل چائے کالو صاحب کے ہاں پی لیں۔

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے رات کو گھر میں فرمادیا کہ صبح کو سنگیوں کے لیے چائے اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے دودھ گرم کرلیں۔ جب صبح روانگی کا وقت ہوا تو سنگیوں کو چائے پیش کی گئی اور آپ کو دودھ پیش کیا گیا۔ اس سے آپ کی طبیعت میں کچھ تغیر پیدا ہوا۔ کیوں کہ یہ کچھ پروگرام میں شامل نہ تھا۔ اور یہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طے تھا کہ صبح کی چائے کالو صاحب کے ہاں تھی۔ حضرت بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اس کو بھانپ گئے۔ اور عرض کی کہ وعدہ یہ تھا کہ آپ چائے وہاں جا کر نوش فرمائیں گے اسی لیے آپ کی خدمت میں دودھ پیش کیا ہے۔ اس پر آپ مسکرا دیئے۔

صوفی محمد زمان صاحب کا کہنا تھا کہ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ حضرت بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک چارپائی پر بیٹھے۔ اور آپ نے میرا ہاتھ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں دیا۔ لیکن انہوں نے میرا ہاتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں دے دیا۔ آپ نے فرمایا کہ محمد زمان کو ہمارے ساتھ بھیج دیں ہم اسے کالو صاحب کے گھر سے ۱۲ بجے واپس کر دیں گے۔ اور آپ مجھ کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔

راستہ میں تھوڑی دور چل کر آپ نے سنگیوں کو آگے بھیج دیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ بابا صاحب کو سمجھاؤ کہ ہم ان کو کوٹلی (خانقاہِ فتحیہ) میں دفن کریں گے۔ ان سے کہہ دو کہ اپنے رشتہ داروں سے اجازت لے لیں۔ واپس آ کر میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام دیا۔ تو آپ تیار ہو گئے اس سے پہلے اس سلسلہ میں پس و پیش کیا کرتے تھے۔

حضرت بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۱۹ اکتوبر ۱۹۶۰ء کو سحری کے وقت انتقال فرمایا۔ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو خبر ملی تو آپ نے فرمایا کہ جندروٹ میں نمازِ ظہر کے بعد نمازِ جنازہ ادا کی جائے اور عصر کو قمروٹی میں اور آدھی رات کے وقت کوٹلی کیلئے روانہ ہو جائیں۔ کوٹلی میں خود آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی وہاں قبر پہلے سے تیار تھی اور آپ کو دفن کر دیا گیا۔ بعد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تابوت کو خضری مسجد کے ملحق گنبد میں منتقل کر دیا گیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گندم منڈی راولپنڈی میں قیام

سیدی ومولائی حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ مجھے راولپنڈی میں گندم منڈی جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ایک سنگی اپنی رہائش گاہ پر لے گیا۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ وہ اکیلا ہی ایک کمرہ میں رہتا تھا۔ کھانا خود پکاتا۔ ہم دونوں کھالیا کرتے تھے۔ اس کے پاس صرف ایک چارپائی تھی۔ وہ اس نے سونے کیلئے مجھے دے دی۔ اور خود فرش پر لیٹ رہتا تھا۔ رات ہم دونوں اس کمرہ میں اکٹھے رہا کرتے تھے لیکن دن کو ہم دونوں کی مصروفتیں الگ الگ تھیں۔ قریب مسجد میں ایک پٹھان امام تھے۔ وہ لوگوں کی پسند اور خواہش کے مطابق جلدی جلدی نماز تراویح پڑھایا کرتے تھے۔ جو لوگ نماز تراویح سے جلدی فراغت کے خواہش مند ہوتے وہ وہاں کثرت سے جایا کرتے تھے۔ ان کے وعظ اور گفتگو کا انداز پٹھان لوگوں جیسا تھا۔ نماز تراویح کے بعد ہر روز ایک مسئلہ بیان کیا کرتے تھے۔

ایک دن کہنے لگے جوان لوگ جو روزہ نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں کہ مولوی ہمارا کیا بگاڑے گا۔ میں کہتا ہوں مولوی کو کیا پڑی کہ کچھ بگاڑے تم خود ہی جہنم میں جا رہے ہو۔ احکامِ خداوندی پر عمل نہیں کرتے جس کے باعث اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا رہے ہو۔ مولوی تو تمہیں بچانا چاہتا ہے۔ تمہیں احکامِ الٰہیہ سناتا ہے اور اس کے غضب سے ڈراتا ہے۔

اسی گندم منڈی میں ایک اور مسجد تھی۔ جس کو مدنی مسجد کہا جاتا تھا۔ اس کے امام مولوی اشرف علی تھانوی کے مرید تھے۔ نام ان کا ولی اللہ یا ولی محمد تھا۔ انہوں نے مسجد کے ساتھ ایک مدرسہ بھی بنا رکھا تھا۔ جس کا نام آثار الولی تھا۔ یہ ایک چھوٹی سی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسجد تھی۔ لیکن اس کی طرز تعمیر مجھے پسند تھی۔ پوچھا اس کا معمار کون ہے تو معلوم ہوا کہ ایک مستری ہے جس نے اب ٹھیکیداری کا کام شروع کر رکھا ہے۔ میں اس سے ملا۔ اور خواہش ظاہر کی کہ وہ خانقاہِ سلطانیہ جہلم میں مسجد تعمیر کر دے۔ اس نے حامی بھرلی۔ وہ دو دفعہ کالا دیو آیا مگر مسجد کی تعمیر کی سعادت اس کے حصہ میں نہ آئی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

درس شریف سے چند طلبہ کا فرار اور واپسی

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دربارِ عالیہ گلہار شریف میں پہلے چھوٹی سی مسجد تھی۔ اسی میں درس کا اجرا ہوا۔ استاد ولی داد اور استاد عبدالعزیز صاحب منڈی والے طلبہ کو قرآن مجید حفظ کرایا کرتے تھے۔ اس وقت حفظ کی کلاس میں حافظ طالب حسین صاحب، حافظ محمد بشیر صاحب، حافظ محمد اسلم صاحب، حافظ محمد یونس صاحب اور فیض صاحب تھے۔ فیض صاحب سنِ شعور کو پہنچے ہوئے تھے جب کہ باقی ابھی کمسن تھے۔

ٹینڈہ مسجد کے لئے وہاں کے لوگوں نے تراویح کیلئے حافظ صاحب کا مطالبہ کیا۔ انہیں کہا گیا کہ اس سال سورتوں پر اکتفا کریں۔ ہمارے پاس ایک طالب علم ہے جو سورتوں سے نمازِ تراویح پڑھا سکتا ہے۔ مکمل حافظ نہیں ہے۔ یہ بھی بتایا کہ یہ ایک مبتدی ہے لہٰذا مسائل وغیرہ کی کرید اس سے نہ کریں۔ جواب میں انہوں نے کہا ہمیں صرف دربار شریف کا آدمی چاہیے۔ دربار شریف کے آدمی کی موجودگی کو ہم آپ کی موجودگی خیال کرلیں گے۔ لہٰذا اس مسجد میں نمازِ تراویح کی امامت کے لئے فیض صاحب کو مقرر کیا گیا۔ تراویح کے اختتام پر ان لوگوں نے بساط بھر خدمت کی۔ اس کے باعث اس کے پاس کچھ رقم آگئی۔ درس و تدریس اور ڈانٹ ڈپٹ لازم و ملزوم ہیں۔ بچوں کے ذہن پختہ نہیں ہوتے۔ ان کو ورغلانا آسان ہوتا ہے۔ فیض صاحب نے کہا کہ مری میں لال شاہ ایک بزرگ ہیں ان کی پھونک سے آدمی حافظ بن جاتا ہے۔ طلبہ اس کی باتوں میں آگئے۔ دوپہر کو جب چھٹی ہوئی اور قیلولہ کا وقت ہوا تو وہ سارے طلبہ لال شاہ کے پاس جانے کے لئے خاموشی سے نکل پڑے عام راستہ سے ہٹ کر منڈی ناڑہ پہنچے پھر براستہ پوچھ مری جانے کا فیصلہ کرلیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان میں سے ایک طالب علم طالب حسین ایک ٹانگ سے معذور تھا۔ جب طلبہ کی یہ جماعت منڈی ناڑہ پہنچی تو طالب حسین کہنے لگا میں چل نہیں سکتا، مجھے بھوک بھی لگ رہی ہے۔ اس کا حل فیض صاحب نے یہ بتایا کہ سفر خرچ کی فکر نہ کریں میں ادا کروں گا۔ کھانا ٹینڈا جا کر کھائیں گے اور آپ کو کندھوں پر اٹھالیں گے۔ دوسرا طالب علم محمد یونس کہنے لگا۔ میرا سارا خاندان حضرت صاحب کا غلام ہے۔ میں بھاگ گیا تو ان سب کے لئے شرمندگی کا باعث ہوگا۔ لہٰذا میں یہیں سے واپس جاتا ہوں۔ دوسرے طلبہ کو بھی اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ چناں چہ وہ سب واپس آ گئے۔ ابھی قیلولہ کا وقت ختم نہ ہوا تھا کہ وہ واپس درس میں پہنچ کر لیٹ رہے۔

ان کا جو ساتھی آبادی سے کھانا لینے کے لئے گیا ہوا تھا۔ جب واپس آیا تو طلبہ سب غائب تھے۔ اس نے بھی گھر کی راہ لی۔ وہاں جا کر اس نے بتایا کہ سب درویش گھر چلے گئے ہیں میں بھی آ گیا ہوں۔ دوسرے بچے گھر نہ پہنچے تھے والدین ان کی تلاش کو نکلے۔ پریشانی کے عالم میں حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ کی خدمت میں پہنچے اور صورتِ حال سے آپ کو آگاہی ہوئی۔ آپ نے فرمایا سب بچوں کو فارغ کر دو۔ مولوی سخی محمد صاحب کے دو بچے زیر تعلیم تھے عرض کرنے لگے کہ مہربانی فرما کر ان کو داخل رہنے دیں۔ آپ نے بچوں سے فرمایا ہم پھونک کے موثر ہونے کا انکار نہیں کرتے۔ آپ نے اگر جانا ہے تو ہمیں بتا کر جائیں۔ سب نے جانے سے انکار کر دیا۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فیض صاحب کو بھیجا۔ اس کا باپ اس کے ساتھ گیا۔ پھونک نے تو کوئی اثر نہ دکھایا بلکہ الٹا اثر یہ ہوا کہ بارہ تیرہ پارے یاد کئے اس سے آگے نہ چل سکا۔ جب کہ دیگر تمام طلبہ نے قرآنِ مجید یاد کر لیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مولوی غلام اللہ خان اور مولوی سیدن شاہ

مولوی غلام اللہ خان اور مولوی سیدن شاہ دونوں دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے تھے۔اب دیوبندی علماء کے دوگروہ ہو چکے ہیں۔ایک گروہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قائل ہے جب کہ دوسرا گروہ مماتی گروپ کہلاتا ہے۔ان دونوں نظریات کے حامل افراد پہلے بھی علمائے دیوبند میں موجود تھے لیکن دیوبندی جماعت واضح دوگروپوں میں تقسیم نہ ہوئی تھی۔مولوی غلام اللہ مماتی گروپ میں نمایاں حیثیت کے حامل تھے۔جب کہ سیدن شاہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل گروپ سے تعلق رکھتے تھے۔

سیدی ومرشدی حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ نے فرمایا کہ میں نے ۱۹۵۴ء میں کچھ وقت راولپنڈی میں گذارا۔وہاں قلعہ والی مسجد میں مولوی غلام اللہ خان صاحب خطیب تھے۔رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔وہ اپنی مسجد میں سہ پہر کے وقت ایک حدیث شریف پڑھ کر اس کی تشریح بیان کیا کرتے تھے۔اس وقت ان کے سامعین میں پٹھان بھی ہوتے ،پنجابی بھی اور مہاجرین بھی۔وہ تینوں زبانوں میں تقریر کیا کرتے تھے۔ایک دن میں بھی اس مسجد میں موجود تھا۔مولوی سیدن شاہ درسِ حدیث کے وقت آن پہنچے۔مولوی غلام اللہ خان نے ان کو درسِ حدیث کیلئے کہا۔ چناں چہ انہوں نے ایک حدیث پڑھی اور حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں دلائل دینا شروع کر دیئے۔مسجد کے خطیب مولوی غلام اللہ خان نے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دلائل اپنے سامعین کو ذہن نشین کرار کھے تھے۔سامعین نے جب اس کے خلاف دلائل سنے تو ان میں ایک اضطراب اور بے چینی کی کیفیت پیدا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوگئی۔ انہوں نے آپس میں چہ مے گوئیاں شروع کردیں۔ ان کی تقریر کے بعد کسی شخص نے مولوی غلام اللہ خان سے مولوی سیدن شاہ کے نظریات پر تبصرہ کرنے کے لئے کہا۔ تو انہیں راہِ فرار نظر نہ آئی۔ کیوں کہ یہ ان کی اپنی لائی ہوئی مصیبت تھی۔ کہنے لگے۔ سیدن شاہ بوڑھا ہوچکا ہے اس کا دماغ چل گیا ہے۔ اسے نفسیاتی مریض قرار دے کر سائل کو مطمئن کرنے کی کوشش کی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کا حج مبارک

حضرت خواجہ عالم دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا کہ آج تک نہ ہم پر حج فرض ہوا ہے اور نہ ہی زکوۃ۔ سنگی جو رقوم بطور نذرانہ پیش کرتے ہیں شام سے پہلے پہلے ان کو مساجد کی تعمیر، مدارس اور لنگر وغیرہ کے اخراجات کی مدوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ یہ رقوم ہماری ملکیت میں نہیں رہتیں۔ ایک دفعہ ہمارے پوچھنے پر حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے حرمین شریفین کے سفر پر جانے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ تو ہم اللہ تعالیٰ کے کرم پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کے اخراجات مہیا کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ آپ 1964ء میں زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئیں۔ اس سال حج اپریل کے آخری عشرہ کی اوائل تاریخوں میں تھا۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کا عرس مبارک 9 مئی کو منعقد ہوتا ہے۔ آپ نے روانگی کے وقت تاکیدی طور پر فرمادیا کہ عرس شریف اپنے مقرر وقت پر ہو۔ میری غیر حاضری کی وجہ سے اسے مؤخر نہ کیا جائے۔ بظاہر آپ کا اس حج مبارک سے واپس آ کر مقرر تاریخ پر عرس شریف میں شرکت فرمانا بہت مشکل تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسباب مہیا ہو گئے اور آپ بروقت واپس تشریف لائیں اور عرس شریف کی تقریب میں شریک ہوئیں۔ آپ کے سفر حرمین شریفین کی پوری روداد مفصل سوانح عمری میں درج ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے سفر حج کی روداد کا خلاصہ یہ ہے۔

ا۔ آپ نے مکہ مکرمہ قیام کے دوران مسجد حرمین شریف میں باجماعت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نمازیں ادا فرمائیں۔ اسی طرح مدینہ منورہ میں بھی مسجد نبوی شریف میں چالیس نمازیں جماعت کے ساتھ ادا کیں۔

۲۔ آپ ۱۸ اپریل ۱۹۶۴ء بروز بدھ بذریعہ طیارہ کراچی سے جدہ کو روانہ ہوئیں۔ اسی روز بخیر و خوبی جدہ شریف پہنچیں۔ اور ۸ مئی ۱۹۶۴ء جمعہ کے دن بذریعہ طیارہ کراچی پہنچیں۔ اور ۹ مئی کے عرس میں دعائیہ تقریب میں شریک ہوئیں۔

بابو دین محمد صاحب آف لاہور کا دربار عالیہ سے رابطہ کا سال بھی ۱۹۶۴ء ہی ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حج کی پیش کش اور اس کا جواب

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ نے ساری عمر حج نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ پر تمام عمر میں حج فرض ہی نہیں ہوا۔ جو آتا اسی وقت راہِ خدا میں خرچ کر دیا جاتا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ۱۹۶۴ء میں ایک سنگی نے مجھے حجِ بیت اللہ کرانے کی پیش کش کی۔ دربار شریف سے غیر حاضری کے دوران تمام اخراجات وغیرہ برداشت کرنے کا وعدہ کیا۔ ان کی والدہ صاحبہ اور ہمشیرہ صاحبہ اس سال حج کو جا رہی تھیں۔ ہم نے ان کو جواب میں کہا کہ ہم صاحبِ نصاب نہیں۔ اور اتنی مالیت کے مالک بھی نہیں کہ حج ہم پر فرض ہو۔ باقی رہے لنگر شریف کے اخراجات وغیرہ تو ان کا انحصار اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر ہے۔ کسی آدمی سے ان کی کفالت اٹھانا ممکن نہیں۔ تاہم انہوں نے جب اصرار کیا تو ہم نے حاجی محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے ساتھ بھیجنے کی حامی بھر لی۔ واپسی پر انہوں نے بتایا انہوں نے جو جو چیز اپنے لئے خریدی میرے لئے بھی وہ چیز خریدی۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سیالکوٹ میں مسجد حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت

آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ ہم حضرت شاہ کمال کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کی زیارت کیلئے سیالکوٹ گئے۔ یہ وہ مسجد ہے جو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی درس گاہ تھی۔ عید الفطر کا دن تھا۔ (سال محفوظ نہ رہ سکا) خانقاہِ سلطانیہ سے ہم تین ساتھی چلے اور چوتھے ساتھی حاجی حکم داد صاحب تھے جو ڈرائیور تھے۔ میرے علاوہ حافظ فضل کریم صاحب اور بابا بدرالدین صاحب تھے۔ اتفاق سے اس روز جمعہ کا دن بھی تھا۔ سیالکوٹ پہنچ کر بابا بدرالدین صاحب کو ان کے پیر خانہ علی پور شریف بھیجا۔ اور ہم نے نمازِ جمعہ دو دروازے والی مسجد میں ادا کی۔ مولانا حافظ محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ وہاں خطیب تھے۔ نمازِ جمعہ کے بعد ہم نے مسجد حضرت کمال کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا پتہ بہت سے لوگوں سے پوچھا لیکن عام لوگ اس نام سے نابلد تھے۔ بالآخر ایک صوفی صاحب کو اس کا پتہ تھا۔ وہ ہمیں ساتھ لے کر مسجد کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچے تو مسجد کو تالا لگا ہوا تھا۔ امام مسجد صاحب کو بلایا گیا لیکن ان کو بھی اس کے بارے میں زیادہ معلومات نہ تھیں۔ مسجد میں قدیم زمانہ میں ایک حوض تھا جو پاٹ دیا گیا تھا۔ وہاں ایک مٹکا بھی تھا جس کی تیاری کیلئے روایات کے مطابق خود حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مصالحہ اٹھا کر دیا تھا۔ یہ مٹکا پانی کو ٹھنڈا رکھنے کیلئے بنایا گیا تھا۔ اب وہ مٹکا بھی نہیں۔ حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی بھی اسی مسجد میں پڑھتے رہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اصحابِ رڈہ کے مزارات اور مسجد کی تعمیر اوّل

راولپنڈی جانے والی سڑک پر تریاں (نیوافضل پور) سے شمال کی جانب دو یا تین میل کے فاصلہ پر ایک قطعہ اراضی ہے۔ جو سخت پتھریلا ہے۔ خاردار جھاڑیوں اور پرانے درختوں سے اٹا پڑا ہے۔ یہاں دو نوگزے بزرگوں کے مزارات ہیں۔ ان بزرگوں کے نام یا ان کے سوانح حیات کا کوئی ریکارڈ دستیاب نہیں لیکن قرب و جوار کی آبادیوں کے لوگ ان کا احترام کرتے ہیں۔ لوگ ان کے توسل سے دعائیں مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول فرمالیتا ہے۔

عرصہ دراز پہلے حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی کہ اس جگہ کو دین کا ایک مرکز بنا دیا جائے تا کہ لوگ ان بزرگوں کے طفیل دین سے آگاہی حاصل کریں۔ زمین سخت ناہموار اور پتھریلی تھی۔ آپ نے اس کو ہموار کر کے مزار شریف اور ساتھ مسجد بنانے کا ارادہ فرمالیا۔ اس کام کیلئے بیلوں کی بجائے انسانوں سے کام لیا گیا۔ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ اور سنگیانِ طریقت نے اس کام کیلئے ہاتھوں سے زمین کھودی، ہاتھوں سے کراہ کھینچ کر اسے ہموار کیا۔ مزارات شریفہ پر گنبد اور ساتھ ایک مسجد بنوادی۔ کام کے دوران ایک سنگی سروعہ سے آیا اس کا نام محمد حسین تھا۔ اس نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ میری کمر میں درد ہے تو آپ نے فرمایا جاؤ جا کر کراہ کھینچو یہی اس درد کا علاج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عمل کے طفیل اسے صحت عطا فرمادی۔ اب اس کی جدید تعمیر ہو چکی ہے۔ وہاں ہر سال عیدِ میلاد شریف کے موقع پر ایک عظیم الشان تقریب منعقد ہوتی ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حاجی احمد جان خان صاحب کی مسجد میں قیام

فرمایا ہم (۱۹۶۶ء میں) راولپنڈی کیلئے روانہ ہوئے۔ حاجی محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ اس وقت ہمارے ساتھ تھے۔ چند راتیں چوہڑ والی مسجد میں قیام کیا۔ وہاں سے چلے تو راولپنڈی میں ہماری ملاقات صوفی فیروز الدین صاحب سے ہوئی۔ انہوں نے کھانا کھلایا۔ ٹینچ بھاٹہ میں انہوں نے مکان لے رکھا تھا۔ بڑی کوشش کی کہ ہم ان کے مکان پر قیام کریں۔ لیکن ہمارا ارادہ مسجد میں قیام کرنے کا تھا۔ شہر کی مساجد رات کو بند کر دی جاتی تھیں۔ کسی کو قیام کی اجازت نہ ہوتی۔ آخر کار انہوں نے ایک مسجد کی نشان دہی کی اور کہنے لگے اس کے متولی تو بڑے کرخت مزاج پٹھان ہیں۔ لیکن وہاں کے امام صاحب سے میری شناسائی ہے۔ قیام کے لئے متولی سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے صوفی فیروزالدین صاحب سے سوال کیا کہ مسجد میں قیام کے خواہش مند کون ہیں؟ جواب میں انہوں نے کہا میرے مہمان ہیں تو جھٹ بولے مہمانوں کو گھروں میں ٹھہراتے ہیں یا مسجد میں؟ بہرحال رَدّوکدّ کے بعد ہمیں وہاں رات گذارنے کی اجازت مل گئی۔

اب ہمارا طریقہ یہ تھا کہ دن کو پھر پھرا کر رات مسجد میں آجاتے۔ اس طرح ہمارا وہاں قیام طویل ہوتا گیا۔ خان صاحب متولی مسجد کو اضطراب ہونے لگا۔ وہ چاہتے تھے کہ ہم رخصت ہوں اور وہ مسجد کو مقفل کر سکے۔ اگر کوئی شخص ہمارے بارے میں ان سے پوچھتا تو وہ جواب میں کہتے کہ کوئی مسافر ہے دن کو کہیں چلا جاتا ہے رات کو آجاتا ہے ایک کونے میں سمٹ کر رہتا ہے۔ گجرات کا رہنے والا معلوم ہوتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہمارے طویل قیام سے خان صاحب کے مزاج میں آہستہ آہستہ تبدیلی پیدا ہونے لگی وہ ہم سے مانوس ہونے لگے۔اور ہمارے وہاں قیام سے وہ راحت محسوس کرنے لگے۔ایک دن ہم باہر نکلے۔دو تین دن تک واپس نہ آئے۔ان کو ہمارے اس اچانک چلے جانے سے بے چینی ہوگئی۔انہوں نے ہماری تلاش میں اپنے بچوں کو اِدھر اُدھر روانہ کیا۔لیکن بے سود۔جب ہم واپس آئے اور خان صاحب کو ہماری آمد کی خبر ہوئی تو فوراً باہر آئے ملاقات کی اور کہنے لگے لوگ ایمان کی سلامتی کی دعائیں مانگتے ہیں۔مگر میں دعائیں کرتا رہا کہ ہمارے مسافر واپس مسجد میں آجائیں۔

ایک دن ہمیں شدید سر دردی ہوئی۔انہوں نے پیش کش کی کہ چائے بنوا کر بھیج دوں مگر ہم نے انکار کر دیا۔ایک دن خود خان صاحب نے کہا کہ آپ مسجد کی اوپر کی منزل میں منتقل ہوجائیں۔چنانچہ ان کے کہنے کے مطابق ہم اوپر کی منزل میں رہنے لگے۔وہ ہمیں پشاور اپنی صاحب زادی کے مکان پر لے گئے۔وہاں ہم نے کھانا کھایا۔ایک دن وہاں ان کی مسجد میں ہمیں شدید درد گردہ شروع ہوگیا۔وہ درد ناقابلِ برداشت تھا۔حافظ فضل کریم صاحب اس وقت ہمارے ساتھ تھے۔وہ نچلی منزل میں سو رہے تھے۔اچانک ہڑ بڑا کر اٹھے۔اوپر آئے اور ہمیں درد میں مبتلا دیکھ کر رونے لگے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ درد دوا کے استعمال کے بغیر ہی ٹھیک ہو گیا۔حضرت والدہ ماجدہ مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا بھی ہماری ملاقات کو وہاں پہنچ گئیں۔

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا وہاں قیام سال کے قریب رہا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نکاحِ ثانی

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کی دوسری حرمِ محترم رحمۃ اللہ علیہا صدیقیانِ میر پور سے آپ کی ہم جدّی تھیں۔ حضرت خواجہ قاضی فتح اللہ صدیقی شطاری رحمۃ اللہ علیہ کے دو صاحب زادے تھے۔ ایک کا نام حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ تھا اور دوسرے کا نام حضرت خواجہ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھے جبکہ آپ کی دوسری حرمِ محترم رحمۃ اللہ علیہا حضرت خواجہ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھیں۔

حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا بچپن ہی سے متوجہ الی اللہ تھیں۔ عبادت، ریاضت، تقوی اور خلوت گزینی آپ کی طبیعت کا حصہ تھے۔ اپنے معمولات کی ادائیگی کے لئے آپ نے ایک الگ کمرہ بنوا رکھا تھا۔ جہاں کسی کو آمدورفت کی اجازت نہ تھی۔ اشیائے خوردونوش پہنچانے کے لئے اس میں ایک طاق رکھا ہوا تھا۔

جب آپ رحمۃ اللہ علیہا سنِ بلوغ کو پہنچیں تو دستور کے مطابق مختلف اطراف سے رشتہ کی درخواستیں آنا شروع ہو گئیں۔ لیکن والدین کو آپ کی طبیعت اور معمولات کا علم تھا۔ ان میں سے کوئی رشتہ آپ کے لئے مناسب نہ تھا۔ حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کو خطرہ لاحق ہوا کہ والدین کہیں ہاں کرنے پر مجبور نہ ہو جائیں۔ جس سے آپ کے مشن کے متاثر ہونے کا خدشہ تھا۔ آپ کے دل میں القاء ہوا کہ پیشِ نظر گرداب سے نجات کا واحد رستہ یہ ہے کہ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ آپ کو اپنے حبالۂ عقد میں قبول فرمالیں۔ چناں چہ آپ نے حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے نام ایک خط میں اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا لیکن یہ پہلا خط بوجوہ آپ کی زیادہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

توجہ حاصل نہ کر سکا۔ ۱۹۶۶ء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ راولپنڈی بینک روڈ میں حاجی احمد جان کی مسجد میں اقامت پذیر تھے کہ حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی جانب سے دوسرا خط اسی مضمون پر مشتمل آپ کو موصول ہوا آپ کا یہ عمل شریعتِ مطہرہ کی رو سے مستحسن اور قابلِ تعریف تھا جس سے عہدِ نبوی کے ایک واقعہ کی یاد تازہ ہو گئی۔ جو حدیث پاک کی متعدد کتابوں میں مختلف الفاظ میں مندرج ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح جلد ۶ ص ۳۲۶ کا حاشیہ)۔ ذیل میں صحیح بخاری کے الفاظ اور ان کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔

قَالَ (ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ) كُنْتُ عِنْدَ اَنَسٍ وَ عِنْدَهُ ابْنَةٌ لَّهُ قَالَ اَنَسٌ جَآءَتْ اِمْرَاَةٌ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَعَرَضَ عَلَيْهِ نَفْسَهَا قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَكَ بِیْ حَاجَةٌ؟ فَقَالَتْ بِنْتُ اَنَسٍ مَااَقَلَّ حَيَائَهَا وَا سَوْاَتَاهُ وَاسَوْاَتَاهُ قَالَ هِيَ خَيْرٌ مِّنْكِ رَغِبَتْ فِي النَّبِيِّ ﷺ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا۔

صحیح بخاری مع عمدۃ القاری ج ۲۰، ص ۱۶۰ حدیث نمبر ۵۱۲۰/۵۴

ترجمہ: حضرت ثابت بُنانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں حضرت اَنَس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ان کی ایک صاحب زادی صاحبہ بھی ان کے پاس تھیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک عورت حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ اور اپنا آپ آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا اور یوں عرض کرنے لگی کیا آپ کو میری ضرورت ہے؟ (یعنی آپ مجھے اپنے نکاح میں لینا پسند فرمائیں گے؟) اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی صاحب زادی کہنے لگیں اس عورت میں شرم کی کتنی کمی تھی۔ ہائے رسوائی ہائے فضیحت۔ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمانے لگے وہ تجھ سے بہتر تھی۔اس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں اپنی رغبت کا اظہار کیا اور اپنی ذات کو آپ کے سامنے پیش کیا۔

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا:

فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى جَوَازِ عَرْضِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا عَلَى الرَّجُلِ الصَّالِحِ وَتَعَرُّفِ رَغْبَتِهَا فِيْهِ لِصَلَاحِهٖ وَفَضْلِهٖ اَوْلِعِلْمِهٖ وَشَرَفِهٖ اَوْلِخَصْلَةٍ مِّنْ خِصَالِ الدِّيْنِ وَاَنَّهٗ لَاعَارَ عَلَيْهَا فِيْ ذٰلِكَ بَلْ يَدُلُّ عَلٰى فَضْلِهَا وَبِنْتُ اَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا نَظَرَتْ اِلٰى ظَاهِرِ الصُّوْرَةِ وَلَمْ تُدْرِكْ هٰذَا الْمَعْنٰى حَتّٰى قَالَ اَنَسٌ هِيَ خَيْرٌ مِّنْكِ وَاَمَّا الَّتِيْ تَعْرِضُ نَفْسَهَا عَلَى الرَّجُلِ لِاَجْلِ غَرَضٍ مِّنْ اَغْرَاضِ الدُّنْيَاوِيَّةِ فَاَقْبَحُ مَايَكُوْنُ مِنَ الْاَمْرِ اَفْضَحُهٗ۔ (عمدة القاری شرح البخاری ج ۲۰ صفحه ۱۲۱)

ترجمہ: اس حدیث مبارکہ میں اس امر پر دلیل ہے کہ عورت کیلئے جائز ہے کہ اپنا آپ نیک اور صالح مرد پر (نکاح کیلئے) پیش کرے۔اور اس کی نیکی، فضیلت یا اس کے علم اور شرافت یا دین کی خوبیوں میں سے کسی خوبی کے باعث اپنی رغبت اس میں جتلائے۔اس عمل میں اس کیلئے شرم کی کوئی بات نہیں بلکہ ایسا عمل اس کی فضیلت کا اظہار ہوتا ہے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ کی صاحب زادی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے ظاہر کی صورتِ حال کو دیکھا اور اس حقیقت کا وہ ادراک نہ کر سکیں۔حتیٰ کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو اسے کہنا پڑا کہ وہ تجھ سے بہتر تھی (کہ اسے اس حقیقت کا ادراک تھا اور تجھے نہیں) لیکن جو عورت دنیوی اغراض میں سے کسی غرض کیلئے کسی مرد کے سامنے اپنے آپ کو (نکاح کیلئے) پیش کرے وہ بہت قبیح اور رسوائی والا عمل ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام ابنِ بطال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی شرح بخاری میں یوں ہی لکھا ہے

ملاحظہ ہو شرح امام ابن بطال علی البخاری جلد ۷ صفحہ ۱۸۴۔

حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی جانب سے یہ پیش کش حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کیلئے ایک بہت بڑا امتحان تھی۔ ایک طرف یہ صورتِ حال تھی کہ گھر میں بیوی موجود، اولاد موجود اور خانگی ماحول نہایت خوشگوار۔ ان کی جانب سے آپ کو کامل سکون اور اطمینان تھا۔ اور دوسری جانب آپ کی طرف سے انکار کی صورت میں ایک بااخلاص شخصیت کی زندگی کی تباہی اور بربادی کا صحیح خطرہ تھا۔ آپ نے اس امتحان سے نکلنے کیلئے اپنے سسرِ محترم حضرت حاجی بقا محمد رحمۃ اللہ علیہ کو اعتماد میں لیا اور وہ خط ان کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحب حال صوفی تھے وہ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ العزیز کی توجہاتِ کریمانہ کے پروردہ تھے۔ انہوں نے حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ کی اس مشکل کو حل کرنے کے لئے اپنے جذبات، اپنی لختِ جگر کے احساسات اور اپنے خاندان کی مخالفت کی پروا نہ کرتے ہوئے آگے بڑھ کر خود یہ نکاح پڑھایا۔ نکاح کے بعد آپ کی اس حرمِ محترم کو چھچیاں شریف لایا گیا۔ آپ بدستور راولپنڈی میں مقیم تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت مائی صاحبہ ثانیہ رحمۃ اللہ علیہا کو پنیالی ضلع کوٹلی کے ایک پرفضا مقام پر منتقل کیا گیا۔ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ وہاں تشریف لائے۔ ان کے بطن سے صرف ایک صاحب زادہ صاحب ہیں جن کا اسمِ گرامی حضرت پیر محمد زاہد دامت برکاتہم العالیہ ہے۔ جو آستانہ عالیہ گلہار شریف کی زیب و زینت ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ اس نکاح

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ثانی سے کوٹلی کے علاقہ کی مستورات کو بے حد فائدہ پہنچا۔ یہ علاقہ دینی اعتبار سے بہت پسماندہ تھا۔ اور طبقۂ نسواں کی حالت تو بہت ناگفتہ بہ تھی۔ وہ دینی تعلیم و تربیت اور معاشرتی آداب سے بے بہرہ تھیں۔ حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے ان کی دینی تعلیم و تربیت کا مؤثر اور ہمہ جہتی مربوط نظام مرتب فرمایا جو آپ کی حیاتِ مبارکہ کے آخری سانس تک جاری رہا۔ اس کی برکت سے ہزاروں عورتوں کو دین کا شعور میسر آیا۔ سینکڑوں عورتوں نے آپ کے دستِ اقدس پر طریقت میں بیعت کی سلوک کی منازل سے آشنا ہوئیں جو اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ اپنے ماحول کی اصلاح میں مصروف کار ہوئیں۔ عورتوں میں دین کا ذوق شوق پیدا ہوا۔ کئی لڑکیوں نے حفظِ قرآنِ مجید کی نعمت کو حاصل کیا۔ روزانہ سینکڑوں مستورات اپنے گوناگوں مسائل اور الجھنیں لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتیں۔ آپ کی رہنمائی سے وہ پریشانیوں سے نجات پاتیں اور اپنی مرادیں حاصل کیا کرتی تھیں۔ حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کا اثر تھا کہ عورتوں نے نماز پنجگانہ پابندی سے ادا کرنا شروع کر دی۔ تسبیح پر اسمِ ذات، نفی اثبات اور دیگر اوراد و وظائف کی پابندی شروع کر دی۔ بلاشبہ آپ کا وجود آیت من آیات اللہ تھا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جامع مسجد جی۔ٹی۔روڈ دینہ کا سنگِ بنیاد اور اولاد کی تربیت

دینہ کے صوفی محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ جامع مسجد جی۔ٹی۔روڈ دینہ کے بانی اور مہتمم تھے۔۱۹۶۷ء میں جب اس مسجد کی تعمیر کا آغاز ہوا تو انہوں نے حضرت خواجہ عالم قدس سرہ العزیز سے اس کا سنگِ بنیاد رکھنے کی گذارش کی۔کیوں کہ وہ آپ کے بڑے ہی مخلص سنگی تھے۔آپ ایسی تقریبات سے عموماً دامن کشاں رہا کرتے تھے۔ تاہم ان کی عقیدت اور خلوص کے پیش نظر انہیں مایوس کرنا مناسب خیال نہ فرمایا۔اور سنگِ بنیاد رکھنے کیلئے حضرت حاجی پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو ان کے ساتھ بھیج دیا۔چناں چہ آپ نے ۳ فروری ۱۹۶۷ء،۲۲ شوال ۱۳۸۶ھ بروز جمعہ اس کا سنگِ بنیاد رکھا اس وقت آپ کی عمر نو سال چار ماہ اور انتیس دن تھی۔

صوفی محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے اجتماع عام میں آپ کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ ہم لوگ تو پانچ نمازیں پڑھتے ہیں لیکن یہ صاجزادہ صاحب سات نمازیں (اشراق اور تہجد) ادا کرتے ہیں۔صوفی صاحب کی یہ گفتگو حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچی تو آپ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور ان سے فرمایا آپ نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔آئندہ جمعہ کو اسی مجمعِ عام میں اس کی تردید کریں اور بتائیں کہ حاجی پیر صاحب نمازیں تو پڑھتے ہیں لیکن اشراق اور تہجد کی نماز نہیں پڑھتے۔اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آئندہ ہمارے ہاں نہ آیا کریں۔ہمیں ایسے سنگیوں کی ضرورت نہیں ہے۔ادھر آپ نے حضرت حاجی پیر دامت برکاتہم العالیہ کو فرمایا کہ لوگ آپ کے بارے میں یہ گمان کرتے ہیں لہٰذا آج سے آپ نمازِ تہجد شروع کر دیں چناں چہ آپ نے تعمیلِ ارشاد میں اس دن سے نمازِ تہجد پڑھنا شروع کر دی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے تابوت کی جامع مسجد سلطانیہ کے پہلو میں منتقلی

قبلۂ عالم حضرت خواجہ محمد سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۹ مئی ۱۹۳۴ء / ۲۳ محرم الحرام ۱۳۴۰ھ کو چچیاں شریف میں ہوا۔ اور آپ کو وہیں دفن کیا گیا۔ اور آپ کا مزار شریف زیارت گاہِ عوام وخواص رہا۔ ۹ مئی ۱۹۶۷ء کو وہاں آپ کا آخری سالانہ عرس شریف منعقد ہوا۔ اس وقت منگلا ڈیم کی تکمیل ہو چکی تھی اور پانی ذخیرہ کرنے کا آغاز ہو چکا تھا۔ چچیاں شریف کے قرب وجوار میں پانی آچکا تھا۔ میرپور سے چچیاں شریف کا رستہ ابھی پانی کی زد سے محفوظ تھا۔

اس عرس شریف کے بعد ۸ جون ۱۹۶۷ء / ۹ ربیع الاوّل ۱۳۸۷ھ اتوار کے روز آپ کے تابوت مبارک کو وہاں سے منتقل کر کے خانقاہِ عالیہ سلطانیہ نزد کالا دیو میں سپردِ خاک کیا گیا۔ اس اہم کام کیلئے حاجی محمد اشرف صاحب، حافظ فضل کریم صاحب اور حافظ آفتاب احمد صاحب کو منتخب کیا گیا۔ جنہوں نے یہ فریضہ بڑی عقیدت واحترام اور رازداری سے سرانجام دیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت شاہ ابوالحسن زید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی آمد

حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے منجھلے صاحب زادے اور دہلی میں آپ کی خانقاہِ عالیہ کے جانشین تھے۔ حضرت پیر سید نیک عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش پر حضرت ابوالحسن زید رحمۃ اللہ علیہ پانچ مرتبہ خانقاہِ سلطانیہ جہلم اور خانقاہِ فتحیہ گلہار شریف تشریف لائے۔ ان کی ادھر آمد کا سبب یہ ہوا کہ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دست گرفتہ کئی افراد روزگار کے سلسلہ میں انگلستان میں رہتے ہیں۔ ان میں آپ کے خواہرزادہ صاحب زادہ محمد معروف صاحب بھی ہیں۔ برٹش پاسپوٹ ہولڈر افراد کے لئے سرہند شریف حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مزارِ پرانوار اور دہلی میں حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہِ عالیہ میں آمدورفت کی آسانی ہے۔ ان سنگیوں میں سے کئی افراد گاہے گاہے درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر دہلی میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ اس طرح حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے غائبانہ تعارف کا سلسلہ چلتا رہا۔ سنگیوں کی روحانی ترقی، شرافت اور سنجیدگی سے حضرت شاہ زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ متاثر ہوتے رہتے تھے۔

آپ کے دو بھائی حضرت بلال رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ کوئٹہ میں مقیم تھے اور آپ کی ہمشیرہ صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا لاہور میں رہائش رکھتی تھیں۔ اور وہ ان سے ملاقات کیلئے کبھی کبھار پاکستان میں آتے رہتے تھے۔ ان کی پاکستان میں آمد کے موقع پر فائدہ اٹھاتے ہوئے حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے الحاج

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عبدالشکور خالد اور صاحب زادہ محمد معروف صاحب کو ان کی خدمت میں لاہور بھیجا تا کہ آپ کو خانقاہِ سلطانیہ اور خانقاہِ فتحیہ میں آنے کی دعوت دیں۔ جسے آپ نے قبول فرمالیا۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز خود ان کے استقبال کیلئے لاہور تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کی قیام گاہ نواب عتیق احمد خان کی کوٹھی میں آپ سے ملاقات فرمائی۔ دوسرے روز حضرت شاہ زید رحمۃ اللہ علیہ جہلم خانقاہِ سلطانیہ، بفہ شریف اور گلہار شریف کے سفر پر روانہ ہوئے۔ آپ کی کار کو صاحبزادہ خادم حسین صاحب چلا رہے تھے۔ آپ کے ساتھ صاحبزادہ محمد معروف صاحب، الحاج عبدالشکور خالد صاحب اور آپ کے ایک مزاج شناس خان صاحب سوار تھے۔ یہ قافلہ ۲۱ جون ۱۹۷۹ء تقریباً ساڑھے بارہ بجے خانقاہِ سلطانیہ جہلم پہنچا۔ کثیر تعداد میں مخلصین آپ کا انتظار کر رہے تھے۔ معزز مہمان کو حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حجرہ میں ٹھہرایا اور خود مسجد کے مینار کے نیچے تھوڑی سی جگہ میں فرش پر ٹھہرے۔

اگلے روز ۲۲ جون ۱۹۷۹ء کو حاجی مشتاق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ، صاحبزادہ محمد معروف صاحب اور الحاج عبدالشکور خالد صاحب آپ کے ہمراہ منگلا ڈیم دکھانے کیلئے گئے۔ اور وہاں سے حضرت پیر سید نیک عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر گئے۔ وہاں مسنون فاتحہ پڑھی اور دُعا مانگی۔ نمازِ عصر دربار شریف سے ملحق مسجد میں ادا کر کے واپس خانقاہِ سلطانیہ آ گئے۔ ایک روز وہاں قیام کرنے کے بعد ۲۴ جون کو صبح پانچ بجے بفہ شریف کیلئے روانہ ہوئے۔ ۹ بجے ایبٹ آباد الیاسی مسجد میں پہنچے۔ پون گھنٹہ وہاں قیام کیا۔ اور تقریباً گیارہ بجے بفہ شریف پہنچے۔ حضرت حاجی

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محمد بغوی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد نے آپ کا استقبال کیا۔ وہاں دو تین منٹ ٹھہرے پھر مزار شریف پر آئے۔ اور ساتھ مسجد کے حجرہ میں آپ کا قیام تھا۔ بفہ شریف میں دو دن قیام کے بعد ۲۶ جون منگل کے دن صبح چھے بجے خانقاہِ فتحیہ گلہار شریف کیلئے سفر شروع ہوا۔ گل پور کی خضری مسجد میں گیارہ بجے پہنچے۔ وہاں کی پرسکون فضا کو آپ نے بڑا پسند فرمایا۔ رات وہاں بسر کی۔ اگلے روز آپ کو گلہار شریف لایا گیا۔ وہاں ہزاروں عقیدت مندوں نے مختلف اوقات میں آپ سے ملاقات فرمائی۔ ۲۸ جون نمازِ جمعہ کالج والی مسجد میں ادا فرمائی۔ اس وقت وہاں امام وخطیب قاری فضل حسین رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ نمازِ جمعہ سے فراغت کے بعد آپ نے الحاج رحمت اللہ ایڈووکیٹ کے گھر چائے نوش فرمائی اور گھر کے قریب تین اینٹوں سے مسجد شریف کی بنیاد رکھی۔ سنگ بنیاد سے پہلے جگہ کی ملکیت کے بارے میں دریافت فرمایا فقیر راقم الحروف عفی عنہ نے اس کے لئے درج ذیل تاریخی مادے استخراج کئے۔

۱۔ مسجدِ حضرت شاہ ابوالحسن : ۱۹۷۹ء

۲۔ بنائے خانۂ خدا از جنابِ زید : ۱۳۹۹ھ

۳۔ چراغِ سعیداں : ۱۳۹۹ھ

اور گلہار شریف واپس تشریف لے آئے۔ وہاں آپ کا قیام تین شب رہا۔

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا بے حد احترام فرمایا۔ اور بڑے اعزاز سے آپ کو رخصت فرمایا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مولانا ضیاء اللہ قادری کی تقریر کی سماعت

مولانا ضیاء اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ اہلِ سنت کے مشہور مقرر اور مناظر تھے۔ آپ سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ ملک اور بیرونِ ملک آپ کی تقاریر ہوا کرتی تھیں اور لوگ انہیں بڑے شوق سے سنا کرتے تھے۔ کوٹلی کے علاقہ میں بھی آپ کی بہت تقاریر ہوا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ بلیاہ میں تشریف لائے اور تقریر فرمائی۔

۹ جولائی ۱۹۸۱ء / ۶ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ جمعرات کے دن حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز نے نمازِ عصر سے قبل اور بعد موجود سنگیوں کے سامنے ان کی بلیاہ والی تقریر کی ٹیپ سنانے کا ارشاد فرمایا اور آپ خود بھی باہر سنگیوں کے درمیان تشریف فرما رہے۔ اگلے روز جمعہ کے دن نمازِ فجر کے فوراً بعد اس تقریر کی ٹیپ ریکارڈ چلانے کا حکم دیا اس وقت بھی آپ باہر سنگیوں میں بیٹھے رہے۔

آپ کا عام معمول یہ تھا کہ نمازِ فجر سے اشراق تک اور نمازِ عصر سے نمازِ مغرب تک خاموش رہ کر یادِ خدا میں مصروف رہا کرتے تھے لیکن اس روز آپ نے خلافِ معمول ان مبارک اوقات میں احبابِ طریقت میں بیٹھ کر مولانا مرحوم کی تقریر سماعت فرمائی۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سادات کا احترام

۳ نومبر ۱۹۸۲ء بدھ کے دن وفاقی وزیرِ امورِ کشمیر جنرل جمالدار صاحب دربارِ عالیہ گلہار شریف میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے ملاقات کی تمنا کا اظہار کیا۔ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز نے معذوری کا اظہار فرمایا۔ اس پر جنرل صاحب نے اپنے سیکرٹری کی وساطت سے عرض کی کہ میں یہاں ایک وزیر کی حیثیت سے حاضر نہیں ہوا۔ میں خاندانِ سادات کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے ملاقات کا متمنی ہوں۔ ان کی اس گذارش پر آپ نے انہیں ملاقات کیلئے اندر بلا لیا۔ ملاقات پر انہوں نے مساجد کیلئے بیس ہزار روپیہ پیش کیا۔ لیکن آپ نے یہ رقم واپس فرما دی اور فرمایا اسے کسی اور جگہ دے دیں۔ کیوں کہ ہمارا کوئی منصوبہ نہیں ہوتا۔ کہ فلاں عمارت کو ضرور مکمل کرنا ہے۔ ہماری نیت تو یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اگر اس کی تکمیل منظور ہے تو فبہا اور اگر منظور نہیں تو ہم اس پر بھی راضی ہیں۔ رخصت کے وقت انہیں ایک تسبیح، اورادِ فتحیہ اور سی وسہ آیات عطا فرمائیں۔ وزیر موصوف نے دُعا کی درخواست کی تو آپ نے ان سے فرمایا کہ ہمارے لئے بھی انجام باخیر کی دعا کیا کریں اور رخصت فرمایا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت زید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری بار آمد

حضرت شاہ ابوالحسن زید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کوٹلی اور جہلم دونوں خانقاہ ہائے شریفہ کے اس سفر کی داستان خود اپنے ایک مکتوب میں قلم بند فرمائی ہے جو انہوں نے حضرت صاحبزادہ محمد معروف صاحب کو تحریر فرمایا تھا۔ اس کا ایک اقتباس یوں ہے۔

''اب کے سال (1983ء) دوبار پاکستان جانا ہوا۔ پہلی بار ۱۹ جنوری کو پاکستان سے دلی آیا پھر ۴ مئی کو گیا اور ۱۸ مئی کو دلی آیا۔ تمہارے ماموں (حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ) کی محبت نے مجبور کیا۔ ۴ مئی کو یہاں (دہلی) سے لاہور گیا۔ وہاں سے جہلم (خانقاہِ سلطانیہ) پھر کوٹلی (خانقاہِ فتحیہ) وہاں سے محمد الٰہی صاحب کے گھر رجور گاؤں، وہاں سے (اصحابِ) رڈا، وہاں سے گل گتہ، وہاں سے خضری مسجد، وہاں سے حافظ فضل کریم کے گاؤں ارنا، وہاں سے نمیتراں، یہ سارا سفر دو دن تک ڈولے (پالکی) میں کیا۔''

جب حضرت شاہ زید رحمۃ اللہ علیہ، حافظ فضل کریم صاحب کے ہاں تشریف لے گئے تو جناب قاری فضل حسین رحمۃ اللہ علیہ ساتھ تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا اس دیہہ کا کیا نام ہے تو انہوں نے عرض کی ''ہرناہ'' فرمایا اگر کوئی عرب ہو تو اسے ''اَرِناہ'' پڑھے۔

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ رجور پہنچے تو آپ کی ملاقات حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ایک سن رسیدہ مرید بابا ستار محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ ان کے ہاتھ میں موٹے دانوں والی تسبیح تھی جسے دیکھ کر آپ محظوظ ہوئے۔ ان کے بارے میں آپ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے صاحبزادہ محمد معروف صاحب سے فرمایا یہ بوڑھا بڑا قابلِ احترام ہے۔اس کی نسبت تمہارے نانا جان سے ہے۔اس سفر کے دوران آپ نے حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی جمیلہ پر یوں تبصرہ فرمایا:۔

"یہ باغ ان کا لگایا ہوا ہے جو اب پھل دے رہا ہے۔"

جناب الحاج رحمت اللہ خان ایڈووکیٹ کے بھائی ظفر اللہ خان جماعتِ اسلامی کے سرگرم کارکن تھے۔ان کی ذاتی لائبریری میں جماعت اسلامی کا اچھا خاصا لٹریچر تھا۔ان کی وفات پر ان کے پسماندگان نے چاہا کہ ان کی یہ کتابیں مسجد شریف، جس کی بنیاد حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہاتھوں سے رکھی تھی، میں موجود لائبریری میں داخل کرادی جائیں تا کہ لوگ انہیں پڑھیں۔اس سلسلہ میں جب حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے رابطہ کیا گیا تو اتفاق سے حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں آئے ہوئے تھے۔آپ نے فرمایا ان سے پوچھ لو۔جب ان سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:"میں مودودی صاحب کی جماعت کو پسند نہیں کرتا۔تمہاری مرضی کتابیں رکھو یا نہ رکھو۔میں منع نہیں کرتا۔البتہ جو وہ کتابیں پڑھے گا بے ادب ہوگا گستاخ ہوگا بعد میں پچھتاؤ گے۔مذہب ایک خوبصورت پھول تھا مودودی صاحب نے اس میں کانٹے چبھو دیئے اسلام کو ناول کے انداز میں پیش کیا۔"

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سردار عجائب سنگھ

سردار عجائب سنگھ ہندوستان کا ایک ٹرانسپورٹر تھا۔ جس کی کوچز امرتسر اور دہلی کے درمیان چلتی تھیں۔ دونوں شہروں میں اُس کے دفتر تھے۔ دربارِ عالیہ اور حضرت خواجہٗ عالم قدس سرہ العزیز سے اس کا رابطہ ایک اتفاق کی بات تھی۔ اس رابطے اور تعلق کا باعث یہ ہوا کہ دہلی کی درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت مرزا مظہرِ جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے سرہانے نصب کردہ کتبہ حضرت خواجہٗ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے کوئٹہ میں تیار کرایا۔ وہ کتبہ بہت بھاری تھا۔ پاکستان سے اس کا دہلی میں پہنچانا بہت مشکل تھا۔ حاجی بنوں خان صاحب اور حاجی محمد الٰہی صاحب کو اس کام کی ذمہ داری سونپی گئی۔

ان کا بیان ہے کہ ہم اس کو لے کر روانہ ہوئے واہگہ بارڈر سے گذرے تو فکر لاحق تھی کہ اسے کسی طرح ریلوے اسٹیشن تک پہنچایا جائے وہ اتنا بھاری تھا کہ کندھوں پر اٹھا کر لے جانا ممکن نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی امدادیوں پہنچی کہ اس وقت امریکن سیاح ہندوستان جا رہے تھے۔ انہوں نے ہماری پریشانی دیکھی تو پوچھا کہاں جانا ہے ہم نے ریلوے اسٹیشن کا ارادہ ظاہر کیا۔ وہ اپنی گاڑی میں ہمیں وہاں پہنچا آئے۔ وہاں ایک اور مشکل سے دوچار ہونا پڑا۔ اسٹیشن ماسٹر کا اصرار تھا کہ اسے عام سامان کی طرح بک کرایا جائے لیکن اس کے نقصان کے خطرہ کے باعث ہم وہ خطرہ مول لینے کو تیار نہ تھے۔ لہٰذا وہاں سے واپس ہوئے۔ وہ سیاح ابھی تک وہیں تھے۔ انہوں نے پوچھا اب کدھر جاؤ گے ہم نے کہا کوچز کے اڈے پر۔ شاید وہاں اللہ تعالیٰ کوئی آسانی کی صورت بنا دے۔ انہوں نے ہمیں وہاں سے اپنی گاڑی پر بٹھایا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور کوچز کے اڈے پر چھوڑ آئے۔ کوچ جو دلی جا رہی تھی۔ اس پر جانے کا ارادہ کیا لیکن اس کے ڈرائیور نے اصرار کیا کہ اس پتھر مبارک کو چھت پر رکھا جائے۔ مگر ہمیں اصرار تھا کہ ڈگی میں اسے حفاظت سے رکھیں گے۔ ہماری تکرار جاری تھی کہ کوچ کا مالک سردار عجائب سنگھ موقع پر آن پہنچا۔ اس نے یہ کہہ کر ہماری مشکل آسان کر دی کہ یہ مقدس پتھر ہے۔ یہ لوگ اپنے گرو کے لیے لے جا رہے ہیں۔ لہٰذا ان کی خواہش کا احترام کیا جائے۔ اور ڈرائیور کو حکم دیا کہ گاڑی جہاں تک جا سکتی ہو وہاں تک اسے پہنچائیں اور کرایہ بھی وصول نہ کریں۔ اس طرح وہ کتبہ بحفاظتِ تمام منزلِ مقصود پر پہنچ گیا۔

دہلی سے واپسی پر ہمیں اسی اڈے پر آنا پڑا۔ کمپنی کے مالک عجائب سنگھ نے ہمیں دوبارہ دیکھا تو ہماری آؤ بھگت کی اور حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے لئے کچھ تحفے بھی بھیجے۔ یہ عجائب سنگھ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان غائبانہ رابطہ تھا۔

کچھ عرصہ کے بعد پاک اور ہند کے درمیان کرکٹ کا میچ لاہور میں ہوا۔ عجائب سنگھ اپنے بھائی کے ساتھ لاہور آیا۔ اور پھر دربارِ عالیہ جہلم میں حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خانقاہِ سلطانیہ میں تشریف فرما تھے۔ وہ اپنے ہمراہ ایک موہڑہ بھی لایا۔ جو حضرت ماموں جی رحمۃ اللہ علیہ کے آخری ایامِ علالت میں ان کو اندر اور باہر لے جانے کے لئے استعمال ہوتا رہا۔ ان دنوں حضرت مائی صاحبہ کلاں رحمۃ اللہ علیہا حیات تھیں۔ عجائب سنگھ نے ان سے بھی ملاقات کی اور بڑی عقیدت کا اظہار کیا۔ اس نے عرض کی کہ میری ایک لڑکی ہے دعا کریں کہ اس کا رشتہ مناسب جگہ ہو جائے۔ روانگی کے وقت وہ لنگر شریف کی دال اور روٹی اپنے بال بچوں کے لیے لے گئے۔ تھوڑے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دنوں کے بعد اس کی بچی کا رشتہ ایک تعلیم یافتہ نوجوان سے ہو گیا۔

اندرا گاندھی کے قتل کے بعد سکھوں پر ایک شدید ابتلاء کا دور آیا۔

عجائب سنگھ کا بیان ہے کہ جب کبھی کوئی مشکل مرحلہ آیا تو ہم حضرت مائی صاحبہ، دربارِ عالیہ کے مینار کے ساتھ اپنے گودام کا تصور کر لیتے۔ اس کی برکت سے وہ مصیبت ٹل جایا کرتی تھی۔

عجائب سنگھ کا کہنا تھا کہ میں بہت سے گروؤں سے ملا ہوں لیکن حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا سے بڑھ کر کوئی اور گرو نہیں دیکھا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت زید ابوالحسن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تیسری بار آمد

حضرت زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ اکتوبر ۱۹۸۴ء میں لاہور تشریف لائے۔
حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ نے ان کو خانقاہِ سلطانیہ اور خانقاہِ فتحیہ گلہار شریف آنے کی دعوت دی۔ جسے آپ نے قبول فرمالیا۔ چنانچہ آپ خود ان کے استقبال کے لئے لاہور پہنچے۔ ۲۰ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو خانقاہِ سلطانیہ نزد کالا دیو میں آپ نے ایک رات قیام کیا۔ حضرت مائی صاحبہ کلاں رحمۃ اللہ علیہا سے ان کی ملاقات ہوئی۔ آپ نے حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا سے دعا کی درخواست کی۔ ۲۱ اکتوبر کو راولپنڈی کے رستہ سے گلہار شریف کا سفر اختیار فرمایا۔ ایک رات خضری مسجد میں بسر کی۔ اگلے روز گلہار شریف پہنچے۔ نمازِ ظہر سے پہلے ڈھنگروٹ والی مسجد میں پہنچے جس کا سنگِ بنیاد آپ نے خود اپنے ہاتھوں سے رکھا تھا نمازِ عصر سے قبل جناب رحمت اللہ خان ایڈوکیٹ ان کی خدمت میں چائے پیش کرنے کے لئے ان کے حجرے میں داخل ہوئے۔ آپ نے وکیل صاحب کو دیکھا تو فرمایا رحمت اللہ! ایک بات سچ سچ بتا دوں۔ یہ بات آپ نے تین دفعہ دہرائی اس کے بعد وہاں سے گلہار شریف کی طرف ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا اور فرمایا "جو یہ کر رہے ہیں دنیا میں کوئی نہیں کر سکتا۔" اس کے بعد خاموش ہو گئے اور چائے نوش فرمائی۔ ۲۴ اکتوبر کو آپ نے تتہ پانی کا دورہ کیا۔ اور ۲۵ اکتوبر کو لاہور واپسی کے لئے سفر اختیار فرمایا۔ رستہ میں حضرت پیر سید نیک عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دی۔ اور چار بجے لاہور نواب صاحب کی کوٹھی پر پہنچ گئے۔
حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ واپسی کے اس سفر میں آپ کے ہمراہ گئے۔ اور لاہور سے واپس ہوئے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سنی کانفرنس میرپور میں شرکت کا حکم

۲۸ اکتوبر ۱۹۸۴ء بروز اتوار میرپور شہر میں اہلِ سنت کی جانب سے ایک عظیم الشان سنی کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ جس میں اکابر اہلِ سنت نے شرکت فرمائی۔ مولانا علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم مقتدر علمائے کرام شریک تھے۔ میرپور کی تاریخ میں یہ ایک بہت بڑا یادگار اجتماع تھا۔ اس میں حاضرین کی تعداد ایک لاکھ کے لگ بھگ تھی۔

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نظامِ سلطانیہ کے تحت جاری مدارس کے اساتذہ اور ائمہ مساجد کو اپنی مساجد میں نماز کا مناسب انتظام کرنے کے بعد شرکت کا حکم دیا۔ چناں چہ اساتذہ کرام اور علمائے عظام نے کثیر تعداد میں شرکت کی دربارِ عالیہ سلطانیہ جہلم سے مولانا محمد نذیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شرکت کی بلکہ اس کانفرنس میں آپ نے خطاب بھی فرمایا۔ آپ کی تصویر اس دن کے اخبار میں اکابر کی تصاویر کے ساتھ چھپی تھی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کا انتقال

۱۰ جنوری ۱۹۸۵ء/ ۱۷ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب ایک بجے حضرت مائی صاحبہ کلاں والدہ ماجدہ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہا نے داعی اجل کو لبیک کہا اور عالم آخرت کو سدھار گئیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا اپنے شوہر نامدار حضرت قبلۂ عالم خواجہ محمد سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کے وصال ۹ مئی ۱۹۳۴ء کے بعد نصف صدی سے زائد عرصہ تک ایک ایسے خاندان برکت توام کی سربراہی کے فرائض انجام دیتی رہیں جس کے روحانی فیض اور دینی اقدار کی حکیمانہ تبلیغ نے دنیا کے ایک وسیع و عریض خطہ کو دینی اور روحانی انقلاب سے آشنا کر دیا۔ ہزار ہا انسانوں کی ہی نہیں بلکہ ہزار ہا خاندان کی کایا پلٹ دی۔

آپ کی ذات پاک ظاہری تعلیم سے عاری تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی بے نیاز اور کریم ذات نے آپ کو مومنانہ فراست، معاملہ فہمی سے نواز رکھا تھا۔ آپ کی ذات بابرکات کمالات کا ایک جہاں اپنے اندر سموئے ہوئے تھی۔ زندگی کا لمحہ لمحہ خدا تعالیٰ کی یاد اور اس کی مخلوق کی خیر خواہی، بھلائی اور اصلاح کی فکر میں مصروف عمل رہا۔

آپ کے شوہر نامدار، حضرت قبلہ عالم خواجہ محمد سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے وقت آپ کے نورِ نظر حضرت خواجۂ عالم خواجہ محمد صادق قدس سرہ العزیز ابھی بچے تھے۔ آپ کی دیگر ہمشیرگان آپ سے بھی چھوٹی تھیں۔ ان حالات میں آپ کے وصال سے خالی ہونے والی مسندِ ارشاد پر صحیح معنوں میں ابتلاء کا وقت تھا۔ اس امر کا خطرہ پیدا ہو چلا تھا کہ سلسلۂ علم و عرفان کی روایت جس کی بنیاد تین سو سال پہلے حضرت خواجہ فتح اللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ نے آزاد کشمیر کے علاقہ میر پور میں رکھی تھی

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہیں منقطع نہ ہو جائے۔ یہ حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی ذات تھی جس نے اس چیلنج کو قبول فرمایا۔ آپ نے اس آبائی مسندِ ارشاد کے تقدس کی بحالی کو مدِ نظر رکھا اور اپنی خداداد صلاحیتوں سے اپنے لختِ جگر نورِ نظر حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کا اہتمام ایسے انداز پر کیا کہ آپ کی ذاتِ مبارکہ طریقت وشریعت کا ایک حسین امتزاج بن کر سامنے آئی۔ جس سے قرونِ اولیٰ کے اسلاف کی یاد تازہ ہو گئی۔ اور خاندان کی علمی وعرفانی ٹمٹماتی شمع کو ایسا روشن کر دیا کہ اس کی ضوفشانی نے دنیا کے کونے کونے میں نور کی کرنیں بکھیرنی شروع کر دیں۔ مساجد ومدارس کا ایک مربوط نظام معرضِ وجود میں آ گیا۔ اس کی بدولت سلف صالحین کے انداز کا اسلامی فکر عام ہو گیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہا نے اگرچہ کسی مکتب ومدرسہ سے تعلیم نہ پائی تھی لیکن آپ کے سیدھے سادے ارشادات علم وحکمت کے خزانے ہوتے۔ جنہیں سن کر پڑھے لکھے لوگ متاثر ہوتے اور علماء وفضلاء ورطۂ حیرت میں چلے جایا کرتے تھے۔ آپ کی باتیں سادہ ہوتیں لیکن قرآن وحدیث کے مطالب ومفاہیم کا آئینہ دار ہوا کرتیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہا نے خانقاہِ سلطانیہ جہلم میں وصال فرمایا اس خانقاہِ مبارکہ کی مسجد شریف کے شمال مغرب میں آپ کو آسودہ لحد کیا گیا۔ چودہ حفاظ کرام نے آپ کی قبرِ انور کھودی۔ جن کی باری نہ ہوتی وہ بیٹھے سورہ یٰسین کی تلاوت کرتے رہتے۔ آپ کی مرقد مبارکہ کو پختہ کرنے کا کام کرنے والے سب باوضو تھے۔ ہزاروں افراد آپ کے جنازہ میں شریک تھے۔ جن میں علماء ومشائخ، دینی اداروں کے شیوخ واساتذہ، قراء وحفاظ کی ایک کثیر تعداد شامل تھی۔ آپ کی سیرت وکمالات کا بیان ایک مستقل تصنیف کا متقاضی ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پروفیسر منظور الحق صدیقی صاحب کا سوال اور اسکا جواب

۲۶ مارچ ۱۹۸۸ء اتوار کے دن پروفیسر منظور الحق صدیقی، ڈاکٹر ضیاء الحق صدیقی اور خاندان کے کچھ افراد حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کو آئے۔ یہ تمام حضرات صدیقی خاندان کی رہتکی شاخ سے تعلق رکھتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے یک جدّی تھے۔ ان سب کی ملاقات حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز سے ہوئی۔ ملاقات کے دوران پروفیسر منظور الحق صدیقی کہنے لگے کہ عرصہ دراز سے ایک سوال میرے دل میں کھٹک رہا ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ سوال مجھ سے پہلے کسی نے نہ پوچھا ہوگا اور یہ بھی امید ہے کہ میرے بعد بھی کوئی نہ پوچھے گا۔ آپ نے ان کو اپنا سوال پیش کرنے کی اجازت دی تو پروفیسر صاحب نے یوں کہا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے اسلاف نے پختہ قبور نہیں بنوائیں۔ لیکن آپ تو ان پر گنبد بھی تعمیر کرواتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے۔؟

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں کہا مسجد نبوی پہلے پہل کچی ہوا کرتی تھی۔ چھت پر کھجور کی ٹہنیاں اور پتے تھے۔ ہوا آتی تو اسے اڑا کر لے جاتی۔ صحابہ کرام کا ارشاد ہے کہ ہم اس مسجد میں کیچڑ میں سجدے کیا کرتے تھے۔ لیکن وہی مسجد آج دنیا کی عظیم ترین مساجد میں سے ایک ہے۔ اس کی عمارت کا حسن و جمال اور پختگی دنیا بھر کی عمارات میں منفرد شان کا حامل ہے۔ کوئی اس عمل کو ناجائز نہیں کہتا۔ اس کی وجہ یہ ہے علت کے تبدیل ہونے سے حکم تبدیل ہو جاتا ہے۔

مزاراتِ مبارکہ کو پختہ بنوانے کا مقصد دکان داری یا کسی مذہبی فریضہ کی بجا آوری نہیں۔ بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جن بزرگوں نے اپنی زندگیوں میں یادِ الٰہی کو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا تھا اور لوگ ان سے ان کی زندگی میں فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔ وصال کے بعد ان کی برکتیں ختم نہیں ہو جاتیں۔ ان کی قبور کے پاس بیٹھنے والوں کو ان سے فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں۔ موسموں میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔ کبھی سردی، کبھی گرمی، کبھی بارش۔ یہ سب قبورِ اولیاء کے قریب دل جمعی سے بیٹھنے میں حائل ہوتے ہیں۔ یہ تعمیرات زائرین کی سہولت کے لئے ہیں تاکہ وہ حاضری کے وقت اطمینانِ قلبی کے ساتھ بیٹھ سکیں اور اپنی مرادیں حاصل کریں۔

اگر کوئی شخص دکان داری چمکانے کیلئے یا اسے مذہبی فریضہ سمجھ کر مقبرہ تعمیر کراتا ہے تو غلط کرتا ہے۔ اسی طرح ہر کس و ناکس کی قبر پر گنبد کی تعمیر بھی درست نہیں۔

ڈاکٹر ضیاء الحق صاحب کہنے لگے کہ علمائے دیوبند کا متفقہ فیصلہ ہے کہ یادگار کے طور پر اتنا ہی کافی ہے کہ قبر پر کتبہ لگا دیا جائے۔

اس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا صرف کتبہ ہی کافی نہیں۔ کیوں کہ اگر کسی شخص کا ارادہ ہو کہ مزار شریف پر جا کر ایک پارہ یا زیادہ قرآنِ مجید کی تلاوت کرے تو چھت نہ ہونے کی صورت میں بارش، شدید گرمی یا شدید سردی میں ایسا نہیں کر سکے گا۔ وہ واپس چلا جائے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قرآنِ مجید کا ایک حرف پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ صرف الٓمٓ پڑھنے سے تیس نیکیاں نامۂ اعمال میں درج ہو جاتی ہیں۔ اگر اطمینان سے بیٹھنے کا وہاں بندوبست نہ ہو گا تو وہ کتنی نیکیوں سے محروم رہے گا۔

باقی رہا مسئلہ گنبد کے جائز یا ناجائز ہونے کا تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ حضرت امامِ ربانی مجددِ الفِ ثانی قدس سرہ العزیز کو تمام فریق امامِ برحق تسلیم کرتے

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں۔غیر مقلد اور دیوبندی حضرات بھی اقرار کرتے ہیں کہ وہ پکے موحد، ناشرِ سنت اور قاطعِ بدعت تھے۔نواب صدیق حسن خان نے تو یہاں تک لکھا کہ آپ کے تمام کشف صحیح اور من جانب اللہ تھے۔انہوں نے اپنی زندگی میں اپنے لختِ جگر حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کا مقبرہ بنوایا۔اگر یہ عمل شرک ہوتا تو آپ ہرگز ایسا نہ کرتے بلکہ اس کے خلاف جہاد کرتے۔جہاں گیر جیسے صاحبِ جبروت اور مطلق العنان حکمران کا آپ نے بڑی بے جگری سے مقابلہ فرمایا۔آپ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہوئے۔فراغت کے بعد فرمایا کہ حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری میزبانی فرمائی ہے۔درگاہ شریف کے خدام نے قبرِ انور کا غلاف پیش کیا۔آپ نے اپنے خادم کے سپرد فرمایا اور فرمایا سنبھال کر رکھنا ہمارے کفن کے کام آئے گا۔

یہ حقائق ہیں دورِ حاضر میں کسی نے ان کو نہیں گڑھا۔تمام قدیم تذکروں میں محفوظ ہیں۔اس کے بعد کھانے کا وقت آ گیا کچھ باتیں رہ گئیں آپ نے قاضی محمد رفیق صاحب کی زبانی کہلا بھیجیں کہ مولوی غلام اللہ خان صاحب اور مولانا مودودی صاحب عمر بھر قبروں اور قبر والوں کے خلاف بولتے اور لکھتے رہے۔مولوی غلام اللہ صاحب دوبئی میں فوت ہوئے وہ بھی اسلامی ملک تھا۔وہاں دفن نہ کیے گئے بلکہ ان کا جسدِ خاکی وہاں سے راولپنڈی لایا گیا اور کیمبل پور لے جا کر دفن کیا گیا۔ مودودی صاحب امریکہ میں فوت ہوئے۔وہاں سے لاہور لا کر دفن کیے گئے۔وہ بھی عام قبرستان میں نہیں بلکہ اپنے مکان کے لان میں۔اگر قبر بالکل غیر اہم ہوتی تو انہیں انہی ممالک یا کسی اور جگہ دفن کر دیا جاتا۔یا سمندر میں پھینک دیا جاتا۔لیکن انہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بڑے اہتمام سے پاکستان لایا گیا یہ سب حقائق دلالت کرتے ہیں کہ انسان اتنا غیر اہم نہیں بلکہ بعد از وفات اس کی اہمیت برقرار رہتی ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محکمہ زکوٰۃ وعشر کی پیش کش اور آپ کا جواب

فرمایا اربابِ اقتدار اور محکمہ عشر و زکوٰۃ کے افسران کی طرف سے بارہا نظامِ سلطانیہ کے تحت چلنے والے مدارس کے لئے زکوٰۃ کی مد سے امداد و اعانت کی پیش کش ہوئی۔ مگر ہم نے ہر بار معذرت کر لی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سرکار کی طرف سے دی گئی رقوم کا آڈٹ ہوتا ہے۔ جب کہ ہمارے درویش اور ائمہ مساجد ریکارڈ مرتب کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ ثانیاً دربار شریف کے زیرِ انتظام مدارس کا ایک جال بچھا ہوا ہے۔ وصول ہونے والی رقم کی تقسیم، ترسیل اور اس کا باحسن وجوہ استعمال ایک مسئلہ ہے۔

اس معذرت کے جواب میں سرکاری حلقوں کی طرف سے کہا گیا کہ نظامِ سلطانیہ کو دی جانے والی رقوم کو آڈٹ سے مستثنیٰ قرار دے دیا جائے گا۔ جواب میں آپ نے فرمایا یہ پیش کش ہمارے نظام کے لئے بڑی حوصلہ افزا ہے۔ لیکن وقت ایک جیسا نہیں رہتا۔ ہوسکتا ہے کہ کل ہمارے نظام یا آپ کے محکمہ کی رائے میں تبدیلی آجائے اور آڈٹ کو ضروری قرار دیا جائے تو پھر شروع سے معاملہ کو سلجھانا پڑے گا۔ اس الجھن میں پڑنا ہمارے بس سے باہر ہے۔

نیز فرمایا ہم فقراء ہیں۔ ماسوی کی گرفتاری سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم اپنی تمام حاجات اس احکم الحاکمین کے حضور پیش کرتے ہیں۔ وہ ہمارے نظام کو رواں دواں رکھے ہوئے ہے۔ اس میں ہمارا کوئی ذاتی کمال نہیں ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نمازِ تراویح میں حافظ صاحبان کی خدمت

۱۹۸۸ء میں رمضان المبارک کے اختتام پر نڑچھ کالونی سے کسی صاحب نے بذریعہ خادم حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حافظ صاحب کی کتنی خدمت کی جائے؟ جواب میں آپ نے فرمایا ان سے کہہ دو ہم خود خدمت کر دیں گے۔ آپ چندہ جمع نہ کریں۔ آپ کی یہی خدمت کافی ہے کہ آپ ان کی اقتداء میں نمازِ تراویح ادا کریں۔ اس نے عرض کی کہ ہم چندہ جمع نہیں کرتے۔ بعض حضرات خود بخود کچھ رقم اس کام کے لئے دے دیتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا جو میسر آئے دے دیں۔ کمی ہوئی تو ہم پوری کر دیں گے۔

ہر سال دربارِ عالیہ کی طرف سے حفاظِ کرام کی خدمت کا ایک معیار مقرر کر دیا جاتا ہے۔ اگر حافظ صاحب کی خدمت معیار سے کم ہو تو اس کمی کو دربارِ عالیہ کی جانب سے پورا کر دیا جاتا ہے۔ اور اگر اس معیار سے زیادہ ہو تو وہ رقم حافظ صاحب کے پاس رہتی ہے۔ ان کو ہدایت دی جاتی ہے کہ موصول ہونے والی رقم گھر میں والدین، بیوی بچوں کو پہنچائیں۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سائیں عبدالمنان رحمۃ اللہ علیہ کی تجہیز و تکفین

سائیں عبدالمنان رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۱۸ء میں پونچھ ضلع کے گاؤں کنویاں میں پیدا ہوئے۔ پورا خاندان مسلکِ اہلِ حدیث سے تعلق رکھتا تھا۔ آپ نے بھی اہلِ حدیث علماء سے علوم کی تحصیل کی۔ مختلف مقامات پر تدریس اور خطابت بھی کی اور بالآخر مولوی صاحب عالمِ جذب میں چلے گئے اور پھر اسی حالت میں آپ کی وفات ہوگئی۔

دربارِ عالیہ گلہار شریف سے آپ کو عقیدت تھی۔ رات کی تاریکی میں وہاں آتے۔ مزار شریف کے قدموں یا مسجد کی سیڑھیوں پر بالعموم ان کو دیکھا جاتا تھا۔ کپڑوں کی کترنوں کی ایک گٹھری اٹھائے رہتے۔ لوگوں سے بہت کم گفتگو کرتے۔ کوٹلی کے علاقہ میں آپ ایک مجذوب شخصیت تھے۔ اس علاقہ میں آپ کا کوئی عزیز رشتہ دار نہ تھا۔

آپ کا انتقال ۵ فروری ۱۹۸۸ء کو اندازاً سحری کے وقت حواریاں مسجد کے قریب برسرِ راہ ہوا۔ استاد غلام حسین صاحب اور جناب محمد یونس صاحب سحری کے قریب آپ کے پاس سے گذرے۔ اس وقت آپ اوندھے منہ زمین پر گرے ہوئے تھے۔ استاد صاحب کو اندازہ ہوا کہ یہ سائیں صاحب ہیں۔ دربارِ عالیہ گلہار شریف پہنچ کر حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی۔ آپ نے حافظ عبدالغفور صاحب کو بھیجا اور فرمایا اگر سائیں صاحب فوت ہو چکے ہوں تو پڑوس میں حاجی عبدالکریم کو لے کر انہیں احترام سے سنبھالیں۔ انہوں نے آکر دیکھا تو واقعی سائیں صاحب وفات پا چکے تھے۔ آپ کے جسدِ خاکی کو دربارِ عالیہ گلہار شریف پہنچایا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گیا۔ آپ کے غسل میں حضرت صاحبزادہ والاشان پیر محمد زاہد دامت برکاتہم العالیہ، صاحب زادہ محمد معصوم صاحب، صاحبزادہ حسنات احمد صاحب، حافظ منظر مسعود صاحب اور دیگر احباب نے شرکت کی۔ غسل کے بعد آپ کی میت کو دیدارِ عام کیلئے رکھا گیا۔ سنگیوں اور مستورات نے زیارت کی۔ لاتعداد مرتبہ کلمہ طیبہ اور درود شریف کا ورد کیا گیا۔

نمازِ جمعہ کے بعد آپ کی نمازِ جنازہ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ کی امامت میں ادا کی گئی۔ جس میں شرکاء کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ پھر بہت بڑے جلوس کی شکل میں آپ کو حواریاں مسجد کے قریب لاکر دفن کر دیا گیا۔ حضرت پیر محمد زاہد صاحب دامت برکاتہم العالیہ، صاحبزادہ محمد معصوم صاحب، حافظ عبدالغفور صاحب اور دیگر احباب کثیر تعداد میں تدفین کے مکمل ہونے تک موجود رہے۔

ہر جمعہ کے دن کچھ مدارس کے طلبہ مزار پر جمع ہو کر قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔ زاں بعد ایصالِ ثواب ہوتا ہے اور شیرینی تقسیم ہوتی ہے۔ سالانہ ختم شریف کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔ آپ کی تجہیز و تکفین، قبر کی پختگی اور چھتری نما گنبد کی تعمیر کے تمام اخراجات دربارِ عالیہ کی طرف سے ادا کیے گئے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ کے تعویذات کی شہرت

۲۴ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ کو آپ نے فرمایا میں بارہا حضرت پیر سید نیک عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر گیا ہوں۔ ایک دفعہ گوہڑہ شریف جہاں پہلے آپ کا مزار شریف تھا حاضر ہوا۔ صوبیدار نیک محمد صاحب ہمراہ تھے۔ میں مزار شریف پر بیٹھا تھا کہ پیر سید مراد علی شاہ کی اہلیہ محترمہ نے پیغام بھیجا کہ فراغت کے بعد گھر تشریف لائیں۔ میں حکم کے مطابق حاضر ہوا۔ وہاں مستورات کی خاصی تعداد جمع تھی۔ جو تعویذات کا مطالبہ کر رہی تھیں۔ میں نے سر جھکا لیا اور ان کے مطالبات پورے کرتا رہا۔ وہاں گاؤں میں یہ عام تاثر تھا کہ ہمارا تعویذ بہت چلتا ہے۔ اور یہ تاثر اب تک موجود ہے۔ چناں چہ مذکورہ بالا تاریخ کو جناب پیر سید مراد علی شاہ گلہار شریف آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی اپنی اہلیہ محترمہ کیلئے تعویذ طلب کئے جو ان کی خدمت میں پیش کر دیئے گئے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تبلیغی جماعت والوں کی زیادتی

۳ مئی ۱۹۸۹ء بدھ کے دن تبلیغی جماعت والوں کا ایک وفد دربارِ عالیہ گلہار شریف پہنچا۔ اور شکایت کی جامع مسجد سمروڑ میں ان کے تبلیغی طائفہ کے ساتھ بدسلوکی کی گئی ہے۔ انہیں مسجد سے نکال دیا گیا ہے۔ ان کے ایک مقامی حمایتی کو مارا پیٹا گیا ہے۔ اس دوران ایک آدمی زخمی بھی ہوا ہے۔ ان کا بیان تھا کہ یہ واقعہ پانچ چھ روز پہلے کا ہے۔ حضرت خواجہٗ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو اس بارے میں کوئی معلومات نہ تھیں۔ پروفیسر اکبر داد صاحب کی معرفت اس امر کی وضاحت کی گئی کہ ائمہ مساجد کو واضح ہدایت ہے کہ مسلمان کہلانے والے ہر شخص کو ہماری مسجد میں نماز کی ادائیگی کی اجازت ہے۔ اگر وہ مسجد میں ٹھہرنا چاہے تو بھی اجازت ہے۔ لیکن کسی بیرونی شخص کو ان مساجد میں اپنے عقیدے اور مسلک کی اشاعت اور پرچار کی اجازت نہیں۔ اگر کوئی عقیدے کا پرچار کرے یا پرچار کرنے پر اصرار کرے تو مودّبانہ انداز میں اسے سمجھایا جائے۔ اگر نہ مانے تو مرکز میں اس کی اطلاع دی جائے۔ ان واضح ہدایات کے باوجود جس واقعہ کا اظہار آپ کر رہے ہیں، ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ بہرصورت صحیح حالات معلوم ہونے تک ہم آپ کو جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں۔ اس وضاحت کے باوجود وہ مسلسل اپنی مظلومیت کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ اور مسجد میں موجود طلبہ کو حملہ آور اور جارح ثابت کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ اسی وقت سمروڑ کے رہائشی لوگوں کی ایک عرضداشت بذریعہ ڈاک موصول ہوئی۔ اس میں اس واقعہ کی تفصیلات درج تھیں۔ اور بتایا گیا کہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت تبلیغی جماعت کے اس گروہ نے مقامی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فضا کو مکدر کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ اور اپنے ہمنوا لوگوں کی ایک جماعت لے کر طلبہ پر حملہ کر دیا۔ یہ عرض داشت اس علاقہ کے عوام کی جانب سے تھی۔ اور انہوں نے اس میں اس امر کا اظہار کیا کہ ہماری مداخلت سے وہ بھاگ گئے اور طلبہ کو نقصان پہنچانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

ان لوگوں کی یہ عرض داشت پروفیسر اکبر داد صاحب نے اس وفد کے سامنے پڑھ کر سنائی۔ تو وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔ خجالت اور ندامت لے کر واپس ہوئے۔

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس سے چند روز پہلے کالج والی مسجد میں اسی طرح کا ناخوش گوار واقعہ پیش آیا۔ تبلیغی جماعت والوں نے وہاں نماز کے بعد تبلیغ کرنا چاہی۔ مگر نمازی ان کی اس حرکت کو ناپسند کرتے تھے۔ انہوں نے ان کو روکا۔ مگر وہ گروہ تبلیغ پر مصر تھا۔ اور کہنے لگا ہمیں یہاں تبلیغ سے کون روک سکتا ہے؟ اس پر نمازیوں اور تبلیغی جماعت والوں کے درمیان تلخی بڑھ گئی۔ انہوں نے ان کے بستر اور سامان مسجد سے باہر پھینک دیئے۔ اس قسم کے واقعات آئے دن پیش آتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ جان بوجھ کر فتنہ بپا کرنے کی خاطر اہلِ سنت کی مساجد کو منتخب کرتے ہیں۔ یہ طریقہ کسی طور سے مستحسن نہیں کہلا سکتا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک عورت کو نصیحت

۳ جون ۱۹۸۹ء ہفتہ کے دن ایک بی بی نے بذریعہ عریضہ یہ عرض پیش کی کہ وہ دربار شریف اپنے خاوند کی اجازت سے دودھ دینے کیلئے آئی تھی۔ اس کی نوجوان لڑکی بھی اس کے ہمراہ تھی۔ مگر جب واپس گھر گئی تو خاوند نے مجھے بمعہ لڑکی کے گھر سے نکال دیا ہے۔ اس عریضہ سے معلوم ہوتا تھا کہ سارا گناہ اور زیادتی خاوند کی ہے اور خود وہ عورت بالکل بے گناہ ہے۔ ایسے معاملات میں حقیقتِ حال کیا ہے؟ اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے استاذ غلام حسین صاحب کی معرفت اس عورت کو پیغام بھجوایا کہ شرعی اعتبار سے خاوند کا حق فائق ہے حضرت مائی صاحبہ کلاں رحمۃ اللہ علیہا فرمایا کرتی تھیں کہ عورت کی روحانی معراج اور دنیوی سکون خاوند کی اطاعت اور خدمت میں ہے۔ بشرطیکہ وہ کسی غیر شرعی عمل کا حکم نہ دے۔ عورت کو چاہیے کہ وہ خاوند کی اجازت کے بغیر مکان کی چار دیواری سے باہر نہ نکلے۔ خواہ اس کا ارادہ کسی بزرگ سے ملاقات کا ہی کیوں نہ ہو۔ اس کا بزرگ اس کا خاوند ہوتا ہے۔ جائز امور میں اطاعت اس کی زندگی کا وظیفہ ہونا چاہیے۔ عورتوں کو زیب نہیں دیتا کہ وہ درگاہوں اور مزارات پر گھومتی پھریں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس بی بی کو نصیحت فرمائی کہ جا کر خاوند سے معافی مانگو۔ اسے اعتماد میں لو۔ آئندہ اس کی اجازت کے بغیر کوئی کام نہ کرو۔ اس کی تابعداری کرو۔ اس سے گھر کے ماحول کو جنتی بنالو۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت زید ابوالحسن دہلوی کی چوتھی بار آمد

حضرت شاہ ابوالحسن زید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی پاکستان میں آمد کے موقع پر حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کی خواہش پر آپ ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو لاہور سے عازمِ گلہار شریف ہوئے۔ لاہور سے بارہ بج کر چالیس منٹ پر روانہ ہوئے۔ خانقاہِ سلطانیہ میں تین بج کر پینتالیس منٹ پر پہنچے۔ وہاں ایک گھنٹہ قیام فرمایا۔ دورانِ قیام آپ اس کمرے میں تشریف لے گئے جہاں پہلے دورہ کے موقع پر حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا سے آپ کی ملاقات ہوئی تھی۔ روانگی کے وقت حضرت حاجی پیر دامت برکاتہم العالیہ نے ان کے ارشاد کے مطابق دُعا مانگی۔

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ بہ نفسِ نفیس آپ کے استقبال کیلئے گیارہ میل آگے تک آئے۔ آٹھ بج کر چالیس منٹ پر یہ قافلہ گلہار شریف پہنچا۔ سنگیانِ طریقت بکثرت موجود تھے۔ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ پیر صاحب کی طبیعت قدرے ناساز ہے لہٰذا کوئی شخص مصافحہ نہ کرے۔ رات دس بجے حافظ فضل کریم صاحب کے ہاتھ ایک کپ چائے پیش کی گئی لیکن آپ نے چائے واپس کردی اور فرمایا تکلیف نہ کریں۔

۱۴ اکتوبر کو صرف نماز کے اوقات میں آپ کی زیارت سنگیوں نے کی۔ ظہر کی نماز مسجد کے ہال میں ادا کی گئی لیکن عصر اور مغرب کی نمازیں مسجد کے صحن میں ادا کی گئیں تاکہ سنگی آسانی سے زیارت کرسکیں۔ آپ نے حضرت پیر محمد زاہد دامت برکاتہم العالیہ سے فرمایا حافظِ قرآن ہو۔ حرام قطعی سے بچو۔ تو ان شاء اللہ جنتی ہو۔ حافظ منظر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسعود صاحب سے فرمایا دہلی میں جب تالیف وتصنیف کے کام سے تھک جاتا ہوں یا اکتا جاتا ہوں تو ان مقامات کا تصور کر کے دل کو بہلا لیتا ہوں۔ یہ مقامات میرے لئے تسکین کا باعث ہیں۔ میری تھکان دور ہو جاتی ہے۔

روانگی کے وقت دیدار کے شائقین مسجد میں صف بستہ کھڑے تھے۔ صرف پہلے شخص سے مصافحہ فرمایا اور باقی کو السلام علیکم کہا حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے پابرہنہ انہیں الوداع کہا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

روایات کی صحت کا اہتمام

جناب الحاج منیر حسین مجددی صاحب نے اپنی یادداشتوں میں لکھا کہ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مجلس میں اپنے پردادا حضرت خواجہ محمد اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ حالات اور واقعات بیان فرمائے اور پھر مجھے فرمایا کہ ان حالات کے راوی مولوی عبدالعزیز آف منڈی بھی ہیں۔ آپ جب ان سے ملیں تو ان کی تصدیق اُن سے کرلیں۔ چناں چہ جب میری ملاقات مولوی صاحب موصوف سے ہوئی۔ تو انہوں نے باولی شریف کے مولوی غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کا مفصل ذکر کیا۔ اور انہوں نے حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے بیان فرمودہ واقعات کو اسی طرح سے بیان فرمایا جس طرح آپ نے ارشاد فرمائے تھے۔ مولوی غلام علی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ محمد اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کر رکھی تھی۔ اور ان کا یہ معمول بھی مشاہدہ کر رکھا تھا۔ کہ آپ ہل جوتتے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ سے قرآنِ مجید کی تلاوت کا آغاز فرماتے اور جب وَالنَّاسِ پڑھتے تو بیل رک جایا کرتے تھے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایوانِ صدر میں امام کی تقرری کا مسئلہ

جناب سردار محمد عبدالقیوم صدر حکومتِ آزاد کشمیر کی جانب سے ایک خط حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف آیا جس میں تحریر تھا کہ راجہ محمد اکرم خان صاحب کی وساطت سے آپ نے جس امام صاحب کی ایوانِ صدر کی مسجد میں تقرری کی خواہش فرمائی تھی اس کا تقرر ہو چکا ہے۔ نیز آپ سے سرکاری معاملات میں دُعا کی درخواست کی گئی تھی اور بوقتِ فرصت حاضری کی اجازت طلب کی تھی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جوابی مکتوب میں صدر صاحب کو ارشادِ ربانی یاد دلایا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا ۔ اس حکمِ خداوندی میں کسی شخص کی ذاتی پسند و ناپسند کی جڑ کاٹ دی گئی ہے اور ہر قسم کی خارجی تحریک و تحریص کی نفی کر دی گئی ہے۔ اصحابِ اقتدار کے سامنے کسی کے انتخاب کے لئے واضح لائحہ عمل پیش کر دیا گیا ہے۔ اسی اصول پر عمل کرنے سے معاشرہ درست بنیادوں پر قائم رہ سکتا ہے۔

اس کے بعد آپ نے حیرت کا اظہار فرمایا کہ جس امام صاحب کی تقرری کا آپ نے ذکر کیا وہ ہمارے علم میں نہیں۔ نہ ہی ہم نے کسی کے تقرر کی خواہش کی اور نہ ہی یہ ہمارا دستور ہے۔ ہم بوریا نشین درویشوں کو بلند ایوانوں میں رسائی حاصل کرنے کی خواہش نہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دہلی میں مزاراتِ شریفہ پر گنبد اور متعدد مشاہیر اولیائے کرام کے مزارات پر غلاف

درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ میں سلسلہ عالیہ کے متعدد مشائخِ کرام کے مزارات شریفہ ہیں۔ مثلاً حضرت مرزا مظہرِ جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم۔ یہ مزاراتِ شریفہ سنگ مرمر کی ایک جالی کے احاطہ میں ہیں۔ پہلے ان پر گنبد نہ تھا۔ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کی طرف سے اس درگاہ شریف کے متولی حضرت شاہ ابوالحسن زید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ان مزاراتِ مبارکہ پر گنبد تعمیر کرانے کی تجویز اور پیش کش ہوئی۔ چناں چہ 80ء کی دھائی کے درمیان وہاں ایک عالیشان گنبد تعمیر کیا گیا۔ اس کیلئے ساری رقم حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے انگلینڈ کے رستہ سے پہنچائی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہر موسم میں زائرین دل جمعی سے وہاں بیٹھ کر اپنے معمولات میں مشغول رہ سکتے ہیں۔

نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان میں مدفون تیس کے قریب مشہور اولیائے کرام کے مزارات شریفہ کے بیش قیمت قبر پوش ارسال فرمائے۔ وہاں کی مختلف مساجد میں مُصلّے اور عصا بھی ارسال فرمائے۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عیدالاضحیٰ پر قیدیوں کو کھانا

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے بے بس اور لاچار انسانوں کا سہارا ہوتے ہیں۔ ان کا خاص دھیان رکھتے ہیں۔ جب کہ دنیادار اپنی دنیا میں مگن ہوتے ہیں۔ ۴ جولائی ۱۹۹۰ء کو عید قربان تھی۔ حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے جیل کے داروغہ سے خادم کے ذریعہ رابطہ کر کے قیدیوں کیلئے کھانا مہیا کرنے کی اجازت طلب کی۔ انہوں نے اس پیش کش کو قبول کیا۔ اور کہا کہ کھانا ساڑھے پانچ بجے تک پہنچ جانا چاہیے۔ کیوں کہ اس کے بعد دیگر انتظامات کرنے ہوتے ہیں۔ قیدیوں اور ان کی نگرانی پر مامور عملہ کی تعداد ایک سو پانچ تھی۔ چناں چہ پانچ بجے ان کو کھانا مہیا کر دیا گیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آنکھوں میں نزول الماء

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک آنکھ کی بصارت ایک عرصہ سے موتیا اترنے کے باعث ختم تھی۔ معالجین نے آپ کو اس کے آپریشن کا مشورہ بھی دیا لیکن یہ معاملہ مؤخر ہوتا رہا۔ ۲۷ اگست ۱۹۹۰ء ۶ صفر ۱۴۱۱ھ پیر کے دن جب آپ دلائل الخیرات کی منزل پڑھنے لگے تو دوسری آنکھ کی بصارت نے بھی ساتھ نہ دیا۔ اس طرح تقریباً ساٹھ سال کا ایک مسلسل عمل (کتابی وظائف کی قراءت) اچانک منقطع ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس سے جو ذہنی کوفت اور قلبی دکھ ہوا ہو گا اس کا اندازہ ہم نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ اولیائے کرام کے ہاں اللہ تعالیٰ کی یاد غذا سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دندانِ مبارکہ کا نکلوانا

ایک عرصہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دندانِ مبارکہ کے اردگرد مسوڑھوں کی گرفت ڈھیلی پڑ چکی تھی۔ کچھ دانت مبارک تو خود بخود نکل گئے۔ باقی ماندہ ہلنے کے باعث کھانا تناول فرمانے میں تکلیف کا باعث بنتے تھے۔ اس لئے تمام کے اِخراج کا فیصلہ کرلیا گیا۔ ڈاکٹر محمود صاحب نے یہ خدمت سرانجام دی۔ چناں چہ

۲۸ ستمبر ۱۹۹۰ء بروز جمعہ ۳ دانت مبارک نکالے گئے۔

۲ اکتوبر ۱۹۹۰ء بروز منگل ۳ دانت مبارک نکالے گئے۔

۱۳ اکتوبر ۱۹۹۰ء بروز ہفتہ نمازِ عصر کے بعد ۲ دانت مبارک نکالے گئے۔

۲۵ اکتوبر ۱۹۹۰ء کی شام کو ایک دانت مبارک نکالا گیا۔

۲۶ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو مزید دو دانت مبارک نکالے گئے۔

۲ نومبر ۱۹۹۰ء کو گوشت میں ملفوف دو داڑھیں نکالی گئی۔

۴ نومبر ۱۹۹۰ء کو گوشت میں ملفوف آخری داڑھ مبارک نکال دی گئی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دہلی سے حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ کے خادم محمد ادریس قریشی صاحب کی آمد

حضرت ابوالحسن زید فاروقی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے منجھلے صاحبزادے اور آپ کی خانقاہِ شریفہ کے متولی اور سجادہ نشین تھے۔ آپ کی ذاتِ والا صفات علم وعرفان کا حسین امتزاج تھی۔ آپ جامعہ ازہر مصر کے فارغ التحصیل اور طریقت میں حضراتِ مجددیہ کی امانتوں کے امین تھے۔ آپ کے دل میں حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مقام تھا۔ طرفین میں باہمی محبت کا تعلق استوار تھا۔ اسی بنا پر آپ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ کی استدعا پر خانقاہِ سلطانیہ جہلم اور خانقاہِ فتحیہ گلہار شریف میں چند مرتبہ تشریف لائے۔

جناب محمد ادریس قریشی صاحب آپ کے خادم اور مرید ہیں۔ وہ پاکستان آئے تو ان کا ارادہ تھا کہ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دی جائے۔ چناں چہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۰ء ہفتہ کے دن آپ الحاج عبدالشکور خالد صاحب کی معیت میں لاہور سے روانہ ہوکر خانقاہِ سلطانیہ جہلم میں پہنچے۔ رات وہاں بسر کی۔ اگلی صبح ۱۷ اکتوبر اتوار کے دن صبح کے وقت عازمِ دربارِ عالیہ گلہار شریف ہوئے۔ اس دن حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے صرف ان کا مصافحہ ہوسکا۔ ۱۸ اکتوبر کو آپ کے ساتھ ان کی ایک نشست ہوئی۔ جس میں دیگر باتوں کے علاوہ انہوں نے یہ بتایا کہ وہ کوئٹہ میں حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ شریف میں بھی گئے۔ ان کے صاحبزادگان سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے بقیہ ایام کوٹلی کے علاقہ میں گذارے اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۳ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو واپس لاہور روانہ ہوئے۔ الحاج عبدالشکور خالد صاحب ان کے ساتھ تھے۔ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ اور احبابِ طریقت نے انہیں کثرت سے تحائف پیش کیے۔ کچھ تحائف حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت صاجزادہ انس صاحب کیلئے بھی تھے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آنکھ کا آپریشن

۱۹ نومبر ۱۹۹۰ء بدھ کے دن حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ آستانہ عالیہ گلہار شریف سے آنکھ کے آپریشن کیلئے ٹیکسلا کے قدیم مشنری ہسپتال کو روانہ ہوئے۔ وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آنکھ کا آپریشن کروایا۔ اور ۶ دسمبر ۱۹۹۰ء اتوار کے روز واپس گلہار شریف تشریف لے آئے۔ آنے جانے کا سفر خیریت و عافیت سے گذرا۔ ۱۰ جنوری ۱۹۹۱ء جمعرات کے دن فجر کی نماز مسجد میں آکر جماعت کے ساتھ ادا فرمانا شروع کی۔ علالت کے دوران بھی حسبِ حال آپ نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کا اہتمام فرماتے رہے۔ چند روز تک مسجد میں آکر آپ نماز جماعت کے ساتھ ادا فرماتے رہے لیکن پھر آپ کو چکر آنے لگے اور مسجد میں آنے کا سلسلہ منقطع کرنا پڑا۔ ۲۱ جنوری پیر کے دن کچھ افاقہ تھا آپ نے فجر اور ظہر کی نمازیں مسجد میں آکر ادا فرمائیں۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گیارہویں شریف کے بارے میں

۲۶ مئی ۱۹۹۱ء کو ایک صاحب نے گلہار شریف حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ کی خدمت میں بذریعہ خادم گیارہویں شریف کیلئے کچھ نذرانہ پیش کیا۔ آپ نے ان سے پوچھا آپ مقروض تو نہیں۔ اگر مقروض ہوں تو پہلے قرض سے چھٹکارا حاصل کریں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ گیارہویں شریف میں خرچ کرنا نیک کام ہے۔ مگر بزرگوں کی روحیں کسی کی تنگی اور عسرت کو دیکھ کر خوش نہیں ہوتیں۔ ان کی تعلیم یہ ہے کہ اپنی جائز اور ضروری ضروریات سے فاضل رقم راہِ خدا میں خرچ کرو۔ جائز ضرورتوں میں اولاد، بیوی اور لوگوں کے حقوق آتے ہیں۔ اگرچہ ان ضروریات سے صرفِ نظر کر کے بھی بزرگوں کی خوشنودی کیلئے خرچ کرنا اپنی جگہ ٹھیک ہے لیکن حقوق العباد کی ادائیگی کو فوقیت حاصل ہے۔

آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ گیارہویں کیلئے یہ طریقہ درست ہے کہ کھانا پکا کر تقسیم کیا جائے لیکن اس میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے کہ کہیں تبرک کی بے ادبی نہ ہو۔ اس سے آسان اور متبادل طریقہ یہ ہے کہ اس رقم کو کسی مسجد یا درس گاہ میں لگا دیا جائے۔ یا کسی ضرورت مند کی ضرورت پوری کر دی جائے۔

اس سے قبل ۱۶ فروری ۱۹۸۱ء ۱۰ ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ ہفتہ کے دن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے استاد غلام حسین صاحب کے ذریعہ تمام مدارس میں یہ پیغام بھیجا کہ ۱۱ ربیع الثانی کو حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایصال ثواب کیلئے ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ، ایک قرآن مجید اور ختم غوثیہ ایک بار پڑھا جائے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شعبۂ حفظ کے طلبہ کیلئے پرائمری تعلیم کا انتظام

۶ جون ۱۹۹۱ء کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پروفیسر اکبر داد صاحب سے فرمایا کہ

تمام مدارس، جہاں ہمارے نظام کے تحت شعبۂ حفظ قائم ہے، میں یہ ہدایت پہنچا دی جائے کہ وہ طلبہ کو قریب کے سکولوں میں داخل کرا دیں اور ساتھ حفظ کی کلاس بھی جاری رکھیں تا کہ حفظ کے ساتھ پرائمری تک تعلیم بھی حاصل کر سکیں۔ ہماری کوشش ہے کہ حفظ کے علاوہ دین کی مبادیات سے ہمارے طالب علم واقف ہوں۔ اور یہ تعلیم اس مقصد کیلئے سودمند ثابت ہوگی۔

نیز آئندہ ہمارے مدارس میں داخلہ کے لئے پرائمری سکول کے معیار تک تعلیم لازمی شرط ہوگی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نمازِ اشراق تک مسجد میں بیٹھنے کا معمول

۱۶ دسمبر ۱۹۹۱ء کو آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے پہلے معمول کے برعکس نمازِ فجر کے بعد مسجد میں تشریف فرما رہے۔ نمازِ اشراق ادا کرنے کے بعد آپ اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے۔ اس کے بعد احبابِ طریقت میں چائے تقسیم کی گئی۔ اس سے پہلے نمازِ فجر سے فراغت کے بعد اپنے حجرہ میں چلے جایا کرتے تھے۔

اسی طرح نمازِ ظہر کے بعد بھی چائے کچھ دیر سے تقسیم کی گئی۔ اس دن کے بعد جب تک آپ کی صحت نے اجازت دی نمازِ اشراق تک مسجد شریف میں معتکف رہنے کا معمول جاری رہا۔ اور چائے کی تقسیم کے اوقات بھی یہی رہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنی سالگرہ منانے کا طریقہ

معاشرہ میں جہاں دیگر طرح طرح کی خرافات نے جڑ پکڑی ہے آسودہ حال لوگوں نے اپنی سالگرہ کو ایک لایعنی جشن کا درجہ دے رکھا ہے۔ چاہیے تو یہ کہ اس دن اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔ اپنی گذشتہ عمر کا محاسبہ کیا جائے۔ اور آئندہ زندگی کیلئے فکر کی جائے لیکن یہ دن غیر شرعی رسوم کا مجموعہ بن چکا ہے۔

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش ۲۵ دسمبر ہے۔ یہ دن احبابِ طریقت کیلئے گویا یومِ تشکر و مسرت ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اصلاح کی غرض سے یہ ہدایت تختہ سیاہ پر لکھ کر اسے نمایاں جگہ رکھنے کا حکم دیا۔

"دو نفل پڑھ کر بندہ کیلئے حضورِ حق دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سابقہ گناہ معاف کر دے اور آئندہ نیک اعمال کی توفیق دے اور انجام بالخیر ہو۔"

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صاحبزادہ علی احمد بفوی کا سفرِ آزاد کشمیر و پنجاب

جناب صاحبزادہ علی احمد بفوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ المشائخ حضرت خواجہ حاجی محمد بفوی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تھے۔ اس اعتبار سے وہ دربارِ عالیہ گلہار شریف، دربارِ عالیہ سلطانیہ جہلم اور دیگر احبابِ طریقت کے ہاں واجب الاحترام تھے۔ آپ عمر کے آخری حصہ میں فالج کے عارضہ میں مبتلا ہو گئے۔ علالت نے طول پکڑا۔ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ گاہے گاہے ان کی بیمار پرسی کیلئے مختلف سنگیوں کو بفہ شریف روانہ کرتے رہے۔ اور آپ کے حالات سے باخبر رہا کرتے تھے۔ سردی کا موسم فالج کے مریض کیلئے نقصان دہ ہوتا ہے۔ لہٰذا حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت صاحبزادہ صاحب سے باہمی مشورہ اور حصولِ رضا مندی کے بعد ۸ جنوری ۱۹۹۲ء کو انہیں بنگہ حیات تک لے جانے کیلئے گاڑی بھیجی۔ ان کے ساتھ ان کی اہلیہ محترمہ، ایک بیٹا اور ایک بیٹی آئے۔ ۹ جنوری کو یہ گاڑی خانقاہِ سلطانیہ جہلم پہنچی وہاں سے ۱۱ جنوری کو حافظ فضل کریم صاحب اور حاجی زمان علی صاحب کے صاحبزادے جناب عبدالرزاق صاحب آٹھ بجے ان کے ہمراہ بنگہ حیات کی طرف روانہ ہوئے۔ نماز مغرب کے وقت بخیر وعافیت وہاں پہنچے۔ بنگہ حیات میں آپ کا قیام ۲ فروری ۱۹۹۲ء اتوار کے دن تک رہا۔ واپسی کے وقت وہاں کے امام مولانا محمد جمیل صاحب اور دیگر احبابِ طریقت نے ان کی خدمت میں نذرانہ اور تحائف پیش کئے۔

صاحب زادہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو وہاں سے گلہار شریف پہنچانے کی خدمت الحاج عبدالشکور خالد صاحب کے حصہ میں آئی۔ رستہ میں ایک رات انہوں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے سوکاسن (کانگڑہ) میں گذاری اور اگلی صبح حضرت پیر سید نیک عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دے کر گلہار شریف کیلئے روانہ ہوئے۔ عصر سے پہلے وہاں پہنچ گئے۔ گلہار شریف آپ ۵ فروری تک رہے۔ الوداع کے وقت حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ الگ گاڑی پران کے ساتھ چھنی پل تک تشریف لے گئے۔ وہاں معزز مہمان کو رخصت کیا۔ الوداعی ملاقات پر حضرت صاحب زادہ صاحب پھوٹ پھوٹ کر روئے۔ الوداعی نذرانے پیش ہوئے اور قافلہ بفہ شریف کی طرف روانہ ہوگیا۔ دورانِ راہ سنگیوں نے کثرت سے نذرانے پیش کیے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیرسٹر سلطان محمود وزیرِ اعظم آزاد کشمیر کو نصائح

آزاد کشمیر کے وزیرِ اعظم بیرسٹر سلطان محمود ۲ مارچ ۱۹۹۲ء کو گلہار شریف دربارِ عالیہ میں حاضر ہوئے۔ پروفیسر اکبر داد صاحب کی معرفت اپنی آمد کی اطلاع حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچائی۔ آپ نے پروفیسر صاحب کی معرفت انہیں یہ نصیحتیں ارشاد فرمائیں۔

"مخلوق کے کام کرنا اچھی بات ہے۔ یہ نیک کام ہے۔ مگر افضل نیکی احکامِ خداوندی کی بجا آوری ہے۔ شریعتِ مطہرہ کے اوامر ونواہی کا لحاظ ضروری ہے۔ زندگی مستعار ہے یہ ایک امانت ہے نہ معلوم کب واپس لے لی جائے۔ دنیا میں دوبارہ آنے کا موقع نہ ملے گا۔ اس لئے ہر لمحہ کو یادِ خدا میں گذارنا چاہیے تاکہ بعد میں پچھتاوا نہ ہو۔ دنیا کا مال ودولت یہیں دھرا رہ جائے گا۔ صرف وہ لمحات کام آئیں گے جو یادِ خدا میں بسر ہوئے۔ اپنے آپ کو دھوکے میں نہ رکھنا چاہیے۔"

آخر میں کہلا بھیجا کہ اُمید ہے کہ یہ باتیں آپ کے سماع پر گراں نہ گذری ہوں گی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انفلوئنزہ اور ہچکی

۱۵ اپریل ۱۹۹۲ء کو ۱۴۱۲ھ کی عید الفطر تھی۔ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ عید سے چند روز قبل انفلوئنزہ کے باعث علیل ہو گئے۔ علالت اتنی شدید تھی کہ خدامِ بارگاہ کی باریابی بھی معطل ہو گئی۔ ۱۸ اپریل کو کچھ افاقہ تھا۔ لیکن ۱۹ اپریل سے ہچکی بھی شروع ہو گئی۔ علالت کے باوجود آپ نے شوال کے روزے عید کے اگلے دن سے رکھنے شروع کر دیئے تھے۔ ۱۱ اپریل کو آپ کا آخری روزہ تھا۔ اس کے بعد علاج شروع ہوا۔ متعدد ڈاکٹروں اور اطباء کی دوائیں استعمال ہوئیں لیکن افاقہ ندارد۔ ہچکی کی آواز بعض اوقات اتنی بڑھ جاتی کہ نچلی منزل میں پہنچ جاتی تھی۔ حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے ۲۷ دفعہ سورہ یٰسین شریف اور سوا لاکھ مرتبہ یا سلام کا ختم مستورات سے پڑھایا۔ حضرت مفتی محمد امین صاحب فیصل آبادی نے بھی ایسا ہی ختم کرایا احباب طریقت کثرت سے بیمار پرسی کیلئے آنے لگے۔ تقریباً اٹھارہ بیس دن کی شدید علالت کے بعد آپ کی صحت بحال ہوئی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نوافل میں قرآنِ مجید کی سماعت

۲۷ اگست ۱۹۹۰ء سے آپ کتابی وظائف پڑھنے سے بوجہ نزول الماء کے معذور ہو چکے تھے یہ سلسلہ آپ کی ایک آنکھ کے کامیاب آپریشن کے بعد تک جاری رہا۔ اس سے قبل تقریباً ساٹھ سال سے کتابی وظائف آپ کے معمول میں داخل تھے۔ جن میں قرآنِ مجید کے علاوہ دلائل الخیرات وغیرہ شامل تھیں۔

کسی حد تک تلافیِ مافات کے خیال سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی حافظ صاحب سے روزانہ سوا پارہ سماعت فرمانے کا ارادہ فرمایا۔ اس مبارک کام کے آغاز کی سعادت قاری محمد اجمل منصور صاحب کے حصہ میں آئی۔ آپ نے ۱۸ اپریل ۱۹۹۱ء کو دن کے چار بجے دو رکعتوں میں سوا پارہ سنا کر اس منصوبہ کا آغاز کیا۔ اس پر نصف گھنٹہ کا وقت صرف ہوا۔ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ بغیر کسی دعوت کے بیس پچیس افراد شامل ہو گئے۔ اس کے بعد اتنی منزل دو رکعتوں کی بجائے چار رکعتوں میں سنائی جانے لگی تا کہ بوڑھے اور کمزور سنگیوں کو زیادہ دقت نہ ہونے پائے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت جدِّ اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی پاکستان میں منتقلی کا منصوبہ

زبدۃ الاولیاء حضرت قاضی قوام الدین رحمۃ اللہ علیہ رہتک اور میرپور کے صدیقی خانوادوں کے جدِامجد تھے۔ آپ تغلق خاندان کے عہدِ حکومت میں سیستان سے ہندوستان میں وارد ہوئے اور رہتک کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے۔ وصال کے بعد ان کا مزار رہتک میں تیار ہوا۔ جہاں آپ کی اولاد کثرت سے آباد تھی۔ مغلیہ دور کے خدا رسیدہ بادشاہ اورنگ زیب عالم گیر رحمۃ اللہ علیہ کے عہدِ حکومت میں اسی خاندان کے ایک چشم و چراغ حضرت قاضی فتح اللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ نے میرپور (آزاد کشمیر) کی آبادی کے وقت وہاں کی قضاء کا عہدہ قبول فرمایا اور اس طرح اس خاندان کی ایک شاخ یہاں آباد ہوگئی۔

۱۹۴۷ء میں پاکستان بننے کے باعث رہتک کے پورے صدیقی خانوادے کو وہاں سے ہجرت کرنا پڑی۔ جو یہاں آکر مختلف شہروں میں آباد ہوگئے۔ اور کچھ عرصہ کے بعد رہتکی اور میرپوری ہر دو شاخوں کا باہمی تعارف ہوا۔ ان کے جدِّ اعلیٰ حضرت قاضی قوام الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی قبرِ انور رہتک میں تھی۔ اور وہاں خاندان کا کوئی فرد موجود نہ رہا۔ جو اس کی حفاظت اور نگرانی کرسکے۔ لہٰذا یہ خیال پیدا ہوا کہ آپ کے مزار شریف کو پاکستان میں منتقل کرلیا جائے۔ پھر ان کے شایانِ شان ان کے مزار شریف کے ساتھ مسجد اور دینی ادارہ قائم کیا جائے۔

چناں چہ رہتک کے صدیقی خاندان کے چار افراد مزارِ مبارک کی صورتِ حال اور وہاں سے پاکستان منتقلی کے منصوبے کی تفصیلات کا جائزہ لینے کیلئے ۱۲ اپریل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۹۹۱ء کو رہتک پہنچے۔ وہاں انہوں نے دیکھا کہ وہاں کا نقشہ مکمل طور پر تبدیل ہو چکا تھا۔ مزار شریف کے احاطہ سے تقریباً ۴ فٹ مٹی اٹھا دی گئی تھی۔ اور قبرِ انور کی جگہ آٹا پیسنے کی چکی نصب تھی۔ اس پورے احاطہ پر شرنارتھیوں کا قبضہ تھا۔ اور وہاں انہوں نے دکانیں بنا رکھی تھیں۔ وکلاء سے مشورہ کرنے پر پتہ چلا کہ اگر اس خاندان کا کوئی فرد ہندوستان کا باشندہ ہو تو وہ دیوانی دعوی کرنے کا مجاز ہے۔ لیکن اگر مقدمہ کا فیصلہ اس کے حق میں ہو بھی جائے تو قابض غیر مسلموں کو بے دخل کرنے کیلئے اس زمین کی قیمت انہیں ادا کرنا ہوگی۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ نے اس سلسلہ میں یہ پیش کش فرمائی کہ اس منصوبہ پر اٹھنے والے اخراجات میں آپ کا مالی تعاون شامل رہے گا۔ اور ہندوستان میں مطلوبہ رقوم کی ترسیل کی ذمہ داری کا وعدہ بھی فرما لیا۔ پروگرام یہ تھا کہ مزار شریف کی منتقلی کی اجازت ملنے کی صورت میں اسلام آباد میں ایک مناسب اور وسیع قطعہ اراضی خریدا جائے جہاں آپ کو دفن کیا جائے لیکن یہ منصوبہ متعدد موانع کے باعث پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کار کا نذرانہ اور اس کا مصرف

مہربان ولد میراں داد سکنہ ڈھمول بسلسلہ روزگار انگلینڈ میں مقیم ہیں۔ وہ وطن واپس آئے اور واپس جانے کے وقت ۲۲ مئی ۱۹۹۲ء کو ایک کار حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کی خدمت میں پیش کی۔ اور عرض کی کہ میں انگلینڈ سے یہ اس لئے لایا تھا کہ واپسی پر دربار شریف میں بطورِ نذرانہ پیش کروں گا۔ انہوں نے گاڑی کو دربارِ عالیہ کے نام ٹرانسفر کر کے کاغذات گاڑی کے ساتھ پیش کر دیئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم درویش ہیں۔ اول تو ہمیں کہیں جانا نہیں ہوتا اور جب کبھی کبھار اس کی ضرورت پیش آ جائے تو ذاتِ باری کی کارسازی پر ہمارا بھروسہ ہے۔ ہم ذاتی ضروریات پر مسجدوں کی ضروریات کو ترجیح دیتے ہیں۔ اسے فروخت کر کے اس کی رقم کو مسجد میں صرف کرنے کا ارادہ ہے۔ کچھ حضرات نے اس سلسلہ میں رابطہ بھی کیا۔ لیکن جناب حاجی محمد مسعود صاحب نے یوں عرض کی کہ ان کے والد صاحب کچھ دنوں سے بعارضۂ فالج علیل ہیں اور ان کے علاج معالجہ کی ضرورت کے پیش نظر گاڑی رکھنا ان کی ضرورت بن گیا ہے۔ اگر دربار شریف اس گاڑی کو فروخت کرنے کا ارادہ کرے تو میں اس کی مارکیٹ کی موجودہ قیمت پیش کر دوں گا۔ چناں چہ وہ گاڑی ان کے سپرد کر دی گئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ چند دن اسے رکھیں۔ اسے چلائیں اور اگر اطمینان ہو تو خرید لیں۔ انہوں نے ۲۸ مئی کو ایک لاکھ پچیس ہزار روپیہ ارسال کیا اور کہا اس کی باقی قیمت جلد ہی ادا کر دوں گا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہمارا خیال ہے کہ اس سے حاصل شدہ رقم راولاکوٹ کی مسجد کے ساتھ باپردہ رہائشی کمروں کی تعمیر پر صرف ہو تا کہ وہاں جانے والی مستورات کے لئے آسانی ہو۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صاحب زادہ علی احمد بفوی کا انتقال

صاحب زادہ علی احمد بفوی رحمۃ اللہ علیہ عرصہ سے علیل تھے۔ جس کا ذکر سابقہ صفحات میں ہو چکا ہے۔ اور بقولِ شاعر

کشتِ زیست کا حاصل ہے موت

۵،۶ جون ۱۹۹۲ء کی درمیانی شب ڈیڑھ بجے دربارِ عالیہ گلہار شریف ان کے وصال کی پر ملال خبر بذریعہ ٹیلی فون موصول ہوئی۔ سحری کے وقت حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو اس سے آگاہ کیا گیا۔ خانقاہِ فتحیہ گلہار شریف اور خانقاہِ سلطانیہ جہلم سے کثیر تعداد میں برادرانِ طریقت جنازہ میں شرکت کیلئے روانہ ہوئے۔

نمازِ جنازہ حضرت حاجی پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے پڑھائی اور مرحوم کو اپنے والد ماجد کے قدموں میں سپرد خاک کیا گیا۔ بوقتِ تدفین سنگیوں نے کھڑے ہو کر تلاوتِ قرآنِ مجید کی۔ تدفین کے بعد کچھ سنگی واپس آ گئے۔ اور کچھ نے رات وہاں بسر کی اور صبح کو واپس ہوئے۔

فقیر راقم الحروف نے آپ کے وصال پر کچھ تاریخی مادے نکالے ایک یہاں درج کیا جاتا ہے۔

ہاتفے آہ کرد با ایمن نوشت
6 101

جائے پاکش یا الٰہی در بہشت

1412 = 101+6+1305ھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک طالب علم کی اچانک موت

درس شریف چوکی ٹینڈہ کے طلبہ کو حسب معمول ۲۷ جون ۱۹۹۲ء کو صبح سویرے اٹھایا گیا تو ایک طالب علم محمد عمران ولد محمد صادق ساکن دھنواں کے بازو پر سانپ لپٹا ہوا تھا۔ اس نے اسے کاٹ لیا۔ وہ اتار کر وضو کرنے کے لئے دوڑ پڑا۔ گاؤں میں خبر پہنچی تو مقامی طور پر جو کچھ میسر آیا علاج کیا گیا۔ پھر کوٹلی ڈسٹرکٹ ہسپتال میں اسے لایا گیا۔ باہمی مشورہ کے بعد ڈاکٹروں نے انجیکشن دیا۔ لیکن اس کا وقت موعود آچکا تھا۔ وہ طالب علم خالق حقیقی سے جاملا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

یہ طالب علم والدین کی خواہش کے برعکس درس میں داخل ہوا تھا۔ اس کا ایک بھائی پہلے درس میں داخل رہ چکا تھا لیکن وہ اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ کر چلا گیا۔ اس سعادت مند بچے نے اسے اپنے لئے ایک چیلنج بنالیا۔ اس کا کہنا تھا کہ میں تعلیم مکمل کر کے دکھاؤں گا۔ اس نے ابھی سورہ یٰسین مکمل اور سورہ صافات آدھی یاد کی تھی۔

طالب علم کا جسد خاکی دربارِ عالیہ گلہار شریف لایا گیا۔ جسے دیکھ کر کئی سنگی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے دیکھنے کا ارادہ کیا لیکن اس کی اچانک موت کے باعث آپ کی طبیعت پر شدید اثر تھا جس کے باعث آپ ہمت نہ کر سکے۔ والدین کے اصرار پر اس کی لاش کو آبائی گاؤں میں دفن کر دیا گیا۔

۲۹ جون کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نشست میں اس بچے کے بارے میں کچھ کہنا چاہا۔ مگر فرطِ غم سے آپ کی ہچکی بندھ گئی اور آپ زاروقطار رونے لگے۔ سات آٹھ منٹ تک آپ کوئی لفظ زبان سے ادا نہ کر سکے۔ پھر فرمایا اس بچے کی معصومیت،

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ذہانت، تلاشِ حق کی جستجو اور طلبِ علم میں موت نے میرے اعضا کو شل کر دیا ہے۔
جونہی دھیان اس بچے کی طرف جاتا ہے باوجود کوشش کے ضبط کا یارا نہیں رہتا۔ اس کی
موت میں شہادت کی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی آمد

حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ اس سے قبل چار دفعہ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کی دعوت پر خانقاہِ سلطانیہ جہلم اور خانقاہِ فتحیہ گلہار شریف تشریف لا چکے تھے۔ آپ اگست ۱۹۹۲ء کو پاکستان آئے۔ آپ کے ساتھ آپ کے اکلوتے پوتے حضرت انس مدظلہ العالی بھی تھے۔ ان کا ارادہ تھا کہ اپنے پوتے کو اپنے رشتہ داروں اور دربارِ عالیہ سلطانیہ اور دربارِ عالیہ فتحیہ سے بھی متعارف کرائیں۔

چناں چہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ۳ ستمبر کو لاہور سے روانہ ہو کر سوا نو بجے خانقاہِ سلطانیہ جہلم پہنچے۔ آپ کے ساتھ آپ کے پوتے حضرت انس مدظلہ العالی اور ڈاکٹر محمد نسیم صاحب کے صاحب زادے بھی تھے۔ رات وہاں قیام رہا۔ اگلی صبح وہاں سے روانہ ہو کر سوا بارہ بجے گلہار شریف دربارِ عالیہ میں پہنچے۔ رستہ میں صاحبزادگان نے قلعہ منگلا دیکھا اور آپ نے حضرت پیر سید نیک عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ پڑھی۔ مراقبہ کیا اور طویل دُعا مانگی۔

۴ ستمبر کو جناب صاحب زادہ محمد معصوم صاحب کے ہمراہ صاحب زادگان راولاکوٹ صحت افزاء مقام پر گئے۔ اور خود حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ گلہار شریف قیام پذیر رہے۔ ۶ ستمبر صبح ساڑھے چھ بجے یہ قافلہ واپس لاہور کو روانہ ہوا۔

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ اور سنگیوں نے انہیں الوداع کہا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت میاں فضل الٰہی معروف بہ ماموں جی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال

حضرت میاں فضل الٰہی رحمۃ اللہ علیہ جو سنگیوں میں ماموں جی کے عرف سے مشہور تھے۔ ایک عرصہ سے صاحب فراش تھے۔ ۲ نومبر ۱۹۹۲ء کو آپ نو بج کر سات منٹ پر وصال فرما گئے۔ وصال سے پہلے حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کی غرض سے گلہار شریف جانے کا ارادہ تھا۔ لیکن علالت کے باعث یہ سفر ممکن نہ ہو سکا۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کو اس الم ناک حادثہ کی اطلاع بذریعہ ٹیلی فون دی گئی۔ اور جنازے کے پروگرام کے بارے میں ہدایات طلب کی گئیں۔ آپ نے جنازہ کا وقت ۳ نومبر صبح دس بجے مقرر فرمایا۔ طبیعت کی علالت کے باعث آپ خود جنازہ میں شرکت نہ فرما سکے۔ نمازِ جنازہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے احاطہ میں ادا کی گئی جس میں کثیر تعداد میں زندگی کے ہر شعبہ کے افراد نے شرکت کی۔ اور آپ کو حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے مزار شریف سے متصل مغربی سمت میں دفن کیا گیا۔

آپ کو دین سے کامل محبت حاصل تھی۔ سنگیوں میں طہارت، نماز، وضو، غسل کے مسائل بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپ اخلاص اور للّٰہیت کے مجسمہ تھے۔ اپنی ذات کیلئے کسی سے ناراض نہ ہوتے لیکن دین کے معاملہ میں کسی نرمی کے قائل نہ تھے۔ حق بات ڈنکے کی چوٹ پر کہتے۔ کسی قسم کا خوف آپ کو اس سے باز نہ رکھ سکتا تھا۔ عمر بھر نماز باجماعت ادا کی۔ اور جب تک طاقت نے ساتھ دیا مسجد میں آکر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باجماعت ادا فرماتے رہے۔ بسترِ علالت پر بھی اس معمول میں فرق نہ آنے دیا۔ آپ کے حالات پر مستقل کتابچہ طبع ہو چکا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت پیر محمد زاہد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی والدہ ماجدہ کا انتقال

۲۳ جنوری ۱۹۹۳ء ہفتہ کے دن، دن کے دو بج کر پندرہ منٹ پر گلہار شریف میں حضرت مائی صاحبہ قبلہ رحمۃ اللہ علیہا انتقال فرما گئیں۔ اس عظیم حادثہ سے صرف حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان ہی متاثر نہ تھا۔ بلکہ ہزاروں طالبات راہِ ہدایت، دینی وروحانی رہنمائی سے محروم ہوگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کا وجودِ مسعود طبقۂ اناث کیلئے بالخصوص اللہ تعالیٰ کی نعمتِ غیر مترقبہ تھا۔ یہ طبقہ ضروریاتِ دین سے بالکل بے بہرہ تھا۔ حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی آمد پر انہیں دین کی سمجھ ملی۔ حلال وحرام کی تمیز عطا ہوئی۔ عبادات کا شوق پروان چڑھا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پہچان ہوئی۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز سے آپ کی متاہل زندگی ۲۶ سال کے عرصہ تک محیط رہی۔ اپنے شوہرِ نامدار رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ کے تعلق کی نوعیت ایک بیوی سے بڑھ کر ایک بااخلاص مریدہ کی سی تھی۔ آپ کی حیاتِ مستعار کے آخری لمحات میں موجود بااخلاص مستورات کی جانب سے اصرار ہوا کہ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ کو بلایا جائے مگر آپ رحمۃ اللہ علیہا اس کے لئے تیار نہ تھیں۔ ان کا فرمانا تھا کہ میں اب اتنی لاغر اور کمزور ہو چکی ہوں کہ اُن کی آمد پر آپ کا ادب کما حقہ بجا نہ لا سکوں گی۔ میں چارپائی پر ہوں اور آپ فرش پر کھڑے ہوں گے جو ادب کے خلاف ہے۔ میں زندگی میں آپ کی بے ادبی کا سوچ بھی نہیں سکتی لہٰذا آپ کو تکلیف نہ دی جائے۔

وصال سے کچھ عرصہ پہلے آپ کی علالت کا آغاز ہوا۔ لیکن آخر وقت تک آپ نے اس بیماری کی پرواہ نہ کی۔ تمام معاملات معمول کے مطابق انجام دیتی رہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس دوران ہر قسم کے علاج سے انکار فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور رضا پر صبر و شکر کا ایسا دامن تھاما کہ ماسوی اللہ کسی سہارے کی جانب توجہ نہ فرمائی۔ بوقتِ وصال آپ کی زبان سے لفظ توبہ ادا ہوا اور سانس کے ساتھ اسمِ ذات کا ذکر جاری تھا کہ آپ نے اپنی جان جان آفرین کے سپرد فرمادی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہا نے وصیت فرما رکھی تھی کہ انتقال کے فوراً بعد میری تجہیز و تکفین عمل میں لائی جائے۔ اس میں کسی قسم کی تاخیر نہ کی جائے اور کسی کا انتظار نہ کیا جائے۔ چناں چہ جہلم خانقاہ سلطانیہ کے سوا کہیں اطلاع نہ دی گئی۔ اور انہیں بھی اگلے دن صبح آنے کو ہدایت کی گئی۔ رات دس بج کر بیس منٹ پر آپ کی نمازِ جنازہ وصیت کے مطابق خود خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔ جنازہ میں کل ۲۳ افراد نے شرکت کی۔ اس کے بعد دس بج کر پینتالیس منٹ پر آپ کو سپردِ خاک کردیا گیا۔ وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک ۵۱ سال ۷ ماہ اور ۲ روز تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت شاہ ابوالحسن زید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت

حضرت امامِ ربانی مجددِ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں اپنے دور میں سب سے نمایاں صاحب علم وعرفان حضرت شاہ ابوالحسن زید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۲ دسمبر ۱۹۹۳ء کو ہندوستانی وقت کے مطابق صبح نو بجے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔اس دن صبح سے حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت پر اداسی اور افسردگی کا غلبہ تھا۔نہ آپ نے صبح کی چائے نوش فرمائی اور نہ ہی دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔یہ خبر نمازِ ظہر کے بعد پونے تین بجے دربارِ عالیہ گلہار شریف پہنچی۔

وصال سے چند ماہ پیشتر آپ پر فالج کا حملہ ہوا۔جس سے جسم اور دماغ متاثر تھے۔حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی علالت پر خاصی تشویش تھی۔آپ کی خواہش تھی کہ دو ایسے سنگی ہوں جن کو دہلی جانے اور وہاں قیام کرنے میں ویزہ کی دشواری نہ ہو تا کہ ان کو آپ کی خدمت پر مامور کیا جا سکے۔ابھی یہ تگ ودو جاری تھی کہ آپ کی رحلت کا پیغام آن پہنچا۔

مرحوم ۱۹۷۴ء سے ۱۹۹۲ء تک پانچ دفعہ دربارِ عالیہ سلطانیہ جہلم اور دربارِ عالیہ گلہار شریف تشریف لائے۔انہیں حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے خصوصی تعلقِ خاطر تھا۔ایک دفعہ فرمایا ”مجھے نہ کسی مسجد سے کام ہے نہ کسی اور مخلص سے ملاقات سے سروکار۔میں تو صرف حضرت صاحب کے پاس جاؤں گا۔انہیں مجھ سے محبت ہے اور مجھے ان سے محبت ہے۔اس لئے ان سے ملنے جاؤں گا“۔ایک دفعہ فرمایا ”وہ بڑے مہربان ہیں۔میں ان کیلئے دُعا کرتا ہوں“۔

اگلے دن ۳ دسمبر بروز جمعہ نمازِ اشراق اور نمازِ جمعہ کے بعد آپ کے ایصالِ ثواب کیلئے سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص اور درود شریف پڑھ کر ایصالِ ثواب کیلئے دُعا کی گئی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جامع مسجد الفردوس میں ایک حادثہ

عبدالمجید صاحب سمنی علاقہ نکیال کے رہائشی تھے۔ حضرت صاحب زادہ پیر محمد زاہد دامت برکاتہم العالیہ کے مرید اور دربارِ عالیہ سے والہانہ محبت کرنے والے انسان تھے۔ نماز باجماعت ادا کرتے اور کوشش کرتے کہ پہلی صف میں جگہ مل جائے۔ عمر چھبیس ستائیس برس تھی۔ درزیوں کا کام کرتے اور آپ کی دکان نکیال میں تھی۔

۸ ستمبر ۱۹۹۴ء کو کچھ انگور اور قرآنِ مجید کا ایک نسخہ حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ رات گذارنے کیلئے جامع مسجد الفردوس کی گیلری میں سوئے۔ ان کے پہلو میں دو اور صاحب تھے۔ ایک صاحب نے بتایا کہ رات تقریباً بارہ بجے میں نے دیکھا کہ وہ چل رہے ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ کسی ضرورت کی بنا پر جاگے ہیں۔ اور یہاں کے واقف ہیں۔ میں نے چہرہ ڈھانپ لیا۔ اچانک ڈھرام سے ان کے نیچے فرش پر گرنے کی آواز آئی۔ دوسرے ساتھی کو بیدار کیا اور جلدی سے نیچے آئے۔ وہ فرش پر چت پڑے تھے۔ ساتھ والے کمرے سے قاضی محمد رفیق صاحب کو اٹھایا۔ اتنے میں حضرت صاحب زادہ پیر محمد زاہد صاحب دامت برکاتہم العالیہ بھی تشریف لے آئے۔ انہیں ہسپتال منتقل کیا گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ حالت تشویش ناک ہے۔ چند گھنٹے وہ موت وحیات کی کش مکش میں مبتلا رہے اور آخر صبح پونے چھ بجے موت کی آغوش میں چلے گئے۔

ان کے والدین کو حادثہ کی اطلاع فون کے ذریعہ دی گئی اور ساتھ ہی یہ پیغام بھی بھیجا گیا کہ وہ ادھر آنے کی کوشش نہ کریں۔ مرحوم کی میت تقریباً ۱۲ بجے دن کو وہاں پہنچادی جائے گی۔ میت کوفی الفور دربارِ عالیہ گلہار شریف پہنچایا گیا۔ غسل اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کفن کا بندوبست کر کے نمازِ جنازہ حضرت صاحبزادہ پیر محمد زاہد دامت برکاتہم العالیہ کی امامت میں ادا کی گئی۔ بڑی تعداد میں سنگیوں نے اس میں شرکت کی۔ ایمبولینس کے ذریعہ جنازہ ان کے گھر پہنچایا گیا جہاں عوامی قبرستان میں انہیں سپردِ خاک کیا گیا۔ تدفین تک کے تمام اخراجات دربارِ عالیہ کی طرف سے ادا کیے گئے۔

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ اس الم ناک حادثہ پر بہت افسردہ تھے اور فرمایا: ''بہت نیک انسان تھا''۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نمازِ تہجد کیلئے لاؤڈ سپیکر پر اعلان

خانقاہِ فتحیہ گلہار شریف اور خانقاہِ سلطانیہ جہلم میں کچھ سالوں سے ہر موسم میں صبحِ صادق ہونے سے اندازاً ایک گھنٹہ قبل نمازِ تہجد کیلئے سنگیوں کو بیدار کرنے کیلئے اہتمام کیا جاتا ہے۔اس کے لئے حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ۲ جنوری ۱۹۹۵ء کو حافظ منظر مسعود صاحب مؤذن خانقاہِ فتحیہ گلہار شریف کو حکم دیا کہ آج سے صبحِ صادق ہونے سے ایک گھنٹہ پہلے سپیکر پر تعوذ وتسمیہ کے بعد سورہ بنی اسرائیل (الاسراء) کا رکوع نمبر ۹ بآوازِ بلند تلاوت کریں۔اس کے بعد یہ اشعار پڑھیں۔

غ۔ غافلا غفلت تھیں کھول اکھیں ساری عمر نہ مفت گوا ستیاں
جاگن والیاں جاگ نوں جاگ لائی تیری ستیاں نہ ہوئی سحار ستیاں
جتھے پوندی اے دھاڑنت مار والی اس جنگل دے آ وچکار ستیاں
اتھے کئی ہزار لٹا گئے نے ہیرے موتی تے لال جولد ستیاں

اور آئندہ یہی اشعار یا حضرت پیر سید نیک عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی سی حرفیوں سے درجِ ذیل بندوں میں کوئی ایک پڑھا کریں۔

ک۔ کم نوں چھوڑ نہ ہو کملا غفلت وچ نہ عمر گذار بھائی
دام لین گے محنتاں کرن والے جاکے وچ حضور سرکار بھائی
کرکے کم دی چوڑ جے ہویوں حاضر دیسن مار کے مغز اڈار بھائی
چھوڑ غفلتاں عالماں بنی آدم بندہ ہو چالاک ہوشیار بھائی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خ۔ خاک ہوندے جیہڑے لوک سچے بونداں فضل دیاں انہاں تے گنڈِیاں نی
داج کاج سوہاگ دی آس رکھن صدق نال جوتانیاں تندیاں نی
غفلت والیاں دے کم بگڑ جاندے گلاں سدھیاں پٹھیاں بندیاں نی
عالم شاہ دانا فرما گئے مجھیں ستیاں دے کٹے جمندیاں نی

ان اشعار کے بعد تین مرتبہ کلمہ طیبہ با آوازِ بلند پڑھنے کا حکم تھا۔

۳ جنوری کو فرمایا کہ کچھ دنوں سے نمازِ تہجد کی آگاہی کیلئے کوئی طریقہ وضع کرنے کا خیال آ رہا تھا چناں چہ وہ شروع کر دیا گیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت مولانا سید مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جستجو

صدیقیانِ علاقہ میرپور کے جدِّ امجد حضرت قاضی فتح اللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ نے قصبہ بھیرہ شریف کے قریب علی پور گاؤں میں حضرت سید مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے درسِ نظامی کی کتابیں پڑھیں۔ ان کے حالات کے بارے میں معلومات کا واحد ذریعہ حضرت قاضی فتح اللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف خزائن فتحیۃ الاسرار ہے۔ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کو ان کے مزید حالات کے بارے میں جستجو تھی۔ چناں چہ جب آپ نے پروفیسر اکبر داد صاحب کی سربراہی میں ایک وفد ۱۶ فروری ۱۹۹۵ء کو بھیرہ شریف حضرت پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تعمیر مسجد کیلئے رقم دے کر روانہ کیا تو ان کو حکم دیا کہ بھیرہ شریف کے قریب علی پور بھی جائیں اور وہاں سے حضرت مولانا سید مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ شاید وہاں ان کے دارالعلوم کی عمارت ہو جواب کھنڈر بن چکی ہو یا ان کی اولاد سے کوئی شخص موجود ہو۔ اور حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب سے بھی ان کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔ حسبِ ارشاد مبارک پروفیسر اکبر داد صاحب علی پور پہنچے وہاں پتہ چلا کہ سادات کی کثیر تعداد وہاں آباد ہے اور تمام نے شیعہ مذہب اختیار کر رکھا ہے۔ وہاں قلمی شجرہ نسب بھی دیکھا جس میں سید مبارک کا نام موجود تھا۔ جس کی رو سے وہ بزرگ حضرت امام نقی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے۔ اس کے علاوہ وہاں سے ان کے، ان کے دارالعلوم یا کسی اور علمی یادگار کے بارے میں کوئی سراغ نہ لگ سکا۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت قاضی فتح اللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ کا ختم مبارک

حضرت قاضی فتح اللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ علاقہ میر پور کے صدیقی خانوادہ کے جدِّ امجد ہیں۔ حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ اسی خاندانِ عالیشان کے فردِ فرید تھے۔ آپ نے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ختم مبارک ۲۶ اپریل ۱۹۹۵ء بروز بدھ کو یہ تجویز فرمایا۔ اسی روز نمازِ عصر کے بعد اس کا آغاز ہوا۔ اس کیلئے نیا کپڑا بچھایا گیا اور شمارے تقسیم کیے گئے۔

اوّل و آخر درود شریف	100بار
نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ	500بار

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت جدِّ امجد رحمۃ اللہ علیہ کے کنوئیں کی بحالی

حضرت قاضی فتح اللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ نے سلوکِ طریقت حضرت خواجہ حسن رہتاسی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر طے کیا تھا۔ جن کی خانقاہ رہتاس میں تھی۔ حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیرو مرشد کی سہولت کی خاطر وہاں ایک کنواں کھودا تھا۔ جس کا ذکر انہوں نے اپنی کتاب خزائن فتحیۃ الاسرار میں کیا ہے۔ یہ مغلیہ عہد حکومت کا واقعہ ہے۔ زمانہ کے انقلابات کے باعث وہ کنواں مٹی وغیرہ سے اٹ چکا تھا۔ اس کے آثار باقی تھے۔ محکمہ آثارِ قدیمہ نے اس میں مستعمل مصالحہ کو ٹیسٹ کیا تو جائزہ لینے کے بعد ان کا فیصلہ یہ تھا کہ یہ مغلیہ دور کی یادگار ہے۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کو خیال آیا کہ بزرگوں کی اس یادگار کو ازسرِ نو بحال کیا جائے۔ اور ساتھ ایک مسجد بنا دی جائے۔ حاجی مشتاق احمد صاحب مرحوم کو یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ وہاں موقع پر جا کر جائزہ لیں۔ اور مقامی لوگوں سے اس بارے میں گفتگو کریں۔ چناں چہ وہ رہتاس اس مقام پر پہنچے۔ وہاں ان کی ملاقات ایک ریٹائرڈ فوجی صوبیدار صاحب سے ہوئی۔ ان سے اس بارے میں گفتگو ہوئی۔ اس دوران کچھ اور لوگ بھی جمع ہو گئے۔ صوبیدار صاحب کا کہنا تھا کہ کنواں بحال کرنے میں ہماری طرف سے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن مسجد کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ ساتھ کوئی آبادی نہیں۔ وہاں کی آبادی کو دربارِ عالیہ کی دینی خدمات کے بارے میں شاید معلومات نہ تھیں۔ اس لئے ایسے ردِ عمل کا اظہار کیا۔

حاجی مشتاق احمد رحمۃ اللہ علیہ ٹیلی فون کے ذریعہ اپنی کارگزاری عرض کر رہے تھے کہ کسی شخص نے دربارِ عالیہ میں حاضر ہو کر مبلغ اٹھارہ ہزار کی رقم پیش کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور عرض کی کہ حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا کر عرض کریں کہ اسے کسی نیک کام میں صرف کر دیں۔ چناں چہ یہ رقم ۷ جولائی ۱۹۹۵ء کو استاد غلام حسین صاحب کے ذریعہ خانقاہِ سلطانیہ جہلم میں پہنچائی گئی کہ یہ رقم حاجی مشتاق احمد رحمۃ اللہ علیہ کو دے دی جائے۔

۱۵ جولائی کو جناب قاضی محمد رفیق صاحب کے ہاتھ آپ نے مٹھائی کا ایک ڈبہ ارسال فرمایا اور پیغام بھیجا کہ حاجی صاحب کنوئیں کی بحالی کا کام شروع کرائیں۔ کھدائی شروع کرانے سے پہلے ختمِ خواجگان شریف پڑھیں۔ گاؤں کے لوگوں کو دعا میں شرکت کی دعوت دیں۔ دُعا کے بعد کھدائی کا آغاز کرائیں۔ چناں چہ ۱۶ جولائی کو کام کا آغاز ہوا۔ کھدائی کا ٹھیکہ پانی نکالنے تک سات ہزار روپے طے پایا۔ ۷ دسمبر ۱۹۹۵ء کو کنوئیں کی بحالی کا کام بخیر و خوبی پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اس پر کل ۸۲ ہزار ۳ سو پینسٹھ روپے خرچ آیا۔ حاجی مشتاق احمد صاحب کو حکم دیا گیا کہ وہ ہر جمعرات کو وہاں حضرت خواجہ حسن رہتاسی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیا کریں۔ نمازِ ظہر وہاں ادا کیا کریں۔ پانچ ہزار بار کلمہ طیبہ کا ورد کریں اور اس کا ثواب صاحبِ مزار کو پہنچائیں۔ نماز کیلئے ایک چٹائی ساتھ لے جائیں۔ وہ وہیں چھوڑ آئیں۔ البتہ شمارے اور کپڑا جو حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے مہیا کیا گیا تھا واپس لے آیا کریں۔ جناب حاجی مشتاق احمد مرحوم نے عمر بھر اس ارشاد پر عمل کو جاری رکھا۔ ان کے وصال کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے جناب صاحب زادہ حسنات احمد صاحب یہ ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت مولانا محمد نذیر رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت

مولانا محمد نذیر نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ۱۶ مارچ ۱۹۹۶ء دن کے ۸، ۹ بجے کے قریب دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ وصال سے کچھ عرصہ پیشتر ان پر فالج کا حملہ ہوا اور آپ صاحبِ فراش ہو گئے۔ آپ دربارِ عالیہ میں درسِ نظامی کے اولین استاد تھے۔ دین کے سلسلہ میں ان کی خدمات بڑی قابلِ قدر ہیں۔ امامت، خطابت، تدریس، لوگوں کی دینی اور روحانی رہنمائی کا فریضہ ادا کرتے رہے۔ اور اسی میں وصال فرما گئے۔ علماء کی ایک بہت بڑی تعداد ان کے شاگردوں میں شامل ہے۔ آپ خاموش طبع، متوازن مزاج، متواضع، متقی اور علم کے تقاضوں کے مطابق عمل کرنے والے عالمِ دین تھے۔ آپ کی تاریخ پیدائش ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۱ء ہے۔ خانقاہِ سلطانیہ کی مسجدِ سلطانی کے جنوب میں آپ کی قبر ہے۔ آپ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں شامل تھے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حاجی مشتاق احمد صاحب کا انتقال پر ملال

جناب حاجی مشتاق احمد رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ سے شرفِ دامادی حاصل تھا۔ آپ ۱۹ جنوری ۱۹۹۸ء/۲۰ رمضان المبارک نمازِ عصر کے بعد جامع مسجد سلطانی خانقاہِ سلطانیہ میں معتکف ہوئے۔ اعتکاف سے قبل محلہ سلطانیہ کے تمام رشتہ داروں کے گھروں میں گئے۔ اور سب سے دُعا کی درخواست کی۔ سب نے آپ کو بھی دُعا کی فرمائش کی۔ رات چار بجے نمازِ تہجد کیلئے اُٹھ کر مسواک اور وضو سے فارغ ہوئے۔ ابھی وضوخانہ میں ہی تھے کہ طبیعت متغیر ہوگئی۔ خادمِ دربار شریف محمد اسحاق صاحب قریب ہی تھے ان کو سہارا دینے کیلئے بلایا۔ وہ آپ کو بٹھا کر دوڑے تا کہ آپ کیلئے پانی لائے۔ فوراً ہسپتال پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ مگر رستہ میں ہی تقریباً سواچار بجے آپ کی روح پرواز کرگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرنا ایک عرصہ سے آپ کا معمول تھا۔

مولانا محمد نذیر رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد دربارِ عالیہ سلطانیہ جہلم کے تمام امور کی نگرانی اور انتظام آپ کے سپرد تھی۔ اس فرض کی ادائیگی کیلئے جس احتیاط اور احساسِ ذمہ داری کا تقاضا تھا وہ آپ کی ذات میں موجود تھے۔ حضرت قاضی فتح اللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ نے رہتاس میں اپنے پیرو مرشد کی سہولت اور خدمت کیلئے جو کنواں تیار کیا تھا وہ مرورِ زمانہ کے باعث اٹ چکا تھا۔ اس کے صرف آثار باقی تھے۔ آپ کی نگرانی میں اس کا احیاء ہوا۔ جس کا ذکر پچھلے صفحات میں گزر چکا ہے۔

نمازِ جنازہ دن کے دو بجے حضرت خواجہ حاجی پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے پڑھائی اور آپ کو خانقاہِ سلطانیہ کے جنوبی سمت میں سپردِ خاک کیا گیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت حاجی پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی والدہ ماجدہ کی رحلت

حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی حرمِ اوّل، حضرت حاجی پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا ۶، ۷ اگست ۱۹۹۶ء کی درمیانی شب تقریباً ایک بجے دنیائے فانی سے دارِ باقی کی جانب کوچ فرما گئیں۔ اور سلسلہ عالیہ کے تمام وابستگان کو سوگوار چھوڑ گئیں۔ آپ کی ذات بلا ریب اپنے وقت میں عارفۂ زمان اور رابعۂ عصر تھی۔ آپ حضرت مولانا حاجی بقا محمد رحمۃ اللہ علیہ کے گھر اپنے آبائی گاؤں کڑتی ضلع کوٹلی میں پیدا ہوئیں۔ جو حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے کرام سے تھے۔

طریقت میں آپ کی بیعت حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی نانی صاحبہ سے تھی۔ آبائی گھر کا ماحول دینی تھا۔ نکاح کے بعد آپ کے لئے حضرت مائی صاحبہ کلاں رحمۃ اللہ علیہا کی تربیت اور حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی رفاقت نے سونے پر سہاگہ کا کام دیا۔ اسباقِ طریقت کی تکمیل پر حضرت مائی صاحبہ کلاں رحمۃ اللہ علیہا سے صاحبۃ الارشاد ہوئیں۔

طالبانِ راہِ حق کی خدمت پورے خاندان کا امتیازی وصف تھا۔ ابتدائی دور میں، دورِ حاضر کی سہولتیں ناپید تھیں۔ تمام مہمانوں کیلئے کھانا تیار کرنے کیلئے آٹا پیسنا، اسے گوندھنا، باجرے وغیرہ کے ٹانڈوں سے تنور تپانا، روٹیاں اور سالن پکانا، پھر ان کو پیالیوں میں ڈالنا، دو وقت چائے تیار کرنا آسان کام نہ تھے۔ پھر مہمانوں کی آمد کا کوئی مقرر وقت نہ تھا۔ ان کی آمد پر کھانا مہیا کرنا، واپسی پر سفر کے لئے کھانا ہمراہ دینا پڑتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے برس ہا برس تک یہ تمام امور حضرت مائی صاحبہ کلاں رحمۃ اللہ

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علیہا کی موجودگی اوران کے وصال کے بعد عرصہ تک سرانجام دیئے۔

اپنے شوہرِ نامدار حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے آداب کا بڑا خیال فرمایا کرتیں۔ زندگی بھران سے کسی چیز کا مطالبہ نہ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ زندگی بھرانہوں نے ہمیں کوئی تکلیف نہ ہونے دی۔

زندگی بھر طبقۂ نسواں کی روحانی تربیت کا فریضہ باحسن وجوہ انجام دیا۔ ان کی گذارشات بڑے غور سے سنا کرتیں۔ ان کے دکھ درد کی کہانیاں سن کر بعض اوقات آب دیدہ ہوجایا کرتی تھیں۔ آپ نے اپنے اکلوتے صاحب زادے حضرت حاجی پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور دونوں صاحب زادیوں کی تربیت اس انداز سے فرمائی کہ وہ اپنے اسلاف کیلئے سرمایۂ افتخار اور اخلاف کیلئے ایک نمونہ بن گئے۔ عمر کے آخری حصہ میں وجع المفاصل اور شوگر کے امراض نے بدن میں ضعف پیدا کردیا۔ لیکن وہ صبر وشکر کا پیکر بنی رہیں۔ وفات کے بعد آپ کو خانقاہِ سلطانیہ میں حضرت مائی صاحبہ کلاں رحمۃ اللہ علیہا کے مزار شریف کے مشرق میں سپردِ خاک کیا گیا۔ قبرِ انور پر استعمال ہونے والی ہر اینٹ پر ایک دفعہ سورہ یٰسین شریف پڑھی گئی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک فیصلہ

۱۴ مئی ۱۹۹۸ء کو راجدھانی کے محلّہ ملوٹ سے مسمی تاج محمد صاحب نے دربارِ عالیہ گلہار شریف میں ایک مستری صاحب کے بارے میں اپنی تحریری شکایت پیش کی۔ جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

مستری۔۔۔۔ کو راجدھانی کے محلّہ ملوٹ میں مسجد تعمیر کرنے پر مامور کیا گیا۔ اس نے مینار کے دوسرے سٹیپ ہی سے اس میں چار پانچ انچ کی کجی پیدا کردی۔ جب وہ کچھ بلند ہوا تو متعدد افراد نے اس کے منہدم ہونے کا خدشہ مستری موصوف کے سامنے کیا۔ میرا مکان مسجد سے بالکل متصل ہے۔ مینار کے گرنے کی صورت میں میرے مکان کا تباہ ہونا یقینی تھا۔ میں نے بھی اس کی توجہ اس طرف دلائی۔ لیکن اس نے سنی ان سنی کردی اور کہنے لگا اگر مینار گر گیا تو میں دس لاکھ روپیہ دوں گا۔ مینار اب گر چکا ہے۔ جس سے میرا سارا مکان تباہ ہو گیا ہے۔ میرے مکان کی تباہی میں مسجد کی کمیٹی بھی برابر کی مجرم ہے۔ میرے والد صاحب نے پردیس میں محنت کی کمائی کر کے یہ مکان بنایا تھا۔ جو اب گر چکا ہے۔ براہِ مہربانی اس سلسلہ میں میری مدد کی جائے۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز نے فیصلہ کیلئے تینوں فریقوں کو طلب فرمایا۔ یعنی مذکورہ مستری صاحب، متعلقہ مسجد کمیٹی، مستغیث تاج محمد تمام حالات معلوم کر کے آپ نے یہ فیصلہ دیا۔

۱...... تاج محمد مستغیث کو مکان از سرِ نو تعمیر کر کے دیا جائے۔ سامان مسجد کمیٹی مہیا کرے۔ تعمیری اخراجات مستری مذکورہ ادا کرے۔ مستری خود تعمیر میں حصہ نہ لے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲.....مسجد کے مینار کی تعمیر پر مستری مذکورہ کی مزدوری ادا نہ کی جائے۔ یعنی وہ اس دوران کی مزدوری کا مستحق نہیں۔

تمام فریقوں نے اس فیصلہ کو قبول کرلیا۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باولی شریف میں میاں خادم حسین اور میاں کرامت حسین کی والدہ کا انتقال

۱۴ جولائی ۱۹۹۸ء منگل کے دن باولی شریف میں میاں خادم حسین صاحب اور میاں کرامت حسین صاحب کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا۔ آپ میاں غلام نبی صاحب مرحوم کی پوتی، مولوی محمد فاضل صاحب مرحوم کی بیٹی اور میاں غلام دستگیر صاحب مرحوم کی اہلیہ تھیں۔ آپ نے عمر بھر آستانہ عالیہ کی خدمت کی۔ باولی شریف میں بڑے مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے ساتھ سنگیوں کی خدمت میں مصروف رہا کرتی تھیں۔

آپ کی نمازِ جنازہ چار بجے دن کو ادا کی گئی۔ خانقاہِ سلطانیہ سے حافظ فضل کریم صاحب، صاحبزادہ محمد معصوم صاحب، مولوی محمد اشرف صاحب، قاری محمد بشیر صاحب اور حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دربارِ عالیہ میں موجود پوتوں اور نواسوں نے شرکت کی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کتاب کے انتساب پر اظہارِ تواضع

ملک محمد محبوب الرسول قادری صاحب اہلِ سنت کے معروف قلم کار اور ماہنامہ سوئے حجاز کے ایڈیٹر ہیں۔ آپ نے آدابِ نعت شریف پر ایک کتاب تحریر کی۔ جس کا نام ''محبت کی سوغات'' رکھا۔ اس کے بعد آپ کی خدمت میں آئے اور آپ کے نام سے اس کے انتساب کی اجازت طلب کی۔ جواب میں حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''بندہ اس قابل نہیں کہ اس کے نام سے کسی کتاب کا انتساب ہو۔ لہٰذا بندہ کی معذرت قبول کریں۔ لاہور میں بڑے بڑے باکمال لوگ ہیں۔ ان میں سے کسی کے نام سے انتساب کردیں۔''

اس واقعہ کے کچھ عرصہ کے بعد وہ دوبارہ ۱۱ ستمبر ۱۹۹۸ء جمعۃ المبارک کو حاضر ہوئے۔ اور کتاب کے تین نسخے آپ کی خدمت میں پیش کیے۔ آپ نے دیکھا تو اس میں انتساب آپ کے نام پر تھا۔ آپ نے اسے پڑھ کر انہیں پیغام بھیجا جس کا ماحصل یہ ہے۔

''بندہ نے کتاب کا انتساب اپنی جانب دیکھا۔ سخت شرمندگی ہوئی۔ شاید آپ کو اور سنگیوں کو اس عمل سے تسکین ہوئی ہوگی۔ واضح معذرت کے بعد آپ کو ایسا کرنا مناسب نہ تھا۔ اگر آپ کو بندہ کا کوئی عمل پسند آیا تو آپ کا کام بندہ کیلئے دُعا کرنا تھا کہ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔''

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت خواجہ محمد خان عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پاپوش مبارک

حضرت خواجہ محمد خان عالم رحمۃ اللہ علیہ حضرت قبلۂ عالم خواجہ محمد سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دادا پیر تھے۔ آپ نے چورہ شریف سے حصولِ خلافت کے بعد باولی شریف میں مسندِ ارشاد کی بنیاد رکھی۔

۲۲ دسمبر ۱۹۹۸ء کو حافظ و قاری محمد خضر حیات صاحب نے حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں آپ کے نعلین مبارک پیش کئے جو انہیں اپنے علاقہ میں ایک عمر رسیدہ بی بی صاحبہ سے دستیاب ہوئے تھے۔ اس پر آپ کے تاثرات یوں تھے "آج کا دن بڑا مبارک دن ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے۔ ہم اس قابل کہاں۔ یہ اس ذات پاک کی ذرہ نوازی ہے۔ اس پر جتنا شکر کیا جائے کم ہے۔ اپنی حالت اور اس کے کرم کی بارش دیکھ کر شرم محسوس ہوتی ہے۔"

مسرت کے اس موقع پر حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے زردہ اور پلاؤ کی دیگیں پکوائیں اور شکرانے کے طور پر انہیں سنگیوں میں تقسیم کیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اظہر الاسلام متعلم ایم۔اے کا انتقال

۱۱ جون ۱۹۹۹ء جمعہ کے دن دو نوجوان لاہور سے گلہار شریف دربارِ عالیہ میں حاضر ہوئے۔ نمازِ جمعہ ادا کی۔ رات قیام کیا۔ اگلے روز انہوں نے تتہ پانی جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر خلافِ معمول فرمایا ''سیر وتفریح کی غرض سے آجاتے ہیں۔ سفر کی تکالیف برداشت کرتے ہیں اور خرچ بھی کرتے ہیں''۔ بہر حال وہ تتہ پانی چلے گئے۔ دن کے اڑھائی بجے وہاں سے بذریعہ فون اطلاع ملی کہ ان دونوں جوانوں میں سے جو قدرے معذور تھا وہ دریا میں ڈوب گیا ہے۔ اس کی تلاش جاری ہے۔ اس کا نام اظہر الاسلام تھا اور ایم۔اے پنجاب یونیورسٹی کا طالب علم تھا۔ سنگی کافی تعداد میں دریا کے کنارے پر جمع ہو کر اسے تلاش کرنے لگے۔ دن ڈھلنے پر رات کی تاریکی میں تلاش کرنے کا سامان بھی جمع کر لیا تھا۔ لیکن دن کے چار بجے اطلاع ملی کہ متوفی کا جسدِ خاکی مل گیا ہے۔ لاش کو نکال کر پہلے تتہ پانی نماز جنازہ پڑھی گئی۔

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے متوفی کیلئے کفن تابوت اور نارووال گھر تک پہنچانے کیلئے ایمبولینس کا بندوبست کیا۔ رات پونے آٹھ بجے تابوت گلہار شریف پہنچا وہاں دوبارہ نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ اور ساڑھے آٹھ بجے دربارِ عالیہ سلطانیہ جہلم کیلئے ایمبولینس روانہ کردی گئی۔ ایمبولینس میں تابوت کے علاوہ قاضی محمد رفیق صاحب، حاجی عدالت خان صاحب اور حافظ محمد بشیر صاحب مُعلّم تتہ پانی بھی تھے۔ خانقاہِ سلطانیہ میں بھی نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ اور یہاں سے حافظ فضل کریم صاحب بھی ساتھ ہو گئے۔ صبح ۷ بجے نارووال کے لئے روانہ ہوئے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہاں نمازِ جنازہ کا وقت ساڑھے تین بجے مقرر تھا۔لیکن متوفی کے بھائی کے بروقت نہ پہنچنے کے باعث مزید اسے مؤخر کردیا گیا۔

تتہ پانی سے ۱۳۳ افراد لاش کے ساتھ گلہار شریف آئے تھے۔انہیں رات کا کھانا کھلا کر واپس جانے کی اجازت دے دی گئی۔۱۵ جون کو حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ محمد بشیر صاحب کو پیغام بھیجا کہ جو افراد لاش کے ساتھ گلہار شریف تک آئے تھے انہیں دربار شریف کی طرف سے ایک دن کھانا کھلادیں۔اور فرمایا بہتر ہوگا کہ نمازِ ظہر کے بعد قرآن خوانی کی جائے اور ایصالِ ثواب کے بعد کھانا کھلا دیا جائے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنی قبر انور کی تیاری

۲۷ جولائی ۱۹۹۹ء منگل کے دن حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ نے استاد غلام حسین صاحب کو حکم دیا کہ حضرت قاضی فتح اللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ کی قبرِ انور کے مغرب اور مشرق کی جانب دو قبریں تیار کی جائیں۔ چناں چہ حکم کی تعمیل میں کھدائی کا کام شروع ہو گیا۔ اور اسی روز یہ کھدائی کا کام مکمل ہو گیا۔ اگلے دن یعنی ۲۸ جولائی بدھ کے دن ان کی چنائی اور ڈھاپنے کے لئے سلیپ رکھنے کا کام پورا ہو گیا۔

وصال مبارک کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت کے مطابق آپ کو مغرب والی قبر میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ گویا اپنے وصال مبارک سے نو سال پانچ ماہ اور تین دن پہلے آپ نے اپنی قبر مبارک تیار کرا دی تھی۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ کو تقریباً ایک ہزار مساجد میں ختم قرآن

رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ / نومبر دسمبر ۲۰۰۱ء میں دربارِ عالیہ کی طرف سے مقرر کردہ حفاظِ کرام نے ملک اور بیرون ملک مساجد میں تقریباً ایک ہزار مقامات پر قرآن مجید سنایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دربار شریف کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ہر سال یہاں سے اسی نہج پر یہ انتظام کیا جاتا ہے اور سالہا سال سے لوگ اس نظام سے مستفید ہو رہے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کمزوری کی شدت اور ذمہ داری کا احساس

۲۶ جولائی ۲۰۰۲ء کو فرمایا کہ گذشتہ کل جب غسل خانہ کی جانب جانے کا ارادہ کیا تو نقاہت اور کمزوری کا شدید غلبہ تھا۔ اس وقت گمان گزرا کہ شاید وقتِ موعود آن پہنچا ہے۔

فرمایا موت کا خوف نہ تھا۔ بلکہ یہ احساس پریشان کر رہا تھا کہ کچھ امانتیں میرے پاس ہیں۔ میں نے چاہا کہ صاحب زادگان اور خدّام کو ان کے بارے میں وصیت کردوں کہ لوگوں کی امانتیں ان تک بحفاظت پہنچا دیں۔ اور جو رقومات مساجد، مدارس اور دیگر رفاہی کاموں کے لیے ہیں ان کی تفصیل سے بھی آگاہ کردوں تاکہ وہ ان ہی امور میں انہیں خرچ کریں، امانت میں نہ کسی کو تصرف کا حق ہے اور نہ ہی صواب دید کے مطابق ان کی مدات کو تبدیل کرنے کا۔ اس دن طبیعت کچھ بہتر تھی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صوفی رحمت علی صاحب کا انتقال

صوفی رحمت علی صاحب مرحوم موضع ساہنا ضلع گجرات کے باشندے تھے۔ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ وفات سے تقریباً پچاس برس پہلے ہریا (ضلع گجرات) ریلوے اسٹیشن پر آپ کی ملاقات حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ اور مختصر گفتگو بھی۔ صوفی صاحب نے آپ کی ذات میں کشش محسوس کی۔ اور آپ سے ملاقات کیلئے پتہ حاصل کر لیا۔ اتفاق کی بات کہ پتہ جس کاغذ پر درج تھا وہ کہیں گم ہو گیا۔ وقت گذرتا رہا اور وہ کاغذ مسلسل پچیس برس تک کتابوں میں گم رہا۔ آخر کار جب ملا تو سابقہ ملاقات کا حوالہ دے کر حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے بذریعہ خط رابطہ کیا۔ آپ نے جواب میں اپنی قیام گاہ کے بارے میں مطلع کیا اور وہاں پہنچنے کا راستہ لکھا اور اس طرح آپ سے صوفی صاحب کی ملاقات دوبارہ ہوئی۔ اس کے بعد دربارِ عالیہ سے صوفی صاحب مرحوم کی وابستگی میں روز بروز اضافہ اور استحکام پیدا ہوتا رہا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ آپ ہفتوں بلکہ کئی کئی ماہ تک دربارِ عالیہ میں مقیم رہا کرتے اور یہاں ضرورت مند سنگیوں میں تعویذات تقسیم کیا کرتے تھے۔ اور بالآخر حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت سے نوازا۔

۲۰ ستمبر ۲۰۰۲ء کو آپ اس دارِ فانی سے کوچ فرما گئے۔ دربارِ عالیہ میں اطلاع پہنچی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ بجے بعد دوپہر جنازہ کا وقت مقرر فرمایا نمازِ جنازہ حضرت حاجی پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے پڑھائی۔ اور انہیں ان کے گاؤں میں ہی سپردِ خاک کیا گیا۔ دربارِ عالیہ گلہار شریف میں ۲۲ ستمبر کو آپ کی رسمِ قل شریف ادا کی گئی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ میں حفاظِ کرام کی تقرریاں

۳ نومبر ۲۰۰۲ء بروز اتوار دربارِ عالیہ کی طرف سے رمضان المبارک میں نمازِ تراویح میں قرآن مجید سنانے کیلئے حفاظِ کرام کی تقرریوں کا اعلان کیا گیا۔ جن کی تفصیل یوں ہے۔

بیرونِ ملک

برطانیہ (۶۶)	ڈنمارک (۱)
ناروے (۱)	چین (۱)
سعودی عرب (۱)	جنوبی افریقہ (۱)
دوبئی (۳)	بحرین (۱)

کل تعداد (۷۶)

اندرون ملک

پاکستان (۱۸۸)	آزاد کشمیر (۶۵۲)

مختلف گھروں میں (۲۳)

مجموعی تعداد (۱۰۲۱)

الحمدللہ علی ذالک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہمشیرہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا کا انتقال

سیدی و مرشدی حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ چار بہنوں کے اکلوتے بھائی تھے۔آپ کی سب سے چھوٹی ہمشیرہ صاحبہ عنفوانِ شباب میں انتقال کر گئیں جو چچیاں شریف مدفون ہوئیں اور منگلا ڈیم کے باعث آپ کا تابوت شریف خانقاہِ سلطانیہ جہلم منتقل کر دیا گیا۔باقی تین ہمشیر گان یہ ہیں۔

۱۔والدہ ماجدہ صاحب زادہ ظہور احمد صاحب مہتہ دینہ

۲۔والدہ ماجدہ صاحب زادہ محمد معصوم صاحب خانقاہِ سلطانیہ

۳۔والدہ ماجدہ صاحب زادہ محمد اقصد صاحب خانقاہِ سلطانیہ

جناب صاحب زادہ محمد اقصد صاحب کی والدہ ماجدہ کا انتقال ۱۲ فروری ۲۰۰۴ء کو صبح ۵ بجے ہوا۔اس وقت آپ اپنے مکان واقعہ محلہ سلطانیہ متصل خانقاہِ سلطانیہ میں تھیں۔تین روز پہلے ۱۰ فروری کو آپ نے سینہ میں درد محسوس کیا۔درد شدید تھا۔جہلم شہر میں ڈاکٹر صاحب کے کلینک پر پہنچایا گیا۔لیکن دل کے ماہر ڈاکٹر صاحب دستیاب نہ ہو سکے۔اس نے چار گھنٹہ کے بعد آنا تھا۔کلینک پر موجود ڈاکٹر نے ابتدائی طبی امداد دی۔اور آپ کو اپنی رہائش گاہ پر منتقل کر دیا گیا۔جب دل کے ماہر ڈاکٹر صاحب پہنچے تو رات کو آپ کو ہسپتال پہنچایا گیا،ای۔سی۔جی کرائی گئی رات ہسپتال میں گذاری۔اس کے بعد فارغ کر دیا گیا۔چکنائی والی اشیاء سے پرہیز کرنے کی ہدایت دی۔واپسی پر پہلے اپنی بڑی ہمشیرہ،والدہ ماجدہ صاحب زادہ محمد معصوم صاحب کے ہاں کچھ دیر قیام فرمایا۔چائے پی اور اسکے بعد اپنے مکان پر تشریف لے گئیں۔معمولات اور عبادات میں مصروف رہیں پھر سحری کے وقت تین بجے بیدار

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوئیں۔نمازِ وتر اور نمازِ تہجد ادا کی۔

آپ کی علالت کی خبر بیرون ملک رشتہ داروں تک پہنچ چکی تھی۔سب آنے کی تیاریوں میں تھے۔آپ کے صاحب زادے حافظ پیر محمد ارشد صاحب حرمین شریفین میں تھے۔پروگرام کے مطابق انہیں ۱۴ فروری کو صبح اسلام آباد پہنچنا تھا۔ چنانچہ صاحب زادہ محمد اقصد صاحب نمازِ تہجد کے بعد ان کو لینے کیلئے گھر سے روانہ ہوئے۔

نمازِ تہجد کی ادائیگی کے بعد آپ اپنے بستر پر لیٹ گئیں۔جب نمازِ فجر کا وقت ہوا تو آپ کو بیدار کرنا چاہا تو آپ غشی کی حالت میں تھیں۔حضرت حاجی پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور دیگر لواحقین کو صورتِ حالات کی اطلاع ہوئی۔سب جمع ہو گئے۔صرف دو چمچ پانی حلق سے نیچے اتارا اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ صاحب زادہ محمد اقصد صاحب سوہاوہ اور گوجر خان کے درمیان اسلام آباد کی طرف جا رہے تھے۔انہیں ٹیلی فون پر اطلاع دی گئی وہ وہیں سے واپس ہوئے اور صاحبزادہ محمد ارشد صاحب کو لانے کے لئے اور کسی کو مقرر کیا۔

حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو پل پل کی خبر پہنچ رہی تھی۔پہلے بے ہوشی کی خبر اور نماز فجر سے فراغت پر وصال کی خبر پہنچائی گئی۔آپ نے مناسب ہدایات جاری فرمائیں۔۲ بجے بعد نمازِ ظہر نمازِ جنازہ کا وقت مقرر فرمایا۔سنگیانِ طریقت اور دیگر لوگ جوق در جوق خانقاہِ سلطانیہ میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔حضرت حاجی پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔اور آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مائی صاحبہ کلاں رحمۃ اللہ علیہا کے مزار شریف سے باہر مغرب کی جانب اپنے

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شوہرِ گرامی کے قدموں میں سپردِ خاک کیا گیا۔

حضرت خواجہٗ عالم قدس سرہ آپ کی اولاد سے فرمایا کرتے تھے کہ تمہاری ماں عام ماں نہیں ہے۔ آپ نے قرآنِ مجید بابا فقیر محمد پہاڑیہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا تھا جو حضرت قبلہٗ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ رشید تھے۔ آپ نے اپنی نانی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے ہاتھ پر طریقت کی بیعت کر رکھی تھی۔ پھر حضرت خواجہٗ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے تجدیدِ بیعت بھی کی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا آپ پر بے حد کرم تھا۔ اس نے آپ کے دل کو غنی بنا رکھا تھا۔ آپ کی خواہش ہوتی کہ ہر کسی کو کچھ نہ کچھ عطا کیا جائے۔ نادار اور متوسط طبقہ کے لوگوں کی خدمت کرنا وظیفہٗ حیات تھا۔ ایسے مواقع پر ان کی عزتِ نفس کا بڑا خیال فرمایا کرتی تھیں۔ آپ نے اپنی ساری اولاد کی تربیت خالص دینی ماحول میں کی تھی۔ خدا کے فضل سے سب ہی دینی خدمات میں مصروف ہیں۔

۱۵ فروری کو آپ کے قل شریف کی محفل خانقاہِ سلطانیہ میں منعقد ہوئی۔ اس موقع پر پڑھا جانے والا مقالہ چھپ چکا ہے۔ مزید تفصیل کیلئے اس کا مطالعہ کریں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خانقاہِ اکبریہ پاک پتن شریف کے لئے دو سانحے

حضرت مولانا خواجہ محمد اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ حضرت قبلۂ عالم خواجہ محمد سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مریدِ صادق اور خلیفۂ راشد تھے۔ انہوں نے ۴۷ء میں مقبوضہ کشمیر سے ہجرت کی۔ مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے آپ نے پاک پتن شریف کے محلہ پیر کریاں میں اپنی رہائش گاہ بنائی۔ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد انہوں نے حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کے ہاتھ پر تجدیدِ بیعت بھی کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹے عطا فرما رکھے تھے جو دین کے سچے خادم اور آپ کے خلفِ صادق تھے۔ بڑے صاحب زادہ کا نام محمد نقشبند تھا اور چھوٹے کا فقیر محمد۔ دونوں نے اپنے والد ماجد کے وصال کے بعد پیدا ہونے والے خلا کو پورا کرنے کی کوششیں کیں۔

۲۰۰۷ء کو اس خانقاہ شریف کے لئے غم کا سال قرار دیا جاسکتا ہے کہ صرف پونے دو ماہ کے مختصر کے وقفہ سے دونوں صاحب زادگان یکے بعد دیگر وصال فرما گئے۔ جناب صاحب زادہ فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۸ فروری ۲۰۰۴ء کو لاہور میں انتقال فرما گئے۔ ان کی نمازِ جنازہ لاہور میں حضرت صاحب زادہ محمد عبدالسلام صاحب مدظلہ العالی نے پڑھائی اور اس کے بعد پاک پتن شریف میں حضرت حاجی پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے پڑھائی۔

زاں بعد ۱۰ اپریل کو بڑے صاحب زادہ صاحب محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ حرکتِ قلب بند ہونے کے باعث انتقال فرما گئے۔ اگلے روز دربارِ عالیہ حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر کے احاطہ میں آپ کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی جس میں کثیر تعداد میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لوگوں نے شرکت کی۔ امامت کے فرائض حضرت حاجی پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے ادا کئے۔ دونوں بھائیوں کی قبروں کو خانقاہِ اکبریہ محلہ پیر کریاں میں ایک مقام پر بنایا گیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو ایک حادثہ

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز ماہ اکتوبر ۲۰۰۴ء کے نصف اول میں ایک روز سحری کے وقت وضو کے لئے اٹھے۔ صفائی پر مامور خادم نے ایک کرسی معمول کی جگہ سے اٹھا کر آپ کی راہ میں رکھ دی اور اسے درست جگہ پر رکھنا بھول گیا۔ بیت الخلاء میں جاتے وقت کرسی سے اچانک ٹھوکر کے باعث آپ قدس سرہ اپنا جسمانی توازن برقرار نہ رکھ سکے اور سامنے کی دیوار پر آپ کا مونڈھا لگا۔ جس کے باعث آپ کے کندھے پر چوٹ آئی اور باقی جسم بھی متاثر ہو گیا۔ اس چوٹ کی بدولت آپ کے کندھے اور باقی جسم میں شدید درد شروع ہو گیا۔ گلہار شریف سے کسی خاتون نے محلہ سلطانیہ میں آپ کی شہزادیوں کو فون پر اطلاع دی۔ دونوں شہزادیاں فوراً وہاں پہنچیں تو آپ نے فرمایا: ''اوہ یہ تم کو کس نے فون کیا۔ ایسی خطرناک بات نہ تھی'' جب گرے تو ہتھیلیاں اور گھٹنے زمین پر لگے۔ ہاتھوں پر نیل پڑ چکے تھے اور گھٹنوں پر زخموں کے نشانات تھے آپ نے فرمایا: ''لوٹے میں پانی گرم تھا میں نے اس پر ہاتھ رکھ کر انہیں گرم کیا تا کہ خون جمنے نہ پائے۔'' اس موقع پر مائی سلیمہ بی بی صاحبہ سے فرمایا نہ معلوم مجھ پر کیسا وقت آئے گا خیال رکھنا کہ کسی نامحرم عورت کا ہاتھ میرے جسم کو لگنے نہ پائے۔

۱۷ اکتوبر کو قاری محمد بشیر صاحب اور حاجی محمد مسعود صاحب کے اصرار پر آپ نے ایکسرے کروانے پر رضامندی کا اظہار کر دیا۔ اس کے لئے آپ ڈاکٹر محمد یعقوب صاحب کے کلینک پر تشریف لے گئے۔ اس طرح نو سال بعد آپ نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خانقاہِ فتحیہ سے باہر قدم نکالا۔ پروفیسر اکبرداد صاحب کے بھتیجے ڈاکٹر محمد سجاد صاحب بھی ساتھ تھے۔ انہوں نے یہیں سے ای۔سی۔جی اور خون کا ٹیسٹ بھی کروایا۔ ایکسرے، ای۔سی۔جی اور بلڈ سب ٹھیک تھے۔

ایک عرصہ کے بعد محترم جناب ڈاکٹر محمد اکرم صاحب سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ گرنے سے پہلے بھی مجھے بائیں بازو اور کندھے میں درد رہتا تھا۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا مجھے اس درد کے بارے میں تشویش تھی کیوں کہ دل کی بیماری میں بھی ایسی ہی تکلیف ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا آپ کو معلوم ہی ہے کہ بعض اوقات رگ چڑھ جاتی ہے اور مجھے اکثر اس قسم کا درد رہتا ہے۔ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ گرنے کے باعث میری کمر کے کچھ مہرے اپنی جگہ سے ہل گئے ہیں۔ کچھ عرصہ تک آپ کو کندھے اور جسم میں شدید درد رہا۔ اس کے بعد تکلیف میں اضافہ یوں ہوا کہ آپ کی ٹانگوں نے حرکت کرنا بند کر دی اور ان سے احساس بھی ختم ہو گیا۔ جس کے باعث مرض کی پیچیدگیوں میں اضافہ ہوتا رہا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عید کے موقع پر سنگیوں کی ملاقات سے محرومی

آپ کا عمر بھر کا دستور رہا کہ عید کے روز سنگیوں کو نمازِ عید کے بعد ملاقات کا شرف عطا فرمایا کرتے تھے۔ ۲۱ جنوری ۲۰۰۵ء قربانی کی عید اور جمعہ کا دن تھا۔ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز ایک عرصہ سے مسلسل علیل تھے۔ جسم میں شدید درد اور کمزوری تھی۔ موسم سرما کی شدت اس پر مستزاد تھی۔ اس معذوری کی بنا پر آپ نمازِ عید اور نمازِ جمعہ کے بعد ہر دو موقعوں پر احبابِ طریقت سے ملاقات کے لئے باہر تشریف نہ لا سکے۔ شاید زندگی میں یہ پہلا موقع تھا کہ آپ نمازِ عید کے موقع پر سنگیوں سے عام ملاقات نہ فرما سکے۔ حاضرین کو بتا دیا گیا کہ آپ صحت کی خرابی کے باعث احباب سے ملاقات نہیں فرمائیں گے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ازحد نقاہت اور کمزوری

ڈاکٹر محمد اکرم صاحب ریٹائرڈ ہیلتھ سیکرٹری حکومتِ آزاد کشمیر آخری علالت کے دوران آپ کے علاج کے لئے تشکیل کردہ ڈاکٹر صاحبان کے پینل کے سربراہ تھے۔ جنہوں نے مہینوں بلکہ سال بھر دربارِ عالیہ میں قیام پذیر رہ کر آپ کی خدمات سر انجام دیں اور بجا طور پر نوازشوں اور دعاؤں کے مستحق ٹھہرے۔ وہ اپنے قیامِ دربار شریف کے دوران روزانہ ڈائری تحریر کیا کرتے تھے۔ انہوں نے ۱۸ مارچ ۲۰۰۵ء کی یادداشتوں میں لکھا۔

"آپ کے اعصاب کمزور ہو چکے ہیں۔ ٹانگوں میں طاقت نہیں۔ خود کروٹ بھی نہیں بدل سکتے۔ پیشاب بھی کنٹرول میں نہیں۔ صحت دن بدن نارمل حالت سے نیچے جا رہی ہے۔ آج آپ نے مالٹے کا جوس لیا جو ایک سو ملی لیٹر سے کم ہو گا۔ پانی جو نوش فرمایا وہ ایک ہزار ملی لیٹر سے کم تھا۔ پیشاب مقدار میں بہت کم آ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ٹانگیں اب بدن کو سہار نہیں سکتی۔ اتنی شدید تکلیف کے باوجود آپ ہماری دل جوئی فرماتے ہیں۔ بخار جاری ہے منہ کا ذائقہ کڑوا ہے۔ زبان پر سفیدی کی ایک تہہ جمی ہوئی ہے اور سخت خشک ہے۔

قاری محمد بشیر صاحب کی یہ ڈیوٹی ہے کہ جونہی کسی نماز کا وقت داخل ہو آپ کے حجرہ مبارکہ میں آپ کو نماز باجماعت ادا کرا دیں۔"

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شفا انٹرنیشنل ہسپتال اسلام آباد میں

اکتوبر ۲۰۰۴ء میں آپ کے گرنے کے باعث جہاں آپ قدس سرہ العزیز کے جسمِ اقدس پر ضربات پہنچیں وہیں آپ کی کمر مبارک کے چند مہرے اپنی جگہ سے ہل گئے تھے۔ علاج کے لئے مقامی ڈاکٹروں کے علاوہ ٹیکسلا، لاہور، میرپور، وغیرہ شہروں کے مختلف متعدد ڈاکٹر حضرات، ملک کے مختلف حصوں سے تعلق رکھنے والے حکیموں، ہڈی اور جوڑ کے ماہر طبیبوں اور دم کرنے والے عاملوں کا علاج جاری رہا۔ لیکن صورتِ حالات یہ تھی۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

سب علاج بے کار اور بے سود ثابت ہوتے رہے۔ کسی علاج سے کچھ افاقہ نہ ہوا۔ آخر کار سنگیوں اور ڈاکٹر حضرات کی مشاورت سے یہ طے پایا کہ اگر آپ قدس سرہ العزیز آمادہ ہوں تو شفا ہسپتال اسلام آباد میں آپ کا میڈیکل چیک اپ کروایا جائے۔ آپ نے ان تمام لوگوں کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے آمادگی کا اظہار فرما دیا۔ اور ۲۸ مارچ ۲۰۰۵ء پیر کے دن نمازِ فجر کے بعد آپ چیک اپ کے لئے اسلام آباد کو روانہ ہوئے۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ آپ کے ہر دو صاحبزادگان والا تبار، پوتے، نواسے، بھانجے، اور سنگیوں کی کثیر تعداد تھی۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گاڑی ہسپتال کے گیٹ پر پہنچی تو ڈاکٹر احسان صاحب انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ آپ کا داخلہ ہو چکا ہے فلور نمبر G-4 پر کمرہ نمبر 22 الاٹ ہو چکا ہے بستر پر صاف چادریں بچھا دی گئیں ہیں۔ آپ کو سٹریچر پر وہاں منتقل کیا گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہسپتال نیاز مندوں سے بھر گیا اور وہاں کا ماحول روحانی بہاریں دکھانے لگا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۴ بجے کے بعد آپ کے دو مختلف ٹیسٹ ہوئے، ان کے نتائج اگلے روز موصول ہوئے اسی روز مزید کچھ ٹیسٹ ہوئے اور آپ ۲۹ مارچ کو دربارِ عالیہ گلہار شریف واپس تشریف فرما ہوئے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مہمانوں کی کثرت

آپ کی علالت نے طول پکڑا سنگیوں کی ایک کثیر تعداد نے سارے کام چھوڑ کر خانقاہِ فتحیہ گلہار شریف میں ڈیرے ڈال دیئے۔روزانہ آتے جاتے مہمان حضرات بھی کثیر تعداد میں تھے۔آپ کی علالت کے دوران آپ کی عیادت کے لئے آنے والے مہمان حضرات کی کثرت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ ماہ اپریل ۲۰۰۵ء میں صرف ایک وقت یعنی دوپہر کے کھانے میں سترہ ہزار افراد نے شرکت کی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سنگیوں کے لئے طویل دعا

۲۱ اپریل ۲۰۰۵ء کو ڈاکٹر محمد اکرم صاحب اور ڈاکٹر محمد سجاد صاحب تقریباً ساڑھے سات بجے صبح چیک اپ کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ڈاکٹر محمد اکرم صاحب کو بڑی دعاؤں سے نوازا، اس کے بعد ہاتھ مبارک اٹھائے اور بڑی دیر تک سب سنگیوں کی دنیا و آخرت کی بھلائی کے لئے دعائیں مانگتے رہے اور آخر میں اپنے دونوں ہاتھ مبارک اپنے رخِ انور پر پھیر لئے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسجد شریف رواث تک سفر

۲ جون ۲۰۰۵ء کو حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز گلہار شریف سے رواث کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ کی صحت کی کمزوری کے باعث اکثر سنگیوں کی رائے اس حالت میں سفر کے حق میں نہ تھی۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ سفر پر مصر تھے۔ کسی کو منزل کا علم نہ تھا۔ بعض سنگیوں نے دریافت کیا تو فرمایا۔ ''باگ ہتھ بلوچاں دے''۔ سٹریچر کے ذریعہ آپ کو ایمبولینس تک لایا گیا۔ جو ساڑھے تین بجے گلہار شریف سے روانہ ہوئی۔ حافظ فضل کریم صاحب، حضرت حاجی پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور حضرت پیر محمد زاہد صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور دیگر احباب طریقت آپ کے ہم سفر تھے۔ رواث مسجد میں رات ساڑھے نو بجے پہنچے، وہاں دورانِ قیام آپ نے اس کی تینوں منزلوں کو دیکھا اس کی آبادی کے لئے دعا فرمائی اور یہ بھی دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ اسے نیک اور پارسا لوگوں کے تصرف میں رکھے لالچی، حریص اور بدمذہب لوگوں کے قبضہ سے بچائے۔

رواث کے لئے آپ کی روانگی کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ زیارت کی غرض سے حاضرین کا کثیر اجتماع ہو گیا۔ یہاں نماز جمعۃ المبارک ادا فرمائی، خطاب مولانا صاحب زادہ پیر محمد ضیاء الاسلام صاحب نے فرمایا، خطبہ حضرت حاجی پیر صاحب نے دیا اور نماز پھر صاحب زادہ محمد ضیاء الاسلام صاحب نے پڑھائی سنگیوں کی تعداد بکثرت تھی ان میں مفتی محمد امین صاحب اور دیگر علماء بھی موجود تھے۔

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی شہزادیاں اور ہمشیرگان وغیرہ اہلِ خانہ مستورات بھی ساتھ تھیں۔ آپ ۴ جون کو قافلہ کے ہمراہ واپس گلہار روانہ ہو گئے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تشنۂ تکمیل ایک پروگرام

۱۵ اگست ۲۰۰۵ء کو ڈاکٹر محمد اکرم صاحب سے فرمایا ارادہ ہے کہ مدینہ منورہ میں نظامِ سلطانیہ کے تحت ایک مسجد بنوا دی جائے۔ وہاں جگہ کے حصول کے لئے کوشش جاری ہے۔ ہم دراصل وہیں کے ہیں۔ ان شاء اللہ وہاں اپنی طرز کی ایک بڑی سی مسجد تعمیر کرائی جائے گی۔ اس کا گنبد ہوگا اور ایک مینار۔

۱۹ جنوری ۲۰۰۷ء کو آپ نے ڈاکٹر صاحب موصوف سے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں ایک شخص نے زمین مہیا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ استاد غلام حسین صاحب کی ڈیوٹی لگائی ہے کہ وہ جا کر اس جگہ کا جائزہ لیں۔ فرمایا خواہش ہے کہ سنگیوں کے لئے وہاں عمارت بن جائے جس میں وہ اپنی مرضی سے باآسانی رہ سکیں۔ مگر افسوس آپ کی علالت کا اختتام آپ کے وصال پر ہوا اور اس سلسلہ میں مزید پیش رفت نہ ہو سکی۔

لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قاری فضل حسین صاحب کا ارتحال

حضرت قاری فضل حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نظامِ سلطانیہ کے تحت چلنے والے مدارس میں ایک بے مثل استاد تھے۔ وہ اس نظام کے اولین طلبہ سے بھی تھے۔ بچپن میں شدید علیل ہو گئے۔ دادی صاحبہ آپ کو دم کرانے کے لئے سائیں عبدالحلیم (مدفون خضری مسجد) خلیفہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہما کے پاس لائیں۔ آپ نے دم فرمایا اور استعمال کے لئے تعویذ دیئے۔ آپ ان کی برکت سے صحت یاب ہو گئے۔ ایک روز آپ کی دادی صاحبہ دو روپیہ نذر لے کر سائیں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو انہوں نے نذر وصول نہ فرمائی بلکہ فرمایا ''میں پُت لوں گا'' (میں بیٹا لوں گا)

قاری صاحب نے بچپن میں اس نظام کے تحت قرآنِ مجید حفظ کیا۔ قراءت و تجوید سیکھی۔ درسِ نظامی پڑھا اور پھر اس نظام کے ایک استاد بنے۔ سینکڑوں کی تعداد میں آپ کے شاگرد ہیں۔ بچپن میں آپ نے حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ کی ایک گھوڑی کی بے حد خدمت کی۔ آپ سے کسی نے پوچھا آپ نے کہاں سے علم حاصل کیا تو فرمایا میں نے بچپن میں آپ کی گھوڑی کی کچھ عرصہ خدمت کی ہے مجھے سب کچھ اس خدمت کے صلہ میں ملا ہے۔

علالت کے دوران حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بارہا فرمایا کہ قاری صاحب بڑے نیک انسان ہیں۔ مسجد میں رہنا، بچوں کو پڑھانا اور درس دینا آپ کا شغل ہے۔

۱۷ جنوری ۲۰۰۶ء کو آپ کو دل کی تکلیف ہوئی۔ کوٹلی ڈسٹرکٹ ہسپتال میں

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پہنچایا گیا جہاں انتہائی نگہداشت کی وارڈ میں رہے۔کچھ عرصہ ٹھیک رہے وقتِ موعود ۱۶ اپریل ۲۰۰۶ء بروز جمعرات کو آ گیا۔اگلے روز جمعہ کے دن ۱۱ بجے گلہار شریف کی مسجد میں نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔کالج والی مسجد کے محراب کی جانب چھوڑی ہوئی جگہ آپ کی آخری آرام گاہ بنی۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سی۔ایم۔ایچ راولپنڈی کا سفر

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ اپنی دیرینہ علالت کے باعث راولپنڈی سی۔ایم۔ایچ کے بڑے ڈاکٹروں سے مشورہ اور میڈیکل چیک اپ کے لئے ۲۷ نومبر ۲۰۰۶ء کو نمازِ ظہر کے بعد ۲ بج کر ۱۵ منٹ پر گلہار شریف سے روانہ ہوئے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رووات مسجد شریف تک یہ سفر حضرت حاجی پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی گاڑی میں کیا جسے حافظ محمد عمران صاحب چلا رہے تھے۔افرادِ خانہ اور کچھ سنگی ساتھ تھے۔نمازِ عصر کھوٹہ سے پہلے آنے والی پولیس چوکی کے قریب مسجد اور مغرب سہالہ ریلوے لائن کے ساتھ والی مسجد میں ادا کرنے کے بعد رات کو رووات پہنچ گئے۔ رات وہاں گزاری۔مزید سفر کیلئے ایمبولینس منگوالی گئی۔

اگلی صبح ایمبولینس پر نو بجے وی۔آئی۔پی وارڈ کے سامنے پہنچے۔نیورو سرجن ڈاکٹر اسد نے چند ٹیسٹ لکھے۔ایم۔ایچ سے وہ ٹیسٹ کرائے۔وہاں سے پھر سی۔ایم۔ایچ آئے۔وہاں میڈیکل سپیشلسٹ کرنل خالد صاحب نے کچھ ادویات تجویز کیں۔پھر یورالوجسٹ ڈاکٹر میجر ایم سرور علوی نے چیک کیا۔ظہر کی نماز واپسی پر سی۔ایم۔ایچ کے قریب کی مسجد میں ادا کی۔عصر کی نماز رستہ میں ادا کرنے کے بعد رووات کی مسجد میں پہنچ گئے۔وہاں سے ۲۹ نومبر کو واپس گلہار شریف کا سفر اختیار فرمایا۔واپسی کا یہ سفر بھی ایمبولینس پر تھا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چچیاں شریف میں احبابِ طریقت کا اجتماع

منگلا ڈیم میں پرانے (زیرآب) میرپور کے قریب چچیاں شریف کا گاؤں تھا۔یہی گاؤں کسی زمانہ میں صدیقیانِ میرپور کی رہائش گاہ تھی۔اور انسانیت کے لئے خدمت گاہ تھی۔قبلۂ عالم حضرت خواجہ محمد سلطانِ عالم قدس سرہ اور آپ کے لختِ جگر خواجۂ عالم حضرت خواجہ محمد صادق قدس سرہ ہردو کی پیدائش اسی گاؤں میں ہوئی تھی۔ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے پوری زندگی یہاں بسر فرمائی اور اسی گاؤں کی خاکِ پاک میں آسودۂ لحد ہوئے۔حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا خاصہ طویل عرصہ اس گاؤں میں بسر فرمایا اب یہ گاؤں زیرآب ہے سردیوں کے موسم میں پانی کی نکاسی کے باعث اس گاؤں کے آثار سطحِ زمین پر نمودار ہوتے ہیں۔

۲۰ فروری ۲۰۰۷ء کو حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے وہاں سنگیوں کا ایک اجتماع ہوا۔جس کا مقصد سنگیوں کے لئے اپنے ماضی کی یادوں کو تازہ کرنا تھا۔سنگی خاصی تعداد میں وہاں پہنچ گئے۔جو کاروں جیپوں، بسوں اور دوسری گاڑیوں پر سوار ہو کر آئے تھے۔استاذ غلام حسین صاحب اور جناب منیر حسین مجددی صاحب سنگیوں میں موجود تھے۔استاد صاحب موصوف اس مقدس سرزمین کے گلی کوچوں، مسجد اور خانقاہ شریف کے متعلق اپنی یادداشتیں بیان کر رہے تھے۔وہ مختلف مقامات مثلاً حجرہ مبارکہ، کھڑکی، قبرستان، محلہ کا حدود اربعہ، مزارِ مبارک کے مقام، کنوئیں اور دیگر جگہوں کی نشاندہی کر رہے تھے۔

حضرات صاحبزادگان میں سے پہلے حضرت صاحب زادہ پیر محمد زاہد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صاحب دامت برکاتہم العالیہ پہنچے اور زاں بعد حضرت حاجی پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ پہنچے، مسجد کی حدود میں کارپٹ اور دریاں بچھی ہوئی تھیں۔ جب تمام حاضرین بیٹھ گئے تو تلاوت قرآن مجید ہوئی۔ پھر نعت ہوئی۔ پھر حضرت حاجی پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے دعا فرمائی۔ اس کے بعد کھانا تقسیم کیا گیا۔ اور تمام احبابِ طریقت اپنے اپنے گھروں کو واپس روانہ ہوئے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جامع مسجد فتحیہ شطاریہ (قدیم میرپور) میں تقریب

میرپور آزاد کشمیر کی بنیاد ۱۰۵۰ھ کو مغلیہ عہدِ حکومت میں پڑی۔ علاقہ کے حکمراں میراں خان گکھڑ نے اس شہر کو اپنے نام سے منسوب کر کے آباد کیا۔ ان کا مزار اب بھی موجود ہے۔ یہ قدیم شہر اب منگلا ڈیم میں آچکا ہے۔ سردیوں کے موسم میں جب ڈیم سے پانی کا انخلاء ہوتا ہے تو اس کے آثار سطحِ زمین پر نمودار ہوتے ہیں۔

اس شہر کے اولین آبادکاروں میں حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ کے جدِّ امجد حضرت قاضی فتح اللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔ آپ اس علاقہ کے اولین قاضی القضاۃ مقرر ہوئے۔ آپ نہ صرف علومِ ظاہری میں جامعِ معقول و منقول عالم تھے بلکہ تیس سے زائد سلاسلِ طریقت میں صاحبِ اجازت ولیِ کامل بھی تھے۔ آپ نے یہاں پہلی جامع مسجد اور خانقاہ شریف تعمیر کرائیں۔ وصال کے بعد آپ کا مزار شریف اسی مسجد کے قریب بنا جو اب گلہار شریف منتقل کیا جا چکا ہے تاکہ احبابِ طریقت کو زیارت میں آسانی ہو۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ کو خیال آیا کہ سنگیوں کو اپنے ماضی سے روشناس کرایا جائے۔ چناں چہ آپ نے فرمایا جو سنگی ۳۱ مارچ ۲۰۰۷ء کو پرانے میرپور پہنچ سکتے ہوں پہنچ جائیں اور اپنے بزرگوں کے آثار سے برکت حاصل کریں۔ یہ وہ مقامات ہیں جہاں بزرگوں نے اپنی زندگیاں یادِ خدا میں بسر کیں۔ وہاں کچھ دیر ٹھہر کر قرآنِ مجید پڑھیں۔ ذکر و فکر میں مشغول رہیں اور وہاں کے انوار و تجلیات کو اپنے دل و دماغ میں سمیٹنے کی کوشش کریں۔ چناں چہ سنگی وہاں جمع ہو گئے۔ حضرت حاجی پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ بذریعہ کشتی وہاں پہنچے۔ آپ کے گھٹنوں میں شدید درد تھا سنگی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ کو تھام کر وہاں تک لائے۔

سنگیوں نے اس قدیم مسجد کے احاطہ میں نمازِ ظہر ادا کی۔ نمازِ ظہر کے بعد جناب قاضی محمد رفیق صاحب نے اس مسجد اور خانقاہ شریف کے بارے میں تفصیل سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت قاضی فتح اللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغِ دین کا تسلسل جابجا مساجد اور مدارس کی صورت میں آپ کو دعوتِ نظارہ دے رہا ہے۔ یہاں ہمارے آنے کی غرض سیر و تفریح نہیں بلکہ ہم یہاں اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ دیکھیں ہمارے بزرگوں نے کن کن حالات میں یادِ خدا کے اندر اپنی زندگیاں بسر کی ہیں۔ ان کا کردار کیا تھا۔ یہ جگہیں بڑی برکات کی حامل ہیں۔ تلاوتِ قرآن مجید کے بعد حضرت حاجی پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے دعا فرمائی۔ سنگیوں میں کھانا تقسیم ہوا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

احبابِ طریقت میں ڈاکٹر محمد اکرم صاحب کا امتیاز

ڈاکٹر محمد اکرم صاحب کو اللہ تعالیٰ نے دینی دنیوی نعمتوں سے سرفراز فرما رکھا ہے۔ آپ حکومتِ آزاد کشمیر میں سیکرٹری ہیلتھ رہے۔ جو دنیوی طور پر ایک بہت بڑا عہدہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی طبیعت میں تواضع اور انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ آپ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح معنوں میں جانثار مرید اور دل و جان سے خدمت گار ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علالت کے دوران آپ نے اپنے شیخِ طریقت کی خدمت کرنے کا بے مثل نمونہ پیش کیا۔ اپنا تمام کام کاج چھوڑ کر خانقاہِ فتحیہ میں آکر ڈیرہ ڈال دیا۔ اور آپ کے علاج و معالجہ کی نگرانی کرنے لگے۔ اس دوران آپ کو شدید خلافِ طبیعت حالات سے گزرنا پڑا لیکن آپ نے تمام مشکلات کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور خدمت کے سلسلہ میں خلل نہ آنے دیا۔ اس دوران ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی صحت کی بحالی کے سوا کوئی اور فکر ہے ہی نہیں۔ اس کے نتیجہ میں آپ نے حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ اور احبابِ طریقت کی بے پناہ دعائیں حاصل کیں۔ اپنے شیخِ کامل کی کریمانہ توجہات کا مرکز بنے رہے۔

۱۶ دسمبر ۲۰۰۵ء کو حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ فضل کریم صاحب کی موجودگی میں ان سے فرمایا کہ "حافظ فضل کریم صاحب نے آپ کے ماتھے اور چہرے سے آسمان تک نکلتی ہوئی شعاع دیکھی ہے۔" پھر حافظ صاحب سے تصدیق کرائی۔ حافظ صاحب نے فرمایا" جب ڈاکٹر صاحب لوگوں میں گھومتے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھرتے ہوتے ہیں تو ان کا چہرہ اوروں کی نسبت بڑا مختلف اور نورانی ہوتا ہے۔" آپ نے ڈاکٹر صاحب سے فرمایا "اسے کہیں لکھ لیں۔"

پھر ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۶ء مطابق ۲۱ رمضان المبارک کو ڈاکٹر صاحب گھر سے گلہار شریف پہنچے یہ جناب ڈاکٹر صاحب کی بیعت کا دن ہے اس دوران سنگیوں کو دربارِ عالیہ میں قیام کرنے کی اجازت نہ تھی۔ آپ نے خدام سے فرمایا کہ ڈاکٹر کو کہو کہ لائبریری میں چلا جائے۔ ادھر ہی رہے اور عید بھی یہیں کرے، خدام اس شفقت پر رشک کرنے لگے کہ ڈاکٹر صاحب کتنے خوش نصیب ہیں کہ انہیں حکم ہوا ہے کہ ہو سکے تو عید بھی یہیں کریں۔

اس کے بعد ۱۰ نومبر ۲۰۰۶ء کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ڈاکٹر صاحب کے چہرے کی طرف دیکھا پروفیسر اکبر داد صاحب پاس موجود تھے ان سے فرمانے لگے "دیکھو ڈاکٹر صاحب کے چہرے پر کتنا نور ہے، یہ بہت نورانی چہرہ ہے۔" انہوں نے عرض کی "جی حضور۔"

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ ڈاکٹر صاحب سے بعض اوقات خوش طبعی بھی فرمایا کرتے تھے۔ ۱۶ اگست ۲۰۰۷ء کو نمازِ جمعہ کے بعد جب آپ ڈاکٹر صاحب کو رخصت فرمانے لگے تو خدّام سے ازراہِ شفقت اور مزاح فرمایا کوئی اس ڈُھدے کیلئے چائے کا پتہ کرے کہ تیار ہے یا نہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے ڈُھدے کا مفہوم بے سہارا سمجھا اور عرض کی جناب میں کب ڈُھدا ہوں مجھے آپ کی بے پناہ شفقت اور سہارا حاصل ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے۔ ڈاکٹر صاحب اپنی یادداشتوں میں تحریر فرماتے ہیں مجھے اپنی اس جسارت پر افسوس ہوا اور اللہ تعالیٰ سے اس پر استغفار کیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سی ۔ ایم ۔ ایچ راولپنڈی اور خانقاہِ سلطانیہ جہلم کا سفر

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز عرصہ سے علیل تھے۔ اسلام آباد ڈاکٹروں سے چیک اپ کا پروگرام بنا۔ چناں چہ ۲۴ جون ۲۰۰۸ء منگل کے دن پچھلے پہر مسجد شریف رواۃ میں قیام کیلئے روانہ ہوئے۔ حضرت حاجی پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ آپ کی معیت میں تھے۔ نمازِ عصر بیور میں ادا کی گئی۔ اور مسجد شریف رواۃ میں پہنچے۔ رات وہاں مسجد میں قیام فرمایا۔ اگلے روز یعنی ۲۵ جون بدھ کو سی۔ ایم۔ ایچ راولپنڈی سے چند ٹیسٹ کروائے۔ اس کے بعد ڈاکٹروں نے نسخہ تجویز کیا اور آپ واپس رواۃ کی مسجد شریف میں تشریف فرما ہوئے۔ اگلے دو روز یعنی جمعرات اور جمعہ کو بھی وہیں قیام فرمایا۔ حضرت صاحب زادہ محمد بدرالاسلام صاحب مدظلہ العالی نے اپنی یادداشتوں میں لکھا کہ اذانِ مغرب سے پہلے کچھ دیر تک آپ کو دبانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ سانس کے ساتھ ذکر میں مشغول تھے۔ ۲۸ جون ہفتہ کے دن واپس گلہار شریف سفر کا ارادہ فرمایا کھوٹہ سے آگے سڑک خراب تھی اس لئے دینہ اور میر پور کے رستہ کو اپنانے کی تجویز پیش کی گئی جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قبول فرمائی۔ رواۃ سے چل کر ایمبولینس دینہ آ کر رُکی۔ عرض کی گئی اگر حکم ہو تو دربار شریف (خانقاہِ سلطانیہ جہلم) چلیں فرمایا ٹھیک ہے۔ اس طرح حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ تقریباً انیس برس بعد خانقاہِ سلطانیہ میں تشریف لائے۔ آپ کو حضرت حاجی پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے کمرے میں ٹھہرایا گیا۔ جو کہ حضرت مائی صاحبہ کلاں رحمۃ اللہ علیہا کے قدموں کی طرف ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی آمد کی خبر علاقہ بھر میں پھیل گئی۔ زائرین بکثرت آنے شروع ہو گئے۔ سینکڑوں ہزاروں عقیدت مند جمع ہو گئے۔ اور آپ کی زیارت سے فیض یاب ہوئے۔

خانقاہِ سلطانیہ میں ایک رات قیام کے بعد گلہار شریف واپسی کا ارادہ فرمایا۔ کھانے کے بعد حاضرین کو زیارت کرائی گئی۔ چیئر پر مزاراتِ شریفہ پر لے جانے کا عرض کیا گیا لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا۔ احبابِ طریقت اور عقیدت مند لوگوں کا جوش و جذبہ نا بلِ دید تھا۔ آپ کو ایمبولینس میں سوار کرایا گیا اور آپ گلہار شریف کیلئے ۲۹ جون اتوار کو روانہ ہوئے۔ اب واپسی کا سفر براستہ میرا، انکودر اور میر پور ہوا۔ میر پور میں سنگیانِ طریقت نے استقبال کیا۔ زیارت کی۔ گل پاشی کی گئی۔ اور پھر روانگی ہوئی۔ نمازِ عصر خضری مسجد میں ادا فرمائی۔ وہاں نئے تعمیری کام اور چشمہ تک سیڑھیوں کا معائنہ آپ نے گاڑی میں ہی فرمایا۔ وہاں سے روانہ ہو کر یہ قافلہ نمازِ مغرب سے پہلے بخیر و عافیت گلہار شریف پہنچ گیا۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ قدس سرہ العزیز کی آخری سالگرہ

۲۵ دسمبر ۲۰۰۸ء کو آپ کی اس دنیائے فانی میں آخری سالگرہ تھی۔ شمسی تقویم سے آپ کی عمر ستاسی برس ہو چکی تھی۔ ڈاکٹر محمد اکرم صاحب کی یادداشتوں کا خلاصہ یوں ہے۔

''چند ماہ سے آپ کی علالت روز افزوں ہے۔ آپ کی ساری اولاد، ان کی اولادیں، ہمشیرگان، ان کی اولادیں اور سنگیوں کی کثیر تعداد خانقاہِ فتحیہ گلہار شریف میں مہینوں سے اقامت پذیر ہیں اور آپ کی صحت یابی کے لئے دعائیں کر رہے ہیں۔

نمازِ فجر کے بعد جناب قاضی محمد رفیق صاحب نے حاضرین کو یاد دلایا کہ آج ہمارے حضرت صاحب کا یومِ ولادت ہے۔ لہٰذا تمام سنگی سابقہ معمول کے مطابق دو دو نفل ادا کر کے آپ کی صحت اور سلامتی کے لئے دعائیں کریں۔''

نمازِ اشراق کے بعد حاضرین کی تواضع چائے، رس اور حلوے سے کی گئی۔

ڈاکٹر صاحب مزید تحریر فرماتے ہیں۔

آج آپ کی صحت قدرے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی آج آپ کا یومِ ولادت ہے۔ حلوا تیار ہے ایک آدھ چمچ تناول فرمالیں۔ تو خوش ہو کر فرمایا لائیں۔ چہرہ مبارک سے نور برس رہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حجرہ مبارک میں موجود تمام اقرباء کو دیکھتے اور مسکرا دیتے۔

گیارہ بج کر پچیس منٹ پر ڈاکٹر سجاد صاحب کے ساتھ چیک اپ کیلئے آپ کے کمرہ میں داخل ہوا۔ دیکھا کہ تین ہفتہ کے بعد آپ پیٹھ کے بل بستر پر دراز ہیں۔ اس سے قبل اس طرح لیٹنا دشوار تھا کیوں کہ اس سے سانس میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی تھی۔ اور کروٹ بدلنا پڑتی تھی، سارا دن نسبتاً آرام سے گذرا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آخری جمعۃ المبارک

ڈاکٹر محمد اکرم صاحب نے اپنی یادداشتوں میں جو لکھا اس کا ماحصل یوں ہے کہ "۲۶ دسمبر ۲۰۰۸ء کو جمعۃ المبارک تھا۔ خدام نے مجھے تین بجے سحری کے وقت بیدار کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت مبارک ٹھیک نہیں ہے۔ بے چینی اور گھبراہٹ تھی۔ پانی گرم کرا کر آپ کو غسل کرایا گیا۔ اور لباس تبدیل کیا گیا۔

نمازِ جمعہ کے بعد حضرت پیر محمد زاہد صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے دعا فرمائی۔ پھر باوجود نقاہت کے آپ کے اصرار پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مسجد میں دیدارِ عام کیلئے لایا گیا۔

آپ کو دیکھ کر میری آنکھوں میں آنسو نہ تھمتے تھے۔ یہ خدشہ بار بار دل میں اٹھتا تھا کہ کہیں یہ آخری زیارت ہی نہ ہو۔"

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسلسل خاموشی

ڈاکٹر محمد اکرم صاحب کی یادداشتوں کا خلاصہ یوں ہے۔

۳۰ دسمبر ۲۰۰۸ء کو آپ سارا دن خاموش رہے۔ مسلسل دو دنوں سے خاموشی کی یہ کیفیت طاری ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کوئی صدمہ میں ہو۔ دو بجے بعد از دوپہر میں نے متوجہ کرنے کی بہت کوشش کی لیکن آپ نے کوئی جواب ارشاد نہ فرمایا۔

مغرب سے قبل حاضر خدمت ہوا۔ عرض کی کوئی درد ہے آپ نے جواب میں گردن مبارک نفی میں ہلا دی۔ مشتاق صاحب نے دریافت کیا جناب! کہیں درد ہے؟ جواب میں فرمایا نہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دورانِ علالت آپ کی مختلف کیفیات اور چند وصیتیں

صاحب زادہ حضرت پیر محمد بدرالاسلام صاحب کا بیان ہے کہ مرضِ وصال میں آپ پر مختلف اوقات میں متنوع قسم کی کیفیات طاری ہوتی رہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ کبھی آپ پر مکمل استغراق کی کیفیت طاری ہوتی۔ آپ کی توجہ دنیا ومافیہا سے منقطع ہو جاتی اور کامل طور پر آپ متوجہ الی اللہ ہو جاتے۔ آپ آنکھیں بند کر کے خاموش ہو جاتے اور محویت کے عالم میں کھو جاتے۔

۲۔ بعض اوقات باآواز بلند ذکر فرماتے۔

۳۔ بعض اوقات پاسِ انفاس فرماتے۔

۴۔ کبھی حبسِ دم کے ساتھ نفی واثبات کے ذکر کا غلبہ ہو جاتا۔

۵۔ کبھی قرآنِ مجید کی تلاوت فرماتے۔

۶۔ کبھی حاضرین سے گفتگو فرمایا کرتے اور یہ سلسلہ بعض اوقات کئی کئی گھنٹوں پر محیط ہوتا۔ یہ گفتگو اسی طرح ہوتی جیسی کہ آپ صحت کی حالت میں فرمایا کرتے تھے۔ کوئی فرق نہ ہوتا۔

۷۔ بعض اوقات سلسلہ عالیہ کے مشائخ کرام کی ارواح آپ کے پاس آتیں۔ آپ نے اس کا اظہار بھی فرمایا۔

۸۔ بعض دفعہ آپ قدس سرہ غیبی آوازیں سنا کرتے تھے۔ جس کا اظہار بھی فرما دیتے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۹۔ علالت کے دوران آپ کے چہرۂ اقدس کی کیفیت سے قطعاً یہ ظاہر نہ ہوتا کہ آپ علیل ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک صحت مند آدمی کی طرح بالکل تروتازہ رہتا۔

۱۰۔ وصالِ مبارک سے چند گھنٹے قبل آپ کی دونوں صاحب زادیاں اور چھوٹی بہو تیمارداری کی غرض سے حاضرِ خدمت ہوئیں آپ قدس سرہ العزیز کی آنکھیں بند تھیں کچھ پڑھ رہے تھے۔ اور منہ خشک تھا۔ انہوں نے پانی پیش کرنے کی گذارش کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آنکھیں کھولیں۔ انہیں دیکھا اور رخِ انور دوسری طرف پھیر کر کلمہ طیبہ بآوازِ بلند پڑھا۔

۱۱۔ وصال سے قبل آپ نے موجود احبابِ طریقت کو اشارتاً اپنے وصال کے قریب ہونے کی خبر دے دی۔

۱۲۔ ابتدائے مرضِ وصال میں آپ نے اپنے خادمِ خاص جناب حافظ فضل کریم صاحب سے فرمایا:

میری نمازوں کا خیال رکھنا۔ اور پردہ کا بھی خیال رکھنا۔

اپنی صاحب زادیوں سے فرمایا:

دیکھنا مجھ پر بے ہوشی طاری ہو جائے تو کسی نامحرم کا ہاتھ مجھے نہ لگنے پائے۔ وصال کے بعد غسل اور کفن دے کر اس بڑے کمرے میں چارپائی رکھنا۔ سنگیوں کا ہر طرح سے خیال رکھنا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یا سلام کا ورد

آپ کے عرصۂ علالت کے دوران آپ کی شفا کے حصول کی غرض سے خانقاہِ سلطانیہ میں ہر روز "یا سلام" کا ورد مسلسل جاری رہا یہی ورد احبابِ طریقت نے بھی اپنے طور پر کیا۔ لیکن اِذَا جَآءَ اَجَلُھُمْ فَلَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ۔ قضائے ایزدی کے سامنے ہر حیلہ بےکار ہوتا ہے۔

(سورۃ یونس آیت نمبر 49)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حیاتِ مستعار کا آخری روز اور وصال مبارک

ڈاکٹر محمد اکرم صاحب نے تحریر فرمایا کہ ۳۱ دسمبر ۲۰۰۸ء منگل بدھ کی درمیانی شب نمازِ تہجد سے پہلے حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضری دی۔ خاموشی کی صورتِ حال بدستور برقرار تھی۔ دن کو حاجی محمد یونس صاحب کی کسی بات کا جواب ارشاد فرما دیتے۔ اور کبھی زبان سے اللہ اللہ کہہ دیتے۔ کروٹ بدلنے کی صورت میں کراہنے کی آواز آتی تھی۔ پورا دن چند چمچ یخنی کے سوا کچھ تناول نہ فرمایا۔ آنکھیں بھی بند فرمائے ہوئے ہیں۔

اگرچہ آکسیجن دی جا رہی ہے لیکن طبیعت میں اضطراب اور بے چینی ہے۔

سر مبارک تکیہ پر ادھر ادھر ہلاتے ہیں۔ سانس کبھی تیز اور کبھی آہستہ ہو جاتی ہے۔

جسم مبارک کی جلد بہت نرم اور حساس ہو چکی ہے۔ پاؤں پر زخم بن رہے ہیں۔ بریگیڈیئر وقار صاحب اور کرنل ارشد صاحب سے مزید علاج میں مشورہ اور رہنمائی کیلئے ٹیلی فون پر رابطہ کیا تو انہوں نے جواب دیا اب زیادہ کچھ نہیں ہو سکتا۔ مریض کو زیادہ سے زیادہ آرام دہ حالت میں رکھیں۔

۳ محرم الحرام ۱۴۳۰ھ ۳۱ دسمبر ۲۰۰۸ء بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب سوا دس بجے کے قریب ڈاکٹر جاوید صاحب، ڈاکٹر ساجد صاحب اور محمد مشتاق صاحب کی معیت میں میڈیکل چیک اپ کیا۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ مبارک سے باہر آ کر باہمی مشورہ کرنے لگے، حجرہ مبارک میں صوفی نور حسین صاحب ساکن سرہوٹہ علاقہ سہنسہ آپ قدس سرہ کے ہاتھوں کو سہلا رہے تھے۔ حافظ محمد سلیم صاحب (ساکن گنواں) سرہانے کی طرف کھڑے تھے۔ آپ قدس سرہ العزیز بلند آواز سے سانس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے ساتھ ذکر فرمارہے تھے۔ اللہ اللہ کا ورد کررہے تھے۔ اسی دوران آپ نے کسی قسم کی اضطرابی کیفیت، تکلیف کا اظہار کیئے بغیر اپنی جان جان آفرین کے سپرد فرمادی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْ نَ۔ آپ اپنی حیات مبارکہ کے آخری سانس لے رہے تھے کہ محمد مسعود صاحب بے اختیار پکار اٹھے یہ کیا ہوگیا؟ یہ کیا ہوگیا؟ ہم ڈاکٹر دوسرے کمرے میں تھے جلدی سے اندر آئے۔ جناب پیر محمد زاہد صاحب دامت برکاتہم العالیہ آن پہنچے۔ ڈاکٹر جاوید صاحب نے طبی معائنہ کے بعد کہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روح پرواز کرچکی ہے۔ حضرت حاجی پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور دیگر اہلِ خانہ بھی آگئے۔ اس وقت رات کے سوا گیارہ بجے تھے۔

پوری خانقاہ میں غم واندوہ کی کیفیت طاری ہوگئی۔ غم کا اظہار ہر کسی کا اپنا تھا۔

ڈاکٹر محمد اکرم صاحب نے لکھا کہ میں نے آپ کی دونوں ٹانگوں کو اکٹھا کیا۔ محمد مشتاق صاحب نے انگوٹھوں کو باندھا۔ آنکھیں اور لب مبارک قدرتی طور پر بند تھے۔ اور قبلہ رو تھے۔

غسل کیلیئے پانی گرم کرکے آپ کو غسل دیا گیا۔ اور رات ہی کو آپ کا جسدِ اطہر دیدارِ عام کیلیئے حجرہ میں رکھا گیا۔ رات بھر اور اندازاً دن کے گیارہ بجے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ بے پناہ ہجوم تھا۔ ہر آنے والی گھڑی اس اضافہ کا پیغام لے کر آتی۔ مردوں اور مستورات کو باری باری زیارت کرائی جاتی تھی۔

یکم جنوری ۲۰۰۹ء بروز جمعرات ظہر کی نماز کی امامت حضرت صاحب زادہ پیر محمد زاہد صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے کرائی اور اس کے متصل آپ کی نمازِ جنازہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت حاجی پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی اقتداء میں ادا کی گئی۔ اس کے بعد آپ کو اپنے جدِّ امجد حضرت قاضی فتح اللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس میں قبلہ کی جانب پہلے سے تیار شدہ قبرِ انور میں دفن کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ۔ نمازِ جنازہ کے شرکاء کی تعداد محتاط اندازے کے مطابق لاکھوں میں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سب کی حاضری قبول فرمائے۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باب دوم

حلیہ مبارک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حلیہ مبارک

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے نور اور دل کے سرور حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ تربیتِ نبوی کے شاہکار تھے اور فیضِ رسالت سے اس قدر فیضیاب تھے کہ ہم شکلِ نبی کہلائے۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقتوں کے مرکز اور ظاہری و باطنی قوی ترین تعلق سے سرفراز تھے۔ اپنے نانا جی کا حلیہ ان کی نظروں میں سمایا ہوا اور دل و دماغ پر چھایا ہوا تھا۔ پھر بھی ان کی تمنا تھی کہ کوئی میرے نانا جی کے اوصاف، خدوخال کو دل کش انداز میں بیان کرے تا کہ میں سنوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی نسبت کو اور مضبوط کرلوں۔ شمائل ترمذی میں ہے۔

امامِ عالی مقام حضرت حسن مجتبیٰ بن شیرِ خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے ماموں حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بہت دل کش انداز میں بیان کیا کرتے تھے۔ میں نے ان سے فرمائش کی کہ آپ میری خاطر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک کچھ بیان کریں تا کہ میں اپنا تعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قوی تر کرلوں۔

خواجۂ عالم حضرت سیدی مرشدی قدس سرہ العزیز کو دنیا سے پردہ فرمائے ہوئے ایک عرصہ گذر چکا ہے۔ آپ کی شکل وصورت، خدوخال کو بیان کرنے سے مقصود جہاں اپنے دل کو تسلی دینا ہے وہیں ان احبابِ طریقت کی خوشی، فرحت اور طمانیت کے اسباب مہیا کرنا ہے جن کی یادوں پر وقت بیتنے کے دھندلکوں نے سائے ڈال دیئے ہیں۔ تا کہ ان کی یادوں میں تازگی کی بہار آجائے۔ اور جنہوں نے آپ کی زیارت کا شرف حاصل نہیں کیا اور تصوراتی دنیا میں کھو کر آپ کے حسنِ خداداد اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیبتِ باکمال کا نظارہ کرنے کے خواہاں ہیں وہ بھی آپ سے تصوراتی اور روحانی تعلق سے اپنا اپنا حصہ حاصل کرسکیں۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ۔

فقیر راقم الحروف کو اپنی نالائقی، کج مج بیانی کا پورا احساس ہے۔ اس کے باوجود جو کچھ بن پڑتا ہے برادرانِ طریقت کی خدمت میں پیش ہے۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم کے ہو کر جیئے۔ انہیں کے ہو کر زندگی بسر فرمائی۔ کسی اور کی طرف نہ دھیان دیا، نہ توجہ فرمائی۔ ان ہی کی یادوں میں مگن رہے۔ اور ان ہی کی یاد میں مصروف رہ کر اپنی جان جان آفرین کے سپرد فرمائی۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ نقاشِ ازل نے آپ کو ایسی خوبصورت، دل ربا اور باہیبت ورعب قد وقامت اور شکل وصورت عطا فرما رکھی تھی جو اپنی مثال آپ تھی۔ اس معاملہ میں بھی خالقِ کائنات نے آپ کو اپنے محبوب پاک علیہ التحیۃ والثناء کی اتباع کا حصۂ وافر عطا فرما رکھا تھا۔

قد مبارک میانہ، لیکن خداداد سیادت وسربلندی کا نتیجہ تھا کہ جمعۃ المبارک، عیدین اور اعراسِ مبارکہ کے کثیر اجتماعات میں سب سے نمایاں آپ ہوا کرتے تھے۔ ایسے موقعوں پر طویل قد، پست قامت، فربہ اندام، لاغر اور دبلے، بوڑھے، جوان ہر قسم اور ہر شکل وصورت کے لوگ موجود ہوتے۔ لیکن جو بھی آپ کے نزدیک آتا پست ہی نظر آتا۔ آپ کے قدِ رعنا کے سامنے کوئی اور نہ آنکھوں میں سماتا اور نہ ہی نظروں میں جچتا۔

اللہ رے خلوت سے جلوت میں آنا　　　　سرنگوں ہیں عظمتیں، سیادتیں ہیں سرفگن

سر مبارک بڑا، موزوں، مدور، خدام بالوں کی خدمت مشین کے ذریعہ سے بجالایا کرتے تھے۔ اور جب صرف ٹوپی پہنے ہوتے تو اس کی تدویر نہایت نمایاں اور

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خوبصورت معلوم ہوتی۔

پیشانی مبارک کشادہ اور روشن، بائیں جانب ایک نمایاں تل۔ اسی جانب پیشانی اور سر کے بالوں سے بننے والی نوک کے اوپر سر مبارک میں ایک اور نمایاں تل تھا۔ پیشانی کے درمیان دو تین سلوٹیں، لیکن بعد از وصال ان سلوٹوں کا نشان تک باقی نہ تھا۔ وہ بالکل ہموار ہوگئی اور انوارِ الہیہ کا منبع و مرکز بن گئی۔

چہرہ مبارک کتابی۔ جس کی رنگت کھلتی ہوئی گندم گوں اور ملاحت کا حصہ وافر لئے ہوئے تھی۔

رخسار مبارک بھرپور، پرنور، باوجود طویل علالت، کبر سنی اور کئی سال کے مسلسل روزوں کے کھلے ہوئے پھولوں کی مانند تازہ اور پُر بہار تھے۔

ابرو قوس دار، مانندِ ہلال، سفید جن میں چند بال سیاہ تھے۔

چشمانِ مبارک روشن کشادہ، ان کی سفیدی خوب سفید اور سیاہی خوب سیاہ، سفید حصے میں قدرتی طور پر حسین سرخ ڈورے تھے کسی کو نظر ملانے کی تاب نہ تھی۔ جن کی بہار دیدنی تھی۔

ناک مبارک اونچی، دراز، نوکدار، درمیان میں کسی قدر خمیدہ۔

ہونٹ مبارک، جب منہ میں دانت تھے تو میانے نہ موٹے بے ڈول اور نہ ہی بہت پتلے۔ اور جب دانت نہ رہے تو باریک، حسین اور شاداب۔ آپ کے تبسم سے دل کی کلیاں کھل اٹھتیں۔ غم واندوہ کا علاج ہوتا اور ماحول خوش گوار ہو جاتا۔

دانت مبارک مائل بہ درازی، کشادہ، سفید، براق، جب تھے التزام سے مسواک فرمایا کرتے تھے اور جب نکل گئے تو مسواک کی سنت پھر بھی جاری رہی۔

دہن مبارک کشادہ۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

داڑھی مبارک کے بال، بھرے بھرے، سیدھے، بیضوی انداز میں بقدرِ مسنون دراز اور سفید لیکن ٹھوڑی مبارک کے نیچے کچھ بال تا آخر دم سیاہ تھے۔

داڑھی بچہ کے دونوں طرف کی قوسیں بالوں سے خالی تھیں۔

مونچھیں مبارک سامنے سے اتنی پست کہ ہونٹوں کا کنارہ کھلا رہتا۔ اطراف سے دراز اور ریش مبارک میں مدغم۔

گوش مبارک، میانے مائل بہ درازی، سر سے ملے ہوئے۔

گردن مبارک، نہ بہت لمبی اور نہ ہی چھوٹی، پر گوشت۔

سینہ عرفانِ حق کا گنجینہ، فراخ۔

شانے مضبوط اور کشادہ

بازو لمبے اور مضبوط

کلائیاں مضبوط اور چوڑی۔

انگشتانِ مبارک لمبی، پر گوشت، ہتھیلیاں اور انگلیاں ریشم سے بڑھ کر نرم اور ملائم تھیں۔

شکم مبارک، باوجود نہایت کم خوراک، سالوں کے عرصہ پر محیط روزوں اور مسلسل علالت کے سینہ مبارک سے ہموار لیکن آخری ایام میں سینہ سے ذرا سا نمایاں ہو گیا تھا۔

قدمین شریفین، پُر گوشت، میانہ سائز

ایڑیاں صاف اور سخت۔

انگلیاں لمبی اور پتلی

رفتار مبارک باوقار، تیز اتنی کہ عام لوگوں کیلئے اس کی برابری بس کی بات نہ تھی، ساتھ دینے کیلئے دوڑنا پڑتا۔ چلتے وقت بازو بھی ساتھ ہلتے تھے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باب سوم

لباس مبارک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لباس مبارک

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی سادگی کا حسین مرقع تھی۔ آپ قرونِ اولیٰ کی قدسی جماعت سے بچھڑے ہوئے ایک فرد معلوم ہوتے تھے۔ آپ کی ذاتِ پاک میں وہی سادگی، وہی تواضع وانکساری، وہی عاجزی نظر آتی تھی جو صدیوں قبل ہمارے اسلافِ کرام کا طریق تھا۔

چرخے پر ہاتھ سے کاتا ہوا اور کھڈی کا بنا ہوا دیسی کھدر آپ کو بہت پسند تھا۔ خواہ وہ سفید ہوتا یا شتری رنگ کا۔ بعض اوقات ببول کی چھال کے رنگ سے آپ اسے رنگا لیا کرتے تھے۔

سر مبارک پر دستار جو بالعموم سفید ہوتی۔ اس کے نیچے کپڑے کی پانچ گوشی ٹوپی۔ سردیوں میں اون اور پشم سے بنی ہوئی گرم ٹوپی بھی استعمال فرما لیا کرتے تھے۔ جلوت وخلوت میں عموماً دستار اور اس کے نیچے ٹوپی ہوتی۔ کبھی صرف ٹوپی۔ کبھی کبھی رومال یا رنگ دار پرنا بھی پہن لیا کرتے تھے۔ لیکن ایسا شاذ ونادر ہی ہوتا تھا۔

آپ محض کرتہ پر اکتفا فرمایا کرتے بنیان سے دل چسپی نہ تھی۔ کبھی صرف سلوکا اور وہ بھی حجامت بنواتے وقت زیب تن فرما لیتے۔ کرتہ عموماً دیسی کھدر کا۔ لیکن اس کا التزام نہ تھا۔ جو میسر آیا صبر وشکر سے زیب تن فرما لیا۔ چناں چہ بنوں کے کھدر، پاپلین، لٹھے اور ململ کے کرتے بھی آپ پہن لیا کرتے۔ جب کرتا خود سلواتے اس کی لمبائی ۷ا گرہ ہوتی یعنی ایک گز اور تقریباً دو انچ۔ اگر کوئی عقیدت مند پیش کرتا تو معمولی کمی یا بیشی کو نظر انداز فرما کر پہن لیا کرتے۔ سردی کے موسم میں گرم کپڑے بھی پہن لیا کرتے لیکن اس کا دورانیہ مختصر ہوتا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ فرغل بھی استعمال فرمایا کرتے۔ اوائل میں واسکٹ بھی پہنا کرتے۔ اس کی سامنے والی جیب میں گھڑی ہوتی۔ اس کی بندش کیلئے سیاہ رنگ کی ڈوری ہوا کرتی تھی۔

تہبند کھدر کا ہوتا جو ڈھنک واڑ طرز کا سیا ہوا ہوتا۔ بنگالی لنگی بھی پسند تھی۔ سردی کے موسم میں گرم کپڑے کی شلوار بھی پہن لیا کرتے لیکن اس کا دورانیہ مختصر ہوتا۔

گرمیوں میں کھدر کی چادر۔

سردی کے موسم میں کشمیری گون پہنتے اور پرن کشمیری بھی پہن لیا کرتے۔

نعلین مبارک، دیسی ساخت کا جوتا پہنتے۔ کبھی سلیپر۔ اور سردیوں میں کبھی گرم سلیپر بھی پہن لیا کرتے تھے۔ موسمِ سرما میں کبھی کبھی جراب اور کبھی کبھار موزے بھی زیبِ پا فرما لیا کرتے۔

آپ نے کبھی کلائی کی گھڑی نہیں پہنی۔ اسے عموماً سرہانے کے نیچے یا مصلیٰ کے اوپر رکھا کرتے۔ بوقتِ ضرورت ٹائم دیکھ لیا کرتے۔

نزول الماء کے آپریشن کے بعد آپ مسلسل عینک استعمال فرمایا کرتے تھے۔ اس سے قبل آپ نے عینک استعمال نہ کی۔

لباس صاف ستھرا اور داغ سے پاک ہوتا۔ بالعموم آپ بدھ کے دن اپنے کپڑے دھلوایا کرتے تھے۔

ایک وقت میں دو یا تین جوڑے ہوتے۔ مزید آنے پر پہلے کسی کو عطا فرما دیا کرتے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Marfat.com

باب چہارم

دینی خدمات

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مساجد کی تعمیر

اسلامی معاشرہ اور مسجد آپس میں لازم وملزوم اور ایک دوسرے کے محافظ ونگران ہیں۔ اسلامی معاشرہ مسجد کی تعمیر وترقی، نظافت وحفاظت، آبادی ورونق کا باعث ہوتا ہے جب کہ مسجد اسلامی معاشرہ کی اصل بنیاد کی حفاظت، صحیح نشو ونما، اس کی مضبوطی واستحکام، درست سمت رہنمائی کے ساتھ ساتھ اس کی محاسب ونگران بھی ہوتی ہے تا کہ وہ اپنے حدود وقیود میں رہے۔

مسجدِ حرام اگرچہ تاریخ عالم کی اولین مسجد ہے۔ اس کے بانی حضرت ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام تھے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکی زندگی میں اہلِ ایمان، کفارِ مکہ، دشمنانِ خدا ورسول کے ظلم کی ایسی چکی میں پستے رہے جس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ مسجدِ حرام میں دینِ ابراہیمی کے اصل وارثوں کو وہاں عبادت کرنے سے بزورِ بازو روکا جاتا تھا۔ اس پر بعض صحابہ کرام نے اپنے گھروں میں نماز کیلئے جگہ مخصوص کررکھی تھی۔ جن میں حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا نام نمایاں ہے۔ گھروں میں متعین ایسے مقامات کو بعض محدثین نے مساجد کا نام دیا ہے لیکن فقہی اصطلاح کی رو سے انہیں مسجد البیت کہا جاتا ہے۔ عہدِ نبوی کی سب سے پہلی باقاعدہ مسجد ہجرت کے بعد مقامِ قبا میں بنائی گئی۔ جس کی بنیاد کی سب سے پہلی اینٹ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسری حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور تیسری حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے رکھی۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص ۱۸۰)

یہ مدینہ منورہ سے تین میل کی دوری پر واقع ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبا سے روانہ ہوکر مدینہ منورہ میں پہنچے تو سب سے پہلا کام مسجدِ نبوی کی تعمیر تھا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مرکزِ اسلام مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ سب سے پہلی مسجد ایک نہایت مؤثر اور مؤقر ادارہ تھی۔ بلکہ یہ اسلام کا ناقابلِ تسخیر قلعہ تھی۔ جہاں اسلامی معاشرہ کیلئے دین ودنیا کے سارے قوانین مرتب ہوتے۔ یہیں سے جہاد کیلئے فوجیں روانہ کی جاتیں۔ بیرونی وفود کو شرف باریابی عطا کیا جاتا۔ یہیں اسلامی دنیا کا اولین دارالعلوم قائم ہوا۔ یہیں اربابِ حل وعقد کی مجالسِ شوریٰ منعقد ہوتیں۔ مقدمات کے فیصلے سنائے جاتے۔ اسی کے ایک حصے کو زبانِ نبوت سے رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ ہونے کا شرف حاصل ہے۔

مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ اشرافیہ طبقہ کے مختلف افراد کی نفس پرستیوں، خودسریوں اور اسلام سے بغاوت کے نتیجہ میں اگرچہ مسجد کا وہ اولین مقام باقی نہیں رہا۔ لیکن بہت کچھ لٹنے اور چھن جانے کے باوجود اسلامی معاشرہ میں مسجد کے مفید کردار کا اعتراف ہر کوئی کرتا ہے۔ مساجد اب بھی انسانوں کا تعلق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے استوار کرنے میں نہایت ہی اہم رول ادا کرتی ہیں۔ یہ معاشرتی بیماریوں کی علاج گاہ ہیں اور اس کی ناہمواریوں کی درستی کی ضامن ہیں۔ لوگوں کو اپنے مقصدِ تخلیق کی جانب توجہ دلانے کا مؤثر ذریعہ ہیں۔

اگرچہ دنیائے تصوف کے حقیقی علم برداروں اور اس کے اکابر کا پوری اسلامی تاریخ میں مساجد کے ساتھ گہرا تعلق رہا ہے۔ ہر دور میں انہوں نے اپنی اپنی بساط کے مطابق انہیں آباد رکھا۔ ان کی خدمت کی، ان کی طہارت ونفاست میں پیش پیش رہے۔ لیکن سیدی ومرشدی متاعی ومطاعی خواجۂ عالم وعالمیاں حضرت خواجہ محمد صادق قدس سرہ نے مساجد سے تعلق کی نادرِ روزگار مثالیں قائم فرمائی ہیں۔ پوری اسلامی

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تاریخ میں ایسی مثالیں تلاشِ بسیار کے بعد شاید ہی میسر آسکیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سینکڑوں مساجد اپنی نگرانی میں تعمیر کرائیں۔ اور اتنی ہی مساجد میں بصورتِ نقدی حصہ ڈالا۔ جس میں کوئی حصہ پچاس ہزار روپیہ سے کم نہ تھا۔ راقم الحروف کا مساجد کے ساتھ ''عالی شان'' لفظ کا اضافہ مبالغہ آرائی یا زیبِ داستان کیلئے نہیں ہے۔ قارئین جنہوں نے ان مساجد کی زیارت کی ہے وہ اس لفظ کی موزونیت پر گواہ ہیں اور باقی لوگوں کیلئے صلائے عام ہے کہ آپ کی تعمیر کردہ مساجد کی زیارت کریں اور خود فیصلہ کریں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ آپ کی تعمیر فرمودہ مساجد آباد ہیں۔ تمام مساجد میں باقاعدہ پانچ وقت پر اذان اور نماز باجماعت کا اہتمام موجود ہے۔ کئی ایک مساجد میں نمازیوں کی کثرت کے باعث ان کی وسعت کم محسوس ہونے لگی۔ چناں چہ اس تقاضا کے باعث ان کو از سرِ نو وسیع کر کے تعمیر کیا گیا اور بعض میں توسیع کا یہ عمل ایک سے زائد مرتبہ بھی ہو چکا ہے۔ جب کہ کئی ایک میں یہ منصوبہ زیرِ غور تھا جو آپ کی علالت اور پھر وصال کے باعث مؤخر ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ کی توجہات و برکات سے اب یہ سلسلہ جاری رہے گا (انشاء اللہ)۔ ان تمام مساجد میں قوم کے نونہالوں کو قرآنِ مجید پڑھانے کا انتظام موجود ہے۔ بہت سی مساجد میں مقامی اور اقامتی طلبہ کو تجوید کے اصولوں کے مطابق قرآنِ مجید حفظ کرایا جاتا ہے۔ ان مساجد کی بھی کمی نہیں جن میں درسِ نظامی کی تدریس کا بندوبست ہے۔ اس پورے نظام کے اجراء اور تسلسل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جذبہ کارفرما رہا کہ بندوں کا تعلق خالقِ حقیقی سے مضبوط سے مضبوط تر کیا جائے تاکہ وہ صحیح معنوں میں خدا کے بندے بن کر اپنی زندگیاں بسر کریں۔ اور دونوں جہانوں میں اس کی بے کراں نعمتوں سے سرفراز

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوں۔

اختصار کے پیشِ نظر یہاں اس مختصر تالیف میں صرف خانقاہِ سلطانیہ جہلم کی مسجد کا ذکر کیا جاتا ہے نظامِ سلطانیہ کے تحت تعمیر ہونے والی سب سے پہلی مسجد یہی ہے۔ جب حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ارادہ فرمایا کہ کالا دیو گاؤں کے متصل رہائش گاہ تعمیر کی جائے۔ تو اس کے ساتھ ہی وہاں مسجد کی تعمیر کا خیال بھی دامن گیر ہوا۔ اسی اثناء میں آپ کا قیام رمضان المبارک کے مہینہ میں گندم منڈی راولپنڈی میں ہوا۔ اس محلّہ میں دو مسجدیں تھیں۔ ایک مسجد کے امام پٹھان تھے جو اہلِ سنت عقیدہ کے حامل تھے۔ جب کہ دوسری مسجد کے امام صاحب مولوی اشرف علی تھانوی صاحب سے تعلق رکھنے والے تھے۔ آپ نے وہ مسجد دیکھی اس کی طرزِ تعمیر آپ کو پسند آئی۔ آپ نے اس کے معمار سے ملاقات فرمائی۔ جواب ٹھیکیداری کیا کرتا تھا اور خود کام کرنا اس نے چھوڑ رکھا تھا۔ آپ نے اس سے خانقاہِ سلطانیہ جہلم میں مسجد تعمیر کرانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس نے حامی بھری۔ وہ دو دفعہ کالا دیو دربار شریف بھی آیا لیکن مسجد کی تعمیر کی سعادت اسے نصیب نہ ہو سکی۔ اس کے بعد آپ نارووال تشریف لے گئے وہاں ایک مسجد دیکھی جسے آپ نے پسند فرمایا اس کے معمار سے ملاقات ہوئی اور اسے دربار شریف میں مسجد کی تعمیر کی پیش کش کی۔ وہ رضامند ہو گئے ان کا نام مستری عبدالواحد تھا۔ انہوں نے کہا آپ تعمیر کیلئے سامان جمع کر لیں۔ مستری صاحب آئے بنیادیں کھدوائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان دنوں گلہار شریف تھے۔ اور حضرت مائی صاحبہ کلاں رحمۃ اللہ علیہا چیچیاں شریف تھیں۔ آپ اس مسجد کی بنیاد رکھنے کیلئے کالا دیو تشریف لائیں۔ سہارا دے کر آپ کو بنیاد تک اتارا گیا۔ بجری پہلے سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

Marfat.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

بچھی ہوئی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے اپنے دستِ مبارک سے شمالی کونہ میں تین اینٹیں بطور سنگِ بنیاد رکھیں اور دُعا فرمائی۔ مستری عبدالواحد صاحب نے عرض کی کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے ہاتھوں سے اس مسجد کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔

مسجد کی بنیاد کے ۱۳ ردے (سوا چار فٹ) زمین کے اندر ہیں۔ اور اتنے ہی سطحِ زمین کے اوپر ہیں۔ گویا کل ۲۶ ردے پلنتھ کے ہیں۔ اس کی بنیادوں پر پونے دو لاکھ اینٹ خرچ ہوئی۔ مسجد کا ہال ۲۷ فٹ x ۳۶ فٹ ہے۔ دونوں طرف ۱۰ فٹ x ۲۷ فٹ کے حجرے ہیں۔ جنوبی حجرہ مبارکہ میں حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ نے سالہا سال تک قیام فرمایا۔ مستری عبدالواحد صاحب کی یومیہ مزدوری ۱۹۶۱ء میں دس روپے تھی۔ جب کہ مستری محمد شریف سات روپے مستری محمد امین چھ روپے اور مستری عبدالعزیز پانچ روپے یومیہ مزدوری لیا کرتے تھے۔ (رجسٹر حساب مسجد شریف)۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ نے فرمایا کہ مسجد شریف کے مینار کی بنیادوں میں ۲۵ ہزار اینٹ استعمال ہوئی۔ مستری عبدالواحد صاحب لاہور سے کچھ مستری اپنے ساتھ لائے۔ وہ مینار کی بنیاد پر متعین کئے گئے۔ مستری صاحب نے ان کو ہدایت دی کہ پہلے بنیاد کی سطح کو لیول کریں۔ پھر اس میں بجری ڈال کر خوب کوٹیں۔ وہ خود کسی اور کام میں مصروف تھے۔ جب مینار کی بنیاد تیار ہوگئی تو انہوں نے پوچھا کیا لیول ٹھیک ہے انہوں نے جواب دیا ہاں لیول بالکل ٹھیک ہے۔ وہ اسے چیک کرنے کے لئے نیچے اترے تو معلوم ہوا کہ انہوں نے جھوٹ بولا ہے۔ لیول ٹھیک نہ تھا۔ وہ ان پر خفا ہوئے اور مزدوروں کو حکم دیا کہ سارا کام اکھیڑ دو۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر لیول میں ذرہ بھر نقص رہ گیا تو مینار کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔ اس سے مستری عبدالواحد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صاحب اور دیگر مستریوں میں تلخ کلامی ہو گئی۔ مستری عبدالواحد صاحب کا کہنا تھا کہ یہ کام میری ذمہ داری پر ہو رہا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ مجھ پر کیے گئے اعتماد کو ٹھیس پہنچے۔ اس سے میرے فن اور شہرت کو نقصان ہوگا۔ انہوں نے ان مستریوں کو فارغ کر دیا۔ کام کرنے کے دنوں کی مزدوری اور واپسی کا کرایہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو ادا کر دیا۔

مستری عبدالواحد صاحب بڑے فرض شناس انسان تھے۔ ایک دن مستری محمد امین صاحب جو ان کے ساتھ کام پر لگے تھے دیر سے آئے۔ تو ان کو ذمہ داری کا احساس دلانے کیلئے ناراض ہوئے۔ خود ان کی یہ حالت تھی کہ گرمی کا موسم تھا۔ بعض اوقات پسینے میں شرابور بنیادوں سے باہر نکلتے پسینے سے بھیگے کپڑوں کو نچوڑتے اور کہتے نہ معلوم کیا راز ہے۔ لاہور جہاں کام کے دوران پنکھوں کی سہولتیں میسر ہوتی ہیں۔ اس انہماک سے کام نہیں ہوتا۔ اور یہاں کام کرنے کی دھن اور جنون کی کیفیت طاری رہتی ہے۔ کام میں مصروفیت کے اوقات میں فرحت اور کیف محسوس ہوتا ہے۔ پلنتھ کے کام کی تکمیل پر وہ واپس چلے گئے۔ مسجد شریف کے رجسٹر حساب آمد و خرچ سے پتہ چلتا ہے کہ ۲۱ جنوری ۱۹۶۱ء کو مستری صاحب کو ایک سو ساٹھ روپے ادا کیے گئے۔ اور اس کے بعد ۲۷ ستمبر ۱۹۶۳ء کو دوبارہ انہوں نے کام شروع کیا۔ یعنی تقریباً پونے دو سال تک کام بند رہا۔

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کام کی بندش میں حکمت یہ تھی کہ مستری صاحب یہ چاہتے تھے کہ بنیاد اچھی طرح سیٹ ہو جائے۔ اس طرح بعد میں تعمیر ہونے والی عمارت متوقع خطرات سے محفوظ رہے گی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مستری عبدالواحد صاحب کے ساتھ اور مستری بھی کام کیا کرتے تھے۔ وہ کام کے معاملہ میں بہت محتاط تھے۔ مستری محمد شریف صاحب ان دنوں ٹاہلیاں والا میں کسی کوٹھی کی تعمیر میں مصروف تھے۔ حاجی محمد اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ خادمِ دربار شریف سے ان کی ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے پیش کش کی کہ اگر اجازت ہو تو ہم بھی مسجد کی تعمیر میں حصہ لیں۔ اور ایام میں تو چھٹی نہیں ہوتی صرف جمعہ کے دن ہم فارغ ہوتے ہیں۔ ہم اس دن اجرت کے بغیر کام کریں گے۔ حاجی محمد اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس پیش کش کا ذکر مستری عبدالواحد صاحب سے کیا۔ پہلے تو انہوں نے حامی بھر لی۔ کچھ وقفہ کے بعد کہنے لگے اگر کام خراب ہوا تو میں ذمہ دار نہ ہوں گا۔ ان کے کام کی ذمہ داری آپ پر ہوگی۔ شاید انہوں نے سوچا کہ وہ کام کریں گے اور مزدوری نہ لیں گے تو کام خراب ہونے کی صورت میں اشتباہ پر شاید وہ برا مان جائیں اور لاپرواہی کا مظاہرہ کریں۔ بعد میں یہی مستری محمد شریف صاحب دربارِ عالیہ کے تمام کاموں کے مختار اور نگران مقرر ہوئے۔ مستری عبدالواحد صاحب مسجد کی دومنزلیں اور برآمدوں کی ایک منزل تیار کرنے کے بعد چلے گئے۔ ان کی چنائی، چھت اور بیموں کی ساخت مثالی تھی۔ چنائی میں ایک اینٹ دوسری اینٹ سے بالکل پیوستہ تھی۔ درمیان میں سیمنٹ صرف ضرورت کے مطابق اور بڑے سلیقہ سے استعمال کیا گیا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ پوری عمارت زمین سے اسی طرح ابھر کر اوپر آئی ہے۔ پلستر کئے بغیر بھی اس کا اپنا حسن تھا۔ چھت کے نیچے ابھرے ہوئے بیم قوس کی شکل میں تھے یعنی درمیان سے گولائی میں ابھرے ہوئے تھے۔ اور وہ گولائی انتہائی متناسب تھی۔ جواب پلستر میں دب چکی ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان کے چلے جانے کے بعد مسجد شریف کا باقی کام مستری محمد شریف صاحب نے کیا۔ مینار، گنبد اور برآمدوں پر کمرے انہوں نے تعمیر کئے۔ ایک دفعہ مستری عبدالواحد صاحب دربارِ عالیہ سلطانیہ آئے اس وقت مینار اور گنبد تعمیر ہو چکے تھے۔ مینار پر چڑھے اور جائزہ لیا۔ کہنے لگے مینار تھوڑا سا اونچا ہو گیا ہے۔ جب تک مستری عبدالواحد صاحب زندہ رہے حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ گاہے گاہے ان کو تحائف ارسال فرماتے رہے۔ مستری صاحب اکثر کہا کرتے تھے کہ "میں نے بہت سے لوگوں کے ہاں کام کیا ہے لیکن کسی نے کام کے بعد مجھے یاد نہیں کیا۔ مگر حضرت صاحب اب تک حوصلہ افزائی فرماتے رہتے ہیں۔"

مسجد میں کام کرنے والے تمام مستریوں اور مزدوروں کو کھانا اور چائے پیش کی جاتی تھی۔ دربارِ عالیہ میں مقیم مستری اور مزدوروں میں سے اگر کوئی بیمار ہو جاتا تو اس کا علاج بھی کرایا جاتا اور مناسب وقفہ کے بعد گھر جانے والوں کو کرایہ بھی مزدوری کے ساتھ دیا جاتا تھا۔

مسجد میں استعمال ہونے والی ریت کی ڈھلائی سروں اور کندھوں پر کی گئی۔ جو قریب بہنے والے دریائے جہلم سے لائی جاتی تھی۔ اس مقصد کیلئے مسجد کے فنڈ سے ایک گدھی بھی خرید رکھی تھی۔ جس کی خدمت اور اس پر بار برداری کا کام صوفی اللہ رکھا صاحب (آف کامونکی) زیادہ تر انجام دیا کرتے تھے۔ طلبہ بھی اس پر ریت لاد کر لایا کرتے تھے۔ اس کا دانہ بھی مسجد کے فنڈ سے خریدا جاتا تھا۔

خانقاہِ سلطانیہ کی اس مسجد میں دو ہزار دو سو افراد بیک وقت نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اور جب سے حضرت قبلہ عالم خواجہ محمد سلطانِ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا تابوت مبارک

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کے شمال میں منتقل کیا گیا ہے۔ اور وہاں آپ کی قبر انور پر ایک عالی شان گنبد تعمیر کر دیا گیا۔ اور اس کے چاروں طرف کھلے والان ہیں۔ اب مسجد اور دربار شریف کے پورے احاطہ میں تقریباً تین ہزار سات سو افراد بیک وقت نماز ادا کر سکتے ہیں۔ بقیہ مساجد کے اسمائے مبارکہ اور دیگر تفصیلات مفصل حالات مبارکہ میں تحریر کئے جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

خانقاہ سلطانیہ کی اس مسجد کی فنی اعتبار سے چند خصوصیات درج ذیل ہیں۔

۱۔ باہر سے دیکھنے پر یہ ایک بڑی عمارت نظر آتی ہے۔ جیسا کہ شاہی مساجد ہوتی ہیں لیکن اس کا ہال صرف ۳۶ فٹ x ۲۷ فٹ ہے۔

۲۔ مسجد کے تین اطراف میں برآمدے ہیں۔ ان کے اوپر کمرے ہیں۔ برآمدوں پر کمروں کا حسن عجیب بہار دکھاتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کمرے ان برآمدوں پر لاکر فٹ کر دیئے گئے ہیں۔

۳۔ اوپر کی منزل پر جانے کیلئے پانچ مختلف رستے ہیں۔ ہر رستہ کی ساخت عموماً جداگانہ ہے۔ جس سے نقشہ نویس کی مہارت کا اندازہ ہوتا ہے۔

۴۔ مسجد کے فرنٹ پر چپس کا کام نہایت مہارت اور صفائی سے کیا گیا ہے۔ جن لوگوں نے جودھ پوری پتھر دیکھ رکھا ہے۔ ان کو دیکھ کر اشتباہ ہوتا ہے کہ یہ شاید اصلی جودھ پوری پتھر ہے۔ اس کا اظہار بعض لوگوں نے کیا ہے۔

۵۔ مسجد کے صحن میں داخل ہونے کے تینوں بیرونی بڑے دروازوں کے باہر اطراف میں الگ الگ نمونوں کا کام ہوا ہے۔ اس کام کے تنوع کا اپنا حسن ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مزاراتِ مبارکہ کی تعمیر

اولیائے کاملین کے مزاراتِ شریفہ پر اہلِ ایمان حصولِ برکات کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ ان سے عقیدت رکھنے والے لوگ ان قبورِ مبارکہ پر گنبد یا کوئی اور عمارت تعمیر کر دیتے ہیں تا کہ وہاں حاضر ہونے والے لوگ موسم اور آب و ہوا کی شدت سے محفوظ رہیں۔ وہاں اطمینان سے بیٹھیں، ذکر و اذکار میں مشغول رہیں۔ قرآنِ مجید کی حسبِ دل خواہ تلاوت کر سکیں۔ کیوں کہ شدید گرمی، شدید سردی اور بارش وہاں بیٹھ کر دل جمعی سے ذکر و اذکار، مراقبہ وغیرہ سے مانع ہوتے ہیں۔ ان تعمیرات کی غرض بس اتنی سی ہوتی ہے۔ ان عمارات کے ہونے سے ان کے عنداللہ مرتبہ مقام میں نہ کوئی اضافہ ہوتا ہے اور نہ ہی ان کے نہ ہونے سے ان کے اللہ تعالیٰ کے ہاں درجہ و مرتبہ میں کسی قسم کی کوئی کمی ہوتی ہے۔ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز نے بعض اولیائے کرام کے مزارات پر گنبد تعمیر کرائے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ مزار شریف حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ

قبلۂ عالم حضرت خواجہ محمد سلطانِ عالم قدس سرہ کا انتقال اپنے آبائی گاؤں چیچیاں شریف میں ہوا اور آپ کو آپ کی خانقاہ میں دفن ہونا نصیب ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ کے عقیدت مندوں نے وہاں ایک گنبد تعمیر کرا دیا۔ آپ کا یہ مزار شریف ایک عرصہ تک سنگیانِ طریقت کی عقیدتوں کا مرکز رہا۔ وہاں آپ کے عرس مبارک کی سالانہ تقریب منعقد ہوا کرتی تھی۔ اور جب منگلا ڈیم کی تعمیر مکمل ہوئی۔ اور اس میں پانی ذخیرہ کرنے کا عمل شروع ہوا تو اس وقت ۹ مئی ۱۹۶۷ء کو وہاں آخری بار عرس

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شریف کی تقریب منعقد ہوئی۔اس وقت سنگیوں میں اضطراب تھا کہ چند دنوں میں یہ مزار مبارک نظروں سے اوجھل ہو جائے گا اور ان کی تمناؤں اور امیدوں کا مرکز پانی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب جائے گا۔ان کو محرومی کا یہ احساس بے چین کر رہا تھا کہ پہلے وہ یہاں حاضری دے کر روحانی تازگی اور تسکین حاصل کیا کرتے تھے۔اور آپ کے توسل سے اپنی درخواستیں بارگاہِ ایزدی میں پیش کیا کرتے تھے۔بعض برگزیدہ سنگیوں اور خلفائے کرام نے حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ آپ کے تابوت کو یہاں سے منتقل کر لیا جائے۔جواب میں آپ نے فرمایا آپ لوگ مراقبہ کریں جو اشارہ ہو اس سے آگاہ کریں۔سنگیوں نے مزارِ اقدس پر حاضر ہو کر مراقبے کیے لیکن ان کے نتائج کا علم نہیں۔آخر کار آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چند معتمد خُدّام کو تابوت مبارک کے منتقل کرنے پر مامور کیا۔چناں چہ انہوں نے تابوت مبارک چھچیاں شریف خانقاہِ مبارکہ سے نکال کر خانقاہِ سلطانیہ جہلم پہنچایا۔ حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے خواہش ظاہر فرمائی کہ دفن سے پہلے اس تابوت کو بطور تبرک کمروں میں لایا جائے۔چناں چہ ایسا ہی کیا گیا۔اب آپ خانقاہِ سلطانیہ میں آسودہ ہیں اور اس قبرِ انور پر ایک عالی شان گنبد ہے۔لوگ حاضر ہو کر فیض یاب ہوتے ہیں۔

۲۔ مزار شریف حضرت خواجہ پیر سید نیک عالم شاہ قدس سرہ العزیز

قبلۂ عالم حضرت خواجہ محمد سلطانِ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو خرقۂ خلافت حضرت خواجہ حافظ محمد حیات ڈھنگروٹ والوں نے عطا فرمایا۔ جو طریقت کے دو چشموں سے سیراب تھے۔ ا۔بادلی شریف حضرت خواجہ محمد بخش معروف بہ لہندے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ ۲۔ گوڑہ سیداں کے حضرت خواجہ پیر سید نیک عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔ ثانی الذکر کا مزار مبارک منگلا ڈیم کی حدود میں تھا۔ جب ڈیم میں پانی کا ذخیرہ شروع ہوا تو حضرت پیر سید نیک عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کا زیرِ آب آنا یقینی امر تھا۔ چناں چہ آپ اور آپ کے برادرِ خورد اور آپ کی مسند کے جانشین حضرت پیر سید محمد رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ کے اجسادِ مبارکہ کو وہاں سے نکال کر سنگوٹ میر پور میں دفن کیا گیا۔ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ان دو حضرات کی قبور پر ایک عالیشان گنبد تعمیر کرایا۔ اور ساتھ ہی ایک جامع مسجد بھی بنوائی۔ گنبد مبارک کی تعمیر کے مکمل ہونے کے بعد اس کی چابیاں جناب سید مراد علی شاہ بن حضرت پیر سید محمد رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرما دیں۔ مزار شریف سے حاصل ہونے والی نذر و نیاز وہی وصول کیا کرتے تھے۔ اور ساتھ والی مسجد کے تمام اخراجات کی کفالت حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ یہ مسجد اور مزار شریف پر گنبد آپ کی عقیدت کا مظہر ہیں۔

۳۔ مزار مبارک حضرت حاجی محمد بفوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ حاجی محمد بفوی رحمۃ اللہ علیہ نسب اور طریقت ہر دو اعتبار سے مجددی تھے۔ سکھوں کے عہد حکومت میں ان کے جبر و استبداد نے سرہند شریف کی اینٹ سے اینٹ بجادی تو حضرت امامِ ربانی مجددِ الف ثانی قدس سرہ السامی کی اولاد کو وہاں سے ہجرت کرنا پڑی۔ اس طرح یہ خاندان ملک کے مختلف علاقوں میں منتقل ہو گیا۔ حضرت حاجی محمد بفوی رحمۃ اللہ علیہ کے آباء واجداد کو بھی متعدد مقامات پر وقتاً فوقتاً ہجرت کرنا پڑی اور بالآخر پاکستان کے صوبہ سرحد کے ایک گاؤں بفہ شریف میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقیم ہو گئے۔ حضرت پیر سید نیک عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے روحانی تربیت کیلئے کچھ عرصہ حضرت حاجی محمد بغوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گذارا اور خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے مزار مبارک پر ایک شان دار گنبد تعمیر کرایا۔ اور ساتھ ایک مسجد اور اس کے ساتھ حجرہ از سرِ نو تعمیر کرائے۔ محلّہ میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وہ مسجد ہے جس میں آپ نے زندگی گذاری اور جو آپ کا مرکز رشد و ہدایت تھی۔ یہیں سے آپ کا روحانی فیض نزدیک اور دور تک پھیلا۔ حضرت پیر سید نیک عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی مسجد میں رہ کر اپنی منازلِ سلوک کو طے فرمایا تھا۔ مسجد شریف کی ان نسبتوں کے باعث حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسجد کو از سرِ نو تعمیر کرایا۔ اب یہ مسجد اپنے حسن و جمال اور شان و شوکت کے اعتبار سے پکھلی کے علاقہ میں اپنی انفرادی حیثیت کی حامل ہے۔

۴۔ مزاراتِ درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ پر گنبد

حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں خاندانِ مجددیہ کے شہرۂ آفاق شیخِ طریقت تھے۔ آپ کی درگاہِ عرش پناہ میں سلسلہ شریفہ کے درج ذیل مشائخِ طریقت کے مزارات شریفہ ہیں۔

۱۔ حضرت خواجہ مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت خواجہ شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ حضرت شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر سید نیک عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ اور آپ کے ارشاد مبارک کے مطابق طریقت کے کچھ آخری اسباق بفہ شریف کے حضرت حاجی محمد بفوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کئے اور آپ ہی سے تاجِ خلافت سے سرفراز ہوئے تھے۔ پہلے ان مزارات شریفہ کے اردگرد ایک مجّر (سنگ مرمر کی جالی) نصب تھی۔ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اس درگارہ شریف کے متولی وسجادہ نشین حضرت شاہ ابوالحسن زید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت اور عملی تعاون سے ان مزاراتِ شریفہ پر ایک گنبد تعمیر کرایا۔ جس کے تمام اخراجات آپ نے برطانیہ کے راستہ دہلی تک پہنچائے۔ سرزمینِ ہند میں سرہند شریف کے بعد یہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا سب سے بڑا مرکز ہے۔

۵۔ مشائخِ باولی شریف کے مزارات پر گنبد

باولی شریف کے مشائخِ کرام کے مزارات شریفہ سلسلہ عالیہ کے ایک روحانی مرکز کی حیثیت رکھتے ہیں۔ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ کے جدِّ امجد حضرت قاضی محمد رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ باولی شریف کے حضرت خواجہ محمد خان عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت تھے۔ اسی نسبت اور عقیدت کی بنا پر آپ اپنے لختِ جگر حضرت قبلۂ عالم خواجہ محمد سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر باولی شریف حاضر ہوئے۔ اس وقت حضرت خواجہ محمد خان عالم رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما چکے تھے۔ چناں چہ آپ نے اپنے بیٹے کو ان کے بڑے صاجزادہ حضرت خواجہ محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ معروف بہ لہندے والے پیر صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرایا۔ اور تربیت حاصل کرنے کیلئے وہاں چھوڑ دیا۔ جہاں آپ نے شیخ طریقت کی خدمت کی نادرِ روزگار مثالیں قائم فرمائیں۔ حضرات مشائخِ باولی شریف کے مزارات شریفہ ایک چاردیواری میں تھے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زائرین کیلئے موسموں کی شدت سے بچاؤ کیلئے کوئی بہتر انتظام نہ تھا۔ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ان مزاراتِ شریفہ پر ایک عالیشان گنبد تعمیر کرایا جو علاقہ بھر میں اپنی نظیر آپ ہے۔ نیز مزاراتِ شریفہ کو از سرِ نو پختہ کرایا اور الواحِ مبارکہ ان کے سرہانے نصب کرائیں۔ یہ کام ۱۹۸۹ء میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

۶۔ مزار حضرت خواجہ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ شریفہ نقشبندیہ کے مورثِ اعلیٰ خواجۂ خواجگان، شیخ المشائخ حضرت شاہ بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخِ طریقت تھے۔ آپ کا مزار شریف بخارا شریف کے مضافات میں واقع ہے۔ جس کے اردگرد صرف ایک چاردیواری تھی۔ یہ چاردیواری شمالاً جنوباً ۲۶ فٹ ۷ انچ اور شرقاً غرباً ۲۲ فٹ ایک انچ تھی۔ اس پر ایک عالیشان گنبد کی تعمیر کرانے کی سعادت حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے نصیب میں تھی۔

۸ جولائی ۱۹۹۵ء کو گلہار شریف سے تین افراد پر مشتمل ایک وفد مزار مبارک پر گنبد کی تعمیر اور اس کی نگرانی کیلئے روانہ ہوا۔ اس وفد میں استاد غلام حسین صاحب، حاجی زمان علی صاحب اور مستری مقصود احمد صاحب تھے۔ دوسرے وفد کو برطانیہ سے جانا تھا جس میں حضرت صاحبزادہ محمد معروف صاحب اور حاجی غلام سرور صاحب تھے۔

مستری مقصود احمد صاحب کو ہدایت تھی کہ گنبد شریف کی تعمیر مقامی ضرورت کے مطابق ہو لیکن اس میں پاکستانی طرزِ تعمیر کا عنصر نمایاں ہونا چاہیے۔ وفد کے ارکان کو یہ بھی ہدایت تھی کہ نماز باجماعت اور ختمِ خواجگان پڑھنے کی پابندی کی جائے۔ نمازِ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جمعہ کوشش کر کے حضرت شاہِ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کی مسجد واقع بخارا شریف میں ادا کی جائے۔

۱۳ جولائی ۱۹۹۵ء کو گنبد شریف کی تعمیر کا آغاز ہوا۔ اور ۱۶ ستمبر ۱۹۹۵ء کو گنبد مکمل ہوا اس پر آپ کا پاکستان سے ارسال فرمودہ سٹہ بھی نصب کر دیا گیا۔ اس کے بعد ۹ نومبر ۱۹۹۵ء کو تکمیل کے شکرانے پر ختم شریف کا اہتمام کیا گیا۔ اس میں شرکت کیلئے کچھ سنگی انگلینڈ سے شامل ہوئے مقامی حضرات کو شرکت کی دعوت دی گئی۔ بخارا شریف کے قاضی مولانا جان محمد صاحب نے دُعا مانگی۔ امیر عرب مدرسہ کے طلباء، اساتذہ اور قصرِ عارفان کے امام اور متولی حضرات شریک ہوئے۔ شرکاء کی کل تعداد تین سو کے قریب تھی۔ حاکمِ بخارا شریف بھی اس تقریب میں شامل تھے۔

۷۔ مزار شریف حضرت قاضی فتح اللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ

صدیقیانِ علاقہ میر پور کے جدِ امجد حضرت قاضی فتح اللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک اورنگ زیب عالم گیر رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ سے میر پور میں تھا۔ ۱۹۶۷ء میں جب منگلا جھیل میں پانی کا ذخیرہ کیا گیا تو آپ کا مزار پانی میں ڈوب گیا۔ ۱۸ سال کے طویل عرصہ تک یہ مزار شریف زیرِ آب رہا۔ سردیوں کے موسم میں جب پانی کی سطح نیچی ہوتی تو یہ مزار شریف پانی سے باہر نکل آتا۔ چند سنگی ہر سال وہاں حاضر ہو کر اپنی سعادتوں کا سامان مہیا کرتے۔ ۱۸ سال کے بعد آپ کے تابوت مبارک کو وہاں سے نکال کر رات کی تاریکی میں گلہار شریف منتقل کر دیا گیا اور وہاں جامع مسجد الفردوس کی شمالی طرف پہلے سے تیار شدہ قبر میں نمازِ فجر سے پہلے سپردِ خاک کر دیا گیا۔ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر ایک عالی شان مقبرہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعمیر کرایا۔ اور وصال مبارک کے بعد خود بھی وصیت کے مطابق حضرت قاضی فتح اللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ کے مغربی جانب دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ان کے علاوہ اور بھی مزارات شریفہ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز نے تعمیر کرائے۔ جن کی تفصیل آپ مفصل سوانح حیات مبارکہ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ یہاں صرف ان کے نام درج کیے جاتے ہیں۔

۱۔ جمیری تھاتھی	پانچ مزارات شریفہ
۲۔ گل پور	خضری مسجد کے مزارات شریفہ
۳۔ حواریاں	سائیں عبدالمنان رحمۃ اللہ علیہ
	باوا فقیر محمد پہاڑیہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف
۴۔ پوٹھہ	باوا فقیر محمد پوٹھیہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف
۵۔ اصحاب بِرڈہ شریف	دو مزارات شریفہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مزارات پر غیر شرعی حرکات کی ممانعت

مومن زندہ ہو یا مردہ وہ ہر حالت میں واجب التعظیم ہوتا ہے۔ قبر عام زمین سے کچھ اونچی رکھنے کا حکم ہے۔ اس میں حکمت یہی ہے کہ مومن کا احترام اس کی وفات کے بعد بھی بحال رہے۔ کوئی اس پر پاؤں نہ رکھے۔ قبر کے اوپر بیٹھنا اور اس سے تکیہ لگانا منع ہے۔ اہل اللہ کی قبور پر گنبد وغیرہ عمارات تعمیر کئے جانے کا رواج ہے۔ اس بارے میں حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ فرمایا کرتے تھے۔

''مزارات شریفہ پر گنبدوں کی تعمیر کسی دینی فریضہ کی ادائیگی نہیں بلکہ اس کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ زائرین آئیں اور ان کا ارادہ ہو کہ مزار شریف کے پاس بیٹھ کر قرآنِ مجید کے ایک یا دو پارہ کی تلاوت کریں۔ اگر قبر پر چھت وغیرہ نہ ہو تو سخت گرمی، سخت سردی اور بارش ہونے کی صورت میں وہاں کس طرح بیٹھ سکیں گے۔ واپس چلے جائیں گے۔ قبر پر گنبد، عمارت نہ ہونے کی وجہ سے وہ اس سے محروم رہ جائیں گے۔''

مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ مزارات شریف پر لالچی اور دنیا دار لوگوں نے اپنی اجارہ داری قائم کر لی۔ اور ہدایت کے ان سرچشموں کو اپنے دنیوی اغراض و مقاصد کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ علمائے حق نے ہر زمانہ میں ان رواج پا جانے والی بُری رسموں کی مذمت کی۔ ان کے خلاف آواز اٹھائی۔ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز نے متعدد اولیائے عظام کی قبورِ مبارکہ کے گنبد تعمیر کرائے اور ان کے ساتھ ساتھ مساجد کی تعمیر کا اہتمام بھی فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان مزاراتِ شریفہ کے ماحول کو بدعاتِ سیئہ کے رواج پذیر ہونے سے بچائے رکھا۔ مزاراتِ شریفہ کے

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تقدس کے بارے میں آپ کے نظریات کی درجِ ذیل واقعہ سے عکاسی ہوتی ہے۔

سائیں عبدالمنان المعروف بہ سائیں لیراں والے کوٹلی کے علاقہ میں ایک مجذوب تھے۔ ان کا وصال خانقاہِ فتحیہ کے قریب ہوا۔ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ نے ان کے کفن دفن کا بڑے اہتمام سے بندوبست کرایا۔ مسجد کے قریب ان کی قبر بنوائی اور اس پر گنبد تعمیر کرایا۔ سائیں صاحب کے رشتہ دار اہلِ حدیث مسلک کے حامل تھے۔ ان میں ایک کا نام مولوی عبدالرحمٰن تھا جو تراڑکھل میں رہتے تھے۔ انہوں نے حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں خط لکھا جس میں تحریر کیا۔

''مزار پر ان کے ایصالِ ثواب کیلئے فاتحہ خوانی کی جائے۔ مگر اس کو سجدہ گاہ نہ بنایا جائے اس کی پوجا پاٹ نہ کی جائے۔ جس نے ایسا کیا وہ خدا کا مجرم ہوگا۔''

آپ نے مولوی صاحب کے خط پر تبصرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ ان شاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ بلکہ ان کی توقعات سے بڑھ کر احتیاط کی جائے گی۔ البتہ ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ مکتوب نگار نے ہمارے نظام کا نہ مطالعہ کیا اور نہ ہی اسے دیکھا ورنہ اسے اس خدشہ کے اظہار کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ ہمارے نزدیک اصل اہمیت شریعتِ مطہرہ کو ہے۔ ہمارے مشن کی روح کا مدار شریعت پر ہے۔ طریقت میں ہمارے پیشوا حضرت امامِ ربانی مجددِ الف ثانی قدس سرہ السامی ہیں۔ جن کی گردن جہانگیر کے آگے نہ جھکی۔ اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر انہوں نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ان سے ہم تک یہ تعلیم پہنچی ہے کہ انسان کی تخلیق کا مقصد بندگی کے وظائف کی ادائیگی ہے۔ اور حق تعالیٰ کی طرف کامل طور پر متوجہ ہونا ہے۔ اور یہ مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ظاہری اور باطنی ہر دو اعتبار سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل تابعداری نہ کی جائے۔

ہم حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس تعلیم پر عمل کرتے ہیں اور اسی پر عمل پیرا ہونے کی سنگیوں کو تلقین کرتے ہیں۔ اگر کوئی سنگی اس کے برعکس عمل کرے تو یہ اس کا ذاتی فعل ہوگا۔ ہمارے مشن کی روح رواداری ہے نہ کہ دل آزاری۔"

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گیارھویں شریف اور ختمِ چہلم وغیرہ کی تقریبات

گیارھویں شریف حضور سیدنا غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے ایصالِ ثواب کی تقریب کا نام ہے۔ ایصالِ ثواب کی مشروعیت پر امت کا اجماع ہے۔ علامہ بدرالدین عینی ہدایہ کی شرح میں فرماتے ہیں۔

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ یَجْمَعُوْنَ فِیْ کُلِّ عَصْرٍ وَّ زَمَانٍ وَّیَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ وَ یَھْدُوْنَ ثَوَابَہٗ لِمَوْتَاھُمْ عَلٰی ھٰذِہٖ اَھْلُ الصَّلَاحِ وَالدِّیَانَۃِ مِنْ کُلِّ مَذْھَبٍ مِّنَ الْمَالِکِیَّۃِ وَالشَّافِعِیَّۃِ وَغَیْرِ ھِمْ وَلَا یُنْکِرُ ذٰلِکَ مُنْکِرٌ فَکَانَ اِجْمَاعًا۔ (تصحیح العقائد ص ۱۲۶ بحوالہ عینی شرح ہدایہ باب الحج)

ترجمہ: بے شک مسلمان ہر زمانہ میں جمع ہو کر قرآن مجید پڑھتے رہے ہیں اور اس کا ثواب مُردوں کو پہنچاتے رہے ہیں۔ ہر مذہب یعنی مالکی، شافعی اور دوسرے مذاہب کے اہلِ صلاح و دیانت اس پر کاربند رہے ہیں۔ کوئی منکر اس کا انکار نہیں کرتا۔ لہٰذا اس پر اجماع ہے۔

برصغیر پاک و ہند کے بہت سے مسلمان حضور سیدنا غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کے ایصالِ ثواب کیلئے اس تقریب کا اہتمام کرتے ہیں۔ قرآنِ مجید، درود پاک وغیرہ کلماتِ طیبات پڑھ کر کھانا یا شیرینی پر ایصالِ ثواب کی دعا کے بعد اس کھانے یا شیرینی کو حاضرین میں تقسیم کیا جاتا ہے جو یقیناً جائز ہے۔ خود حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز بھی متعدد بار اس کا اہتمام فرماتے رہے۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ تڑپ تھی کہ مسلمانوں کا یہ پیسہ بہتر طریقہ پر خرچ ہو اور ایصالِ ثواب کی بہتر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صورت پیدا ہو جائے۔ اس سلسلہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

''عام طور پر گیارہویں شریف کیلئے کھانا پکا کر تقسیم کرنے کا رواج ہے۔ یہ ایک مستحسن امر ہے۔ مگر اس میں قدم قدم پر احتیاط کی ضرورت ہے۔ اس کھانے کے ادب کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ جس میں بالعموم کوتاہی برتی جاتی ہے۔ اس بے ادبی سے بچنے کیلئے متبادل طریقہ یہ ہے کہ اس نذرانے کو کسی مسجد یا درس گاہ کی تعمیر میں شامل کر لیا جائے یا پھر کسی درویش یا طالب علم کی ضروریات پر خرچ کیا جائے۔ ایصالِ ثواب کا یہ بھی ایک پسندیدہ طریقہ ہے۔''

ایک صاحب گیارہویں شریف کی تقریب پر کھانا پکا کر تقسیم کیا کرتے تھے۔ اور اس تبرک کی تیاری پر ہزاروں روپے خرچ کیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق اس کے سامنے یہ بہتر متبادل صورت وضاحت کے ساتھ رکھی گئی۔ تو اس نے گیارہویں شریف کی اس رقم سے ایک مسجد کی بنیاد رکھ دی۔ جو حضور سیدنا غوثِ اعظم قدس سرہ العزیز کے ایصالِ ثواب کیلئے مستقل ذریعہ بن گئی جو ان شاء اللہ قیامت تک باقی رہے گی۔

ختمِ چہلم اور اسی قبیل کی دوسری ایصالِ ثواب کی تقریبات کے بارے میں بھی آپ کے نظریات کو اپنانے سے دورِ حاضر میں ان تقریبات میں داخل ہو چکی خرابیوں سے اپنے دامن کو بچایا جا سکتا ہے۔ اور ان کو صحیح روح کے مطابق منعقد کیا جا سکتا ہے۔

چناں چہ ۱۰ نومبر ۱۹۹۲ء کو ایک سنگی نے بذریعہ خادم چالیسوین کے ختم کے بارے میں رہنمائی کی درخواست کی۔ کیوں کہ رواج یہ ہے کہ ایسی تقاریب میں شادی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی تقریبات کی طرح دوست، احباب، رشتہ داروں اور برادری کو دعوت دی جاتی ہے۔ بعض اوقات تو اس کیلیے دعوتی کارڈ بھی چھاپے اور تقسیم کیے جاتے ہیں۔ اس طرح بہت سے اخراجات ہوتے ہیں اور بعض دفعہ لوگ قرض کے زیرِ بار ہو جاتے ہیں۔ بظاہر یہ ایصالِ ثواب کی بجائے برادری میں ناک رکھنے کا مسئلہ بن گیا ہے۔

جواب میں حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ نے فرمایا: ''کہ ہمارا موقف یہ ہے کہ غریبوں اور درویشوں کو کھانا کھلانا باعثِ ثواب واجر ہے۔ اگر چند مستحق لوگ میسر آسکیں تو انہیں ضرور کھانا کھلانا چاہیے۔ اور جب بھی گنجائش ہو فاتحہ دلانا چاہیے۔ امراء ورؤساء کے لئے کھانا تیار کر کے اس کا نام ختم شریف رکھنے سے ثواب کی روح پیدا نہیں ہو سکتی۔ ضرورت اور رواج میں فرق کرنا ضروری ہے۔ ایسی تقاریب میں جو لوگ دور سے حاضر ہوں ان کو کھانا کھلانا ضرورت میں شامل ہے۔''

فرمایا: ''آج کل رواج متعدی بیماریوں کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ متوفی کے قرض، اس کی یتیم اولاد کی طرف دھیان نہیں دیا جاتا۔ ساری توجہ ناک اونچی کرنے پر رہتی ہے۔''

فرمایا: ''سائل سے کہو کہ تقریب پر اٹھنے والے اخراجات کا تخمینہ لگائیں مقرر کردہ تاریخ پر طلبہ اور علماء کو بلا کر قرآن خوانی کرائیں۔ ان کو اچھا کھانا کھلائیں۔ باقی رقم کسی مسجد، مدرسہ یا کسی اور رفاہی کام میں ایصالِ ثواب کی نیت سے صرف کریں۔''

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علماء وصوفیاء کی سرپرستی

حضور سرورِ کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

اَلَآاِنَّ الدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ وَّمَلْعُوْنٌ مَّافِیْھَا اِلَّا ذِکْرَ اللّٰہِ وَمَا وَالَاہُ وَعَالِمًا اَوْمُتَعَلِّمًا۔

جامع ترمذی حدیث رقم ۲۳۲۲ ص ۵۳۲

سنن ابن ماجہ حدیث رقم ۴۱۱۲ ص ۴۲۸

ترجمہ: آگاہ رہو کہ دنیا ملعون ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کے ذکر، جو امور اس کے تابع ہیں، عالم اور متعلم کے سوا جو کچھ اس دنیا میں ہے وہ بھی ملعون ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث پاک حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کی حیات طیبہ کا نصب العین رہی ہے۔ آپ نے عمر بھر اپنے دل سے دنیا کو مبغوض جانا، اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ایسی محبت کہ اپنی زندگی کا لحہ لحہ اسی میں گذارا۔ ذکر کے متعلقات، مساجد، مدارس وغیرہ کو تعمیر کرایا۔ انہیں آباد کرنے کیلئے اپنی پوری توانائیاں صرف کردیں۔ ہمیشہ علمائے کرام کا احترام کیا اور کرایا۔ ان کی سرپرستی فرمائی اور طلبہ سے عمر بھر شفقت کا سلوک رکھا۔ سینکڑوں علمائے کرام آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دامنِ طریقت سے وابستہ ہوئے۔ انہیں سایۂ عاطفت مہیا فرمایا۔ روحانی تربیت فرمائی۔ جو علمائے کرام آپ کے سلسلہ طریقت میں داخل نہ تھے وہ حاضر ہوتے تو آپ ان کے اعزاز واکرام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ فرماتے۔ اور رخصت کے وقت دستیاب قیمتی تحائف سے نوازتے۔ عمر مبارک کے آخری دور میں، جب علالت کے باعث ملاقاتوں کا سلسلہ بند تھا، علمائے کرام حاضر خدمت ہوتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خدام کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وساطت سے ان کی مزاج پرسی فرماتے۔ ان کی گذارشات سنتے، مناسب جواب ارشاد فرماتے۔ اگرچہ ملاقات نہ ہو سکتی پھر بھی ان میں سے ہر کوئی دربارِ عالیہ سے اطمینان کی دولت لے کر روانہ ہوتا۔ یہ سلسلہ تقریباً ہر روز جاری رہتا۔ پہلے سے موجود مہمان علمائے کرام رخصت ہوتے اور نئے مہمان علمائے کرام اور صوفیۂ عظام تشریف لاتے۔ آئندہ صفحات میں صرف چند علمائے کرام اور صوفیۂ عظام کا ذکر کیا جاتا ہے جو ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۳ء کے درمیان وقتاً فوقتاً آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی شفقتوں سے بہرہ ور ہوئے۔ واضح رہے کہ اس عرصہ میں حاضر ہونے والے علمائے کرام کی تعداد سینکڑوں میں ہوگی لیکن محفوظ یہی نام رہ سکے۔

حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ لاہور کے مشہور دینی ادارے جامعہ نظامیہ رضویہ کے مہتمم اور شیخ الحدیث تھے۔ علمائے اعلام کی کثیر تعداد ان سے شرفِ تلمذ رکھتی ہے۔ آپ تنظیم المدارس اہل سنت کے ناظم اعلیٰ بھی تھے۔ پہلی دفعہ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کی زیارت کیلئے ۳۰ ستمبر ۱۹۹۵ء کو نمازِ مغرب سے تھوڑی دیر بعد دربارِ عالیہ گلہار شریف پہنچے۔ انہوں نے اپنی نماز باجماعت ادا کی۔ آپ کے ساتھ آپ کے صاحبزادے اور مولانا حافظ عبدالستار سعیدی بھی تھے۔ آپ نے اپنے زیرِ اہتمام طبع ہونے والے فتاوی رضویہ کی آٹھ جلدیں پیش کیں اور ساتھ ہی کہلا بھیجا کہ حاضری کا خیال ایک عرصہ سے تھا۔ مگر تدریسی مصروفیات کے باعث فرصت میسر نہ آئی۔ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو چند دن قیام کیلئے کہا لیکن انہوں نے مصروفیات کے باعث معذرت کرلی۔ اور کہنے لگے کام کو بگاڑنا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آسان ہے لیکن اسے بنانے میں وقت اور محنت درکار ہے۔اس لئے کوشش کرتا ہوں کہ ادارہ سے باہر نہ رہوں۔

اگلے روز یکم اکتوبر کو علاقہ کوٹلی کی چند مساجد کی زیارت کی۔ بعد میں کہنے لگے کیا ہی اچھا ہو کہ ان مساجد میں درسِ نظامی کا اجرا ہو۔طلبہ دورۂ حدیث ادھر ہی پڑھیں۔ نیز کہنے لگے میں اپنے ایک شاگرد کے باعث راولاکوٹ گیا نہایت ہی پُرفضا مقام ہے۔دربارِ عالیہ کا کمپلیکس دیکھ کر خیال آیا کہ یہاں درسِ نظامی کا اجرا نہایت مناسب رہے گا۔یکم اکتوبر کو ان کی واپسی ہوئی۔

حضرت علامہ عبداللہ مصری ازھری صاحب

جامعہ ازھر کے استاد اور مصر کے باشندے علامہ عبداللہ بن حافظ عبدالحمید بن محمد بن خاطر الازھری مصری صاحب لاہور گل برگ کے جامعہ غوثیہ میں حکومت مصر کے اخراجات پر تدریس کیلئے آئے ہوئے تھے۔حضرت صاحب زادہ پیر محمد اقصد صاحب سے ان کی شناسائی ہوئی۔آپ نے انہیں باعمل عالمِ دین پایا۔اگرچہ وہ شافعی المذہب ہیں لیکن پاکستان میں آکر وہ رفعِ یدین نہیں کرتے۔صاحب زادہ صاحب کے ایماء پر وہ آزاد کشمیر کے علاقہ میں آئے۔۲۳ مارچ ۱۹۹۵ء کو لاہور سے روانہ ہوئے۔ جناب الحاج عبدالشکور خالد صاحب گاڑی چلا رہے تھے۔اور علامہ صاحب کے ساتھ صاحب زادہ محمد اقصد صاحب اور مولانا محمد طلحہ نفیس صاحب بھی تھے۔رستہ میں چنیاں والی مسجد میں انہوں نے نمازِ اشراق ادا کی۔اور دربارِ عالیہ سلطانیہ پہنچے۔اسی دن منگلا ڈیم دیکھا حضرت پیر سید نیک عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دی۔اور اگلے روز یعنی ۲۴ مارچ کو گلہار شریف کیلئے روانہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوئے۔ وہاں وہ سات روز تک مقیم رہے۔ آٹھویں دن ۳۱ مارچ بروز جمعہ کو نمازِ اشراق کے بعد واپس لاہور تشریف لے گئے۔ گلہار شریف قیام کے دوران انہوں نے کئی ایک مساجد اور مزاراتِ شریفہ کی زیارت کی۔ حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی ملاقات نہ ہو سکی۔ لیکن جمعہ کے دن نماز کے موقع پر زیارت ہوئی۔ اس وقت تک انہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں علم نہ تھا۔ ایک دن علامہ موصوف نے صاحب زادہ صاحب سے پوچھا کہ آپ کے ماموں کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ جمعہ کے دن جو بزرگ کرسی پر تشریف فرما تھے یہ سن کر انہوں نے کہا" وہ تو بہت کمزور تھے۔ مگر ان کے کام بڑے مضبوط آدمیوں کی مانند ہیں۔" ایک دن وہ سہنسہ کے علاقہ کی مساجد کی زیارت سے واپس خضری مسجد کے پاس آئے تو انہوں نے کہا "کون تسلیم کرے گا کہ اتنی مساجد صرف ایک شخص کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اس کو تسلیم کروانے کیلئے ایک زمانہ درکار ہے"۔

آپ نے قرآنِ مجید کی تجوید وقراءت کے بعد بارہ سال تک جامعہ ازھر میں علم حاصل کیا۔ اور ۱۹۷۶ء میں وہاں سے فارغ ہوئے۔ اور پھر تدریس میں مشغول ہو گئے۔ وہیں سے حکومتِ مصر کے اخراجات پر تدریسی سلسلہ میں لاہور آئے۔

حضرت مولانا مظہر قیوم مشہدی صاحب

آپ بھکھی شریف کے حضرت سید پیر محمد جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کے خلفِ اکبر اور ان کے وصال کے بعد ان کے سجادہ نشین ہیں۔ ۲۲ ستمبر ۱۹۹۹ء کو عشاء کی نماز کے بعد گلہار شریف پہنچے۔ انہوں نے بتایا کہ ہماری آمد کا اصل مقصد تو آپ کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خدمت میں حاضری ہے۔ لیکن ضمنی طور پر عرض ہے کہ سنگیوں نے مل کر حضرت پیر سید محمد جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر تیس فٹ مربعہ پر گنبد تعمیر کروایا تھا۔ لیکن تکمیل کے صرف دو سال بعد اس میں دراڑیں نمودار ہوئیں اور زاں بعد زمین بوس ہو گیا۔ ہمیں ایسا مستری دیا جائے جو اس گنبد کو از سرِ نو تعمیر کر دے۔ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی گذارش کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔ رات کا کھانا پیش کیا گیا۔ چائے چینی کے بغیر نوش کی۔ اگلے روز بھی ان کا قیام دربارِ عالیہ میں رہا۔ انہیں مختلف مساجد کی زیارت کروائی گئی۔ تتہ پانی بھی گئے۔ اور عصر کے قریب واپسی ہوئی دوراتوں کے قیام کے بعد آپ ۲۴ ستمبر کو واپس ہوئے آپ کو بیش قیمت تحائف پیش کئے گئے۔

مولانا سید محمد عرفان شاہ صاحب مشہدی

آپ ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۲ء کو نکہ دھمول میں تقریر کے سلسلہ میں تشریف لائے۔ جلسہ گاہ میں جاتے ہوئے دربارِ عالیہ گلہار شریف میں رکے۔ حضرت قاضی فتح اللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس پر فاتحہ پڑھی۔ جلسہ گاہ میں تقریباً ۲ گھنٹہ خطاب کیا اور تقریباً پون گھنٹہ سوالات کے جوابات دے کر سامعین کو مطمئن کیا۔ واپسی پر پھر دربارِ عالیہ میں رکے۔ خادم کے ذریعہ اپنی معروضات حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیں۔

مولانا علی احمد صاحب سندھیلوی

آپ اہلِ سنت و جماعت کے مایۂ ناز مدرس اور نامور عالمِ دین ہیں۔ حضرت مولانا عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ میں داخل ہیں۔ ۲۵ مئی ۲۰۰۳ء اتوار کے دن نمازِ صبح کے بعد آپ گلہار شریف آئے۔ نمازِ اشراق کے بعد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حاضرین کو چائے پلانا دربارِ عالیہ کا معمول ہے۔ انہوں نے چائے پینے سے انکار کر دیا اپنے ساتھ لائے ہوئے بسکٹ اور پانی سے ناشتہ کیا۔ اور کہنے لگے یہی میرا ناشتہ ہے۔ اس کے بعد کھانے کا عرض کیا گیا تو بھی انکار کر دیا اور کہنے لگے میرا یہاں کھانا پینا مشروط ہے۔ میں یہاں سنت کو زندہ کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ مصافحہ، معانقہ، دست بوسی اور قدم بوسی سب سنتیں ہیں۔ میں حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز سے ملاقات کروں گا۔ یہ سنتیں زندہ کروں گا۔ اس کے بعد کچھ کھاؤں یا پیوں گا۔ میں یہاں کے حالات سے باخبر ہوں خود آیا ہوں۔ مجھے کسی نے بھیجا نہیں ہے۔ اس سے پہلے حضرت مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی صاحب کے ہمراہ آچکا ہوں۔

ان کی گذارشات کے جواب میں حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو کہلا بھیجا کہ بندہ نے اپنی کمزوری اور معذوری کو بورڈ پر لکھا رکھا ہے۔ آپ اسے پڑھ لیں۔ ان کا جواب تھا میں سب کچھ جانتا ہوں۔ میں تو صرف سنت پوری کرنے لئے آیا ہوں۔

انہیں عطر کی ایک شیشی پیش کی گئی جسے انہوں نے قبول کر لیا۔ اس کے بعد جناب حافظ منظر مسعود صاحب نے انہیں صورتِ حالات سے آگاہ کیا تو انہوں نے اپنے ارادہ میں تبدیلی پیدا کر لی۔ اور کہنے لگے یہ میری ضد تھی میں صرف آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اپنے حال پر مبذول کروانا چاہتا تھا اور نمازِ ظہر پر زیارت کے بعد جاؤں گا۔ روانگی کے وقت ان کو تبرکات دیئے گئے۔

مولانا محمد اشرف مجددی سیالکوٹی صاحب

مولانا محمد اشرف سیالکوٹی چند دن قیام کے بعد ۲۷ اپریل ۱۹۹۹ء کو واپس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

روانہ ہوئے۔ روانگی سے قبل آپ نے حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے وظائف کے حصول کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا آپ پہلے ہی اپنے پیرومرشد سے صاحبِ ارشادواجازت ہیں۔ کم ازکم لطائف کے اسباق تو سیکھ رکھے ہوں گے۔ انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ فرمایا پھر جب کبھی تشریف لائیں گے تو ان شاء اللہ لطائف پر ذکر کا طریقہ سمجھا دیا جائے گا۔ سلسلہ نقشبندیہ کی بڑی دولت اسمِ ذات، نفی واثبات اور پھر مراقبات ہیں۔ آپ ہر نماز کے بعد بندہ کی طرف دھیان کر کے گیارہ بار کلمۂ توحید پڑھ لیا کریں۔

جناب صاحبزادہ جلیل الرحمٰن صاحب عیدگاہ راولپنڈی

آپ حضرت صاحب زادہ پیر محبوب الرحمٰن صاحب کے لختِ جگر ہیں اور حضرت خواجہ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ موضع سمروڑ میں جناب اصغر قریشی صاحب کی والدہ ماجدہ کے چہلم کے ختم شریف پر دعا میں شرکت کے لیے ان کے ہاں آئے تھے۔ وہاں سے فراغت کے بعد دربارِ عالیہ گلہار شریف میں حاضر ہوئے۔ نمازِ عصر ادا کی۔ اپنے والد ماجد کا سلام حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور دعا کی درخواست کی۔

ان کے والد ماجد کی ملاقات حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے سرہند شریف کے سفروں میں ہوتی رہی ہے۔ اس وجہ سے دونوں میں محبت کا ایک تعلق قائم تھا۔

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کسی جلسہ میں خطاب کرنے کیلئے کوٹلی تشریف لائے۔ انہوں نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دربارِ عالیہ میں بھی حاضری دی۔اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی گذارش کی۔ ملاقات تو طبیعت کی ناسازی کے باعث نہ ہو سکی۔البتہ انہیں کچھ تبرکات دیئے گئے۔ مولانا مرحوم نے کچھ نذرانہ پیش کیا آپ نے قبول فرما کر لوٹا دیا۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کے حسنِ سلوک کے باعث انہوں نے راولپنڈی جا کر اپنے احباب کی محفل میں آپ کا ذکرِ خیر کیا اور کہا اگرچہ ملاقات تو نہیں ہوئی البتہ میں مطمئن لوٹا ہوں۔

راولاکوٹ کے مولانا محمد ابراہیم صاحب

راولاکوٹ سے مولانا محمد ابراہیم صاحب ۲۰ اگست ۱۹۹۰ء کو دربارِ عالیہ گلہار شریف حاضر ہوئے۔انہوں نے بتایا کہ وہاں ایک جامع مسجد پیر صاحب نیریاں شریف کی زیرِ سرپرستی تعمیر ہو رہی تھی۔مولانا صاحب بھی ان کی زیرِ نگرانی ذمہ داریاں سرانجام دے رہے تھے۔پیر صاحب اس کی سرپرستی سے علیحدہ ہوئے تو مولانا صاحب بھی وہاں سے دست کش ہو گئے اور ایک عمارت کرایہ پر لے کر اپنا مدرسہ جاری کر دیا۔

انہوں نے اپنی آمد کی دو وجوہات بیان کیں۔ ۱۔زیارت ۲۔جاری کردہ مدرسہ کی سرپرستی۔اس کیلئے ایک کنال سے زائد رقبہ انہوں نے حاصل کر لیا ہے۔وہاں مدرسہ کی تعمیر کے سلسلہ میں امداد واعانت اور سرپرستی قبول کرنے کی درخواست کی۔جواب میں آپ نے فرمایا ہم مسکین لوگ ہیں۔ان ذمہ داریوں کو پورا کرنا ہمارے بس میں نہیں۔آپ اپنے منصوبہ پر عمل پیرا رہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قاری احمد بخش ملتانی صاحب

قاری احمد بخش ملتانی حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے دربارِ عالیہ کے سابق خطیب حضرت مولانا محمد سعید نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ کے استاد تھے۔ طلبہ نے کثرت سے ان سے اکتسابِ فیض کیا۔ دربارِ عالیہ کے چند اساتذہ بھی ان کے تلامذہ میں شامل ہیں۔ مثلاً حافظ محمد بشیر صاحب تتہ پانی والے، مولانا محمد سعید صاحب، مولانا عبدالرشید صاحب، قاری محمد دین صاحب۔

آپ ۲۰ دسمبر ۱۹۹۱ء کو گلہار شریف آئے۔ ہمراہ چار افراد اور تھے۔ ان میں ان کا ایک صاحبزادہ بھی تھا۔ جن کو دربارِ عالیہ میں بیعت کرانا مقصود تھا۔ صاحبزادہ صاحب تو حضرت حاجی پیر صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہونے کیلئے رک گئے اور باقی حضرات اجازت لے کر واپس چلے گئے۔

صاحبزادہ محمد محمود صاحب

روحانی دنیا میں اعوان شریف کی شہرت کا باعث حضرت قاضی سلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ کی ذات والا صفات ہے۔ جو اپنے دور کے ولیِ کامل تھے۔ صاحب زادہ محمد محمود صاحب حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی جناب محمد مسعود رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ ان کے ایک بھائی نکیال ضلع کوٹلی میں فوج کی کسی یونٹ میں ڈیوٹی پر مامور تھے۔ اور وہ ان کی ملاقات کیلئے آئے۔ اور اس سفر میں انہوں نے گلہار شریف میں بھی ۱۷ اپریل ۱۹۹۰ء کو حاضری دی۔ انہوں نے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا لیکن جواب میں حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ نے اپنی علالت اور ضعف کے باعث معذرت کر لی۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیاں شریف کے سجادہ نشین

مظفر آباد آزاد کشمیر کے علاقہ میں کیاں شریف ایک مشہور خانقاہ ہے۔ یہ مقام حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا پیر خانہ ہے۔ یہاں کے سجادہ نشین کا اسمِ گرامی میاں محمد یٰسین صاحب ہے اور عرف عام میں انہیں طوطا میاں کہا جاتا ہے۔ خاصے عمر رسیدہ بزرگ ہیں۔ آپ ۶ مئی ۱۹۹۲ء بدھ کے روز حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات اور زیارت کیلئے گلہار شریف آئے۔ ان کے ساتھ ان کے گیارہ مریدین بھی تھے۔ ادھر میاں صاحب کی عقیدت اور بے نفسی کا یہ عالم تھا کہ جب ان سے کھانے کے بارے میں پوچھا گیا تو کہنے لگے کہ لنگر میں موجود کھانا ہی کھالوں گا۔ میاں صاحب نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہا یہ اللہ والے لوگ ہیں اور ہم نفسانی لوگ ہیں۔

روانگی کے وقت انہوں نے اپنے اور مریدین کی دینی، دنیوی، ظاہری، باطنی کامیابیوں اور تمام حاجات کی برآوری کیلئے دُعا کی درخواست کی۔ اور کہا ہم آپ کے عقیدت مند ہیں اور حشر کے میدان میں آپ کا دامن تھامنے والے ہوں گے۔

مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب

۲۹ مئی ۱۹۹۲ء کو حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب آف گوجرانوالہ گلہار شریف دربارِ عالیہ میں حاضر ہوئے۔ آپ اہلِ سنت کے بے باک ترجمان، عالمِ باعمل اور ماہنامہ "رضائے مصطفٰے" کے سرپرست ہیں۔ کوٹلی کے علاقہ میں آپ کی آمد تبلیغی خطابات کے باعث ہوئی۔ آپ کے ساتھ کامونکی شہر کے مشہور خطیب و عالم مولانا محمد اکرم رضوی شہید رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ جو مذاہب باطلہ کی تردید میں تیغ

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بے نیام تھے۔

دربارِ عالیہ میں پہنچ کر آپ نے وضو کیا۔ پھر حضرت خواجہ فتح اللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی۔ ان کو لائبریری میں ٹھہرایا گیا۔ لائبریری میں آتے ہی آپ نے قصیدہ بردہ شریف کے اشعار کا ورد شروع کر دیا۔ آپ کے ساتھ جو درجن بھر افراد تھے انہوں نے بھی آپ کی ہم نوائی میں قصیدہ شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ ٹھنڈے مشروب سے ان کی تواضع کی گئی۔ اور وہاں سے تتہ پانی کو روانہ ہوئے۔ آپ کو اور مولانا محمد اکرم رحمۃ اللہ علیہ کو تحائف پیش کئے گئے۔ آپ شاداں و فرحاں روانہ ہوئے۔ ۱۶ جون کو ان کی جانب سے شکریے کا خط موصول ہوا جس میں کچھ تجاویز بھی تھیں۔

پیر صاحب ماشو شریف

پیر صاحب ماشو شریف میاں محمد افضل صاحب نے ۲۹ مئی ۱۹۹۲ء کو پہلے نمازِ عصر کے بعد اسلام آباد سے فون کر کے آنے اور حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ کی زیارت کی خواہش ظاہر کی۔ ان کو جواب میں کہا گیا کہ آپ نمازِ مغرب کے بعد دوبارہ فون کر کے دریافت کر لیں۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا لیکن اس کے بعد فون نہ آیا اور رات ساڑھے بارہ بجے دو اور ساتھیوں کے ساتھ دربارِ عالیہ پہنچ آئے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ اس سے پہلے پروفیسر منظور الحق صدیقی اور ان کے برادر عزیز کے ساتھ آ چکے ہیں۔ نیز یہ کہ صبح کو حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہو رہے ہیں اس لئے وہ ملاقات کے لئے آئے ہیں۔ ملاقات نہ ہو سکی۔ اشراق کی نماز کے بعد ناشتہ کرنے کے بعد تقریباً سات بجے وہ واپس چلے گئے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قاضی اشتیاق احمد دہلوی صاحب

قاضی اشتیاق احمد دہلوی سرہند شریف کی مجددی مسجد میں آٹھ برس تک امامت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ بعد میں دہلی کی مسجد میں امام مقرر ہوئے۔ مجددی مسجد کی نسبت نقشبندی مجددی حضرات کے ہاں گراں قدر فضیلت کی حامل تھے۔

۸ جنوری ۱۹۹۴ء کو وہ دربارِ عالیہ گلہار شریف آئے۔ اس سے پہلے بھی آپ یہاں آئے تھے۔ نمازِ مغرب کی امامت کیلئے ان کو کہا گیا تو کہنے لگے بوڑھا ہوں۔ منہ میں دانت نہیں۔ مگر حکم ہے۔ آپ نے نماز پڑھائی پہلی رکعت میں سورہ والتین اور دوسری میں سورہ النصر پڑھی نمازِ فجر کی امامت کیلئے بھی کہا گیا تو کہنے لگے میری بخشش کا سامان ہو رہا ہے۔ تلاوت کے دوران احساس نہ ہوتا تھا کہ آپ بوڑھے ہیں اور دانت منہ میں نہیں ہیں۔

رات کو اپنی آمد کا مقصد ملاقات اور بیعت بتایا۔ صبح کو رخصت کیلئے تحائف پیش کیے تو کہنے لگے ملاقات اور بیعت کے بغیر نہ جاؤں گا۔ ملاقات ہوئی۔ انتہائی عاجزی کا اظہار کیا اور کہنے لگے دنیا کا کتا ہوں۔ شاید یہی بیعت میری نجات کا باعث بن جائے۔ بیعت کے کلمات خود سلاست اور روانی سے ادا کیے۔ یہ ان کی تجدیدِ بیعت تھی اس سے پہلے انہوں نے بتایا کہ حضرت مولانا مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی صاحب

۱۱ اکتوبر ۱۹۹۵ء کو مولانا محمد رفیق رضوی صاحب گلہار شریف حاضر ہوئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور میں علامہ غلام رسول

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سعیدی صاحب سے قطبی پڑھا کرتا تھا۔ ایک دن دورانِ درس آپ نے فرمایا کہ صدر ضیاءالحق کے دورِ حکومت میں میں اور حضرت مولانا مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اسلام آباد میں منعقد ہونے والی مشائخ کرام کانفرنس سے واپس آ رہے تھے کہ سرائے عالمگیر میں حضرت مولانا مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی صاحب کے پاس رُکے۔ انہوں نے حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی بیعت کے تعلق کا ذکر کیا۔ ہم ان کے ساتھ آپ کی ملاقات کے غرض سے خانقاہِ سلطانیہ میں حاضر ہوئے۔

وہاں میں نے حضرت قبلۂ عالم خواجۂ محمد سلطانِ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پُرانوار پر حاضری دی۔ اس دوران مجھ پر غنودگی طاری ہوگئی۔ حضرت امامِ ربانی مجددِ الف ثانی قدس سرہ کی بعض عبارات کے بارے میں میرے دل میں کچھ شکوک وشبہات تھے۔ وہ رفع ہو گئے۔

پھر وہ فرمانے لگے ''اگر میں حضرت مولانا احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید نہ ہوتا تو حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو جاتا۔''

مولانا رضوی صاحب کا کہنا تھا کہ میں نے عرض کیا کہ آپ دوبارہ بیان فرمائیں تو انہوں نے میری درخواست پر دوبارہ بیان کیا اس پر میں نے عرض کیا کہ میں اسی دربار شریف کا حلقہ بگوش ہوں۔

مولانا ضیاءاللہ قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۴ جنوری ۱۹۹۶ء کو عشاء کے وقت مولانا ضیاءاللہ قادری صاحب دربارِ عالیہ گلہار شریف پہنچے۔ آپ کے ساتھ دو آدمی اور بھی تھے۔ آتے ہی انہوں نے بتایا کہ میں نے یہ سفر صرف دربار شریف میں حاضری کیلئے اختیار کیا ہے۔ میں ادھر کسی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وعظ، تقریر یا کسی اور تقریب میں شامل ہونے کیلئے نہیں آیا ہوں۔ اور یہ بھی بتایا کہ کل جمعۃ المبارک ہے میرا ارادہ ہے کہ صبح پانچ بجے واپس چلا جاؤں تا کہ جمعہ کی نماز پڑھ سکوں۔

نمازِ عشاء کے بعد انہوں نے کھانا کھایا۔ جو معمول کے مطابق لنگر کا تیار شدہ تھا۔ زاں بعد انہوں نے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا اور طریقت کے اسباق کے حصول کیلئے گذارش کی۔ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق ان کو زائرین کیلئے ہدایات کا بورڈ پڑھنے کو کہا گیا اور اسباق کے بارے میں فرمایا کہ آپ جن بزرگوں سے وابستہ ہیں ان کے عطا فرمودہ اسباق توجہ اور دھیان سے پڑھا کریں۔ وہ برکت سے خالی نہیں۔

ان سے کہا گیا کہ اگر آپ براستہ خالق آباد اور جاتلاں جائیں تو سفر کم ہوگا۔ وقت کی بچت ہوگی۔ اور نمازِ فجر جو چھ بجے ہوتی ہے یہیں ادا کریں۔ نماز کے بعد چائے پی کر روانہ ہوں۔ نیز کہا گیا کہ اپنے وعظ اور تقریر میں کبھی ہمارے بارے میں کوئی بات نہ کریں۔ عقیدت مند لوگ مبالغہ سے کام لیتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ کے عاجز بندے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہو رہا ہے۔ اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں۔

گھمگول شریف کے صاحبزادہ صاحب

۲ اپریل ۱۹۹۶ء کو گھمگول شریف کے پیر صاحب کے صاحبزادہ صاحب اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ دربارِ عالیہ گلہار شریف آئے۔ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی لیکن ملاقات نہ ہو سکی۔ البتہ زیارت کی۔ انہوں نے

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چند مساجد کی زیارت بھی کی۔ ان کا تبصرہ یوں تھا کہ ''ایک مسجد کو دیکھ کر دوسری بھول جاتی ہے۔ ایسا حسن اور تنوع ہے''۔

مانگٹ ضلع گجرات کے مولانا عبدالجلیل صاحب

حضرت مولانا عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد بھکھی شریف کے سید محمد جلال الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دورانِ تعلیم کے ساتھی اور ان کے پیر بھائی تھے۔ دونوں حضرات کیلیاں والا والے حضرت صاحب کے مریدین سے تھے۔

آپ ۱۸ جون ۱۹۹۶ء کو دربارِ عالیہ گلہار شریف حاضر ہوئے۔ وہ اپنے گاؤں میں ایک دینی مدرسہ چلا رہے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ اپنی اصلاح کی غرض سے آئے ہیں۔ ۱۹ جون کو انہوں نے چند مساجد کی زیارت کی۔ راولاکوٹ کے ارادہ سے نیریاں شریف کی راہ سے روانہ ہوئے۔ رات کو نیریاں شریف قیام کا ارادہ تھا۔

خواجہ محمد عمر بیربلوی کے صاحبزادہ صاحب

شرق پور شریف کے حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے عارف کامل تھے۔ مولانا خواجہ محمد عمر بیربل والے رحمۃ اللہ علیہ ان کے خلفاء سے تھے۔ ان کے صاحبزادہ صاحب ۲۷ ستمبر ۱۹۹۷ء کو خانقاہِ عالیہ گلہار شریف آئے۔ وہ پیشہ کے اعتبار سے وکیل ہیں۔ ان کی شکل وصورت شریعتِ مطہرہ کے مطابق تھی۔ ان کے ساتھ ان کے والد ماجد کے ایک مرید بھی تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ میں اپنی اصلاح کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ ان کا قیام صرف ایک شب رہا۔ مصروفیات کے باعث مزید قیام سے معذوری ظاہر کی۔ چند مساجد کی زیارت کر سکے۔ اگلے روز ان کو تحائف دے کر رخصت کیا گیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

موہڑہ شریف کے ایک صاحب زادہ صاحب

۲۱ جولائی ۱۹۹۹ء کو جامع مسجد الفردوس دربارِ عالیہ گلہار شریف سے متصل ایک دکاندار نے اطلاع دی کہ مجھے فون موصول ہوا ہے کہ موہڑہ شریف کے آستانہ عالیہ کے اولیاء بادشاہ کے بھتیجے حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کیلئے آرہے ہیں۔ آپ اطلاع دے دیں۔

ساڑھے پانچ بجے شام کو چار افراد پر مشتمل قافلہ گلہار شریف دربارِ عالیہ میں پہنچا۔ ان میں سے ایک پیر آفتاب احمد صاحب کے صاحب زادے اور اولیاء بادشاہ کے بھتیجے اور ایک عمر رسیدہ سنجیدہ طبیعت کے آدمی تھے۔ جو اس قافلہ کے روحِ رواں تھے۔ انہوں نے آتے ہی اطلاع دی کہ رات کا قیام ممکن نہیں۔ کیوں کہ کسی سے ۶ بجے صبح ملاقات کا وعدہ کر رکھا ہے۔

نمازِ مغرب کے بعد لنگر کا کھانا پیش کیا گیا جو انہوں نے بخوشی تناول کیا۔ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک معاملہ کے لئے دعا کی درخواست کی۔

مولانا نثار احمد بن حضرت علامہ شرف قادری صاحب

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ ایک عرصہ تک علیل رہے۔ دورانِ علالت ان کی جانب سے وقتاً فوقتاً حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز سے رابطہ ہوتا رہا اور آپ بھی ان کی بے حد دل جوئی فرماتے رہے، ۲۷ جولائی ۲۰۰۲ء منگل کے روز ان کے صاحب زادہ مولانا نثار احمد صاحب گلہار شریف حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے بتایا کہ مولانا مرحوم کی زبان کے نیچے گذشتہ تین سالوں سے ایک گلٹی تھی۔ گذشتہ دنوں اچانک شدید

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تکلیف ہوگئی۔ جب اس کا ٹیسٹ کروایا گیا تو پتہ چلا کہ وہ کینسر ہے۔ اس کی وجہ سے زبان ایک طرف سے سکڑ گئی ہے اور کانوں کے نیچے دونوں جانب گلے تک درد محسوس ہوتا ہے۔ ان کے صاحب زادہ صاحب کی آمد سے چند روز پہلے ان کا خط بھی آیا تھا۔ اور اس میں اسی علالت کا ذکر تھا۔ وہ دعا کی درخواست لے کر آئے تھے وہ اسی دن واپس چلے گئے۔

علمائے کراچی

۱۳ دسمبر ۲۰۰۲ء کو نمازِ مغرب کے بعد کراچی سے تین علمائے کرام دربارِ عالیہ گلہار شریف حاضری دینے کے لئے پہنچے۔ رات کو ان کا قیام رہا۔ اور اگلی صبح واپس روانہ ہوئے۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱۔ شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام جیلانی صاحب

۲۔ مہتمم مفتی محمد الیاس رضوی اشرفی صاحب

۳۔ ناظمِ تعلیمات علامہ رضوان احمد نقشبندی صاحب

مولانا علامہ غلام جیلانی صاحب اور مفتی محمد الیاس رضوی اشرفی صاحب کا تعلقِ بیعت حضرت محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور علامہ رضوان احمد صاحب حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طلباء اور حفاظِ کرام کی قدر و منزلت

مدارسِ دینیہ کے طالب علم، علمِ دین کے حصول، قرآنِ مجید کے حفظ اور تجوید وقراءت کی تعلیم حاصل کرنے لئے گھروں سے نکلے ہوتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہوتے ہیں۔ فرشتے ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ان کی حتی المقدور عزت اور احترام کرے۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ کے زیرِ اہتمام نظامِ سلطانیہ میں بیک وقت ہزاروں طالب علم زیرِ تعلیم ہوتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی اولاد کی مانند ان پر شفقت فرمایا کرتے تھے۔ اور اس امر کی کوشش فرمایا کرتے تھے کہ معاشرہ کا کوئی فرد ان کو حقیر نہ جانے۔ ان کی عزت ووقار برقرار رکھنے کی سعیِ بلیغ فرمایا کرتے تھے۔

ایک دفعہ ایک صاحب شعبان المعظم کی آخری تاریخ کو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تراویح پڑھانے کے لئے حافظ صاحب کا مطالبہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی حرکت ناگوار محسوس ہوئی اور فرمایا آج ہم کسی حافظ صاحب کو آپ کے ساتھ نہیں بھیج سکتے۔ آپ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے طالب علم ویسے ہی رکھے ہوئے ہیں۔ اور جو وقت بے وقت آئے اس کے ساتھ ہانک دیتے ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں۔ اور پھر فرمایا یہ تو ہمارے گاڑھے پسینہ کی کمائی ہیں۔

طالب علموں سے آپ کی شفقت اور محبت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۲۶ جون ۱۹۹۲ء کو ایک طالب علم محمد عمران نامی چوکی ٹینڈہ درس میں سانپ کے

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کاٹنے سے فوت ہو گیا۔ صبح سویرے جب اسے بیدار کیا گیا تو سانپ اس کے بازو پر لپٹا ہوا تھا۔ اس نے بچے کو ڈس لیا۔ اسے کوٹلی ہسپتال لایا گیا لیکن تقدیر کے سامنے تدبیریں ناکارہ ثابت ہوئیں۔

اس کی موت نے آپ کی طبیعت پر بے حد رنج و غم کا اثر چھوڑا اگلی صبح مجلسِ عام میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس بچے کے بارے میں بات کرنا چاہی لیکن فرطِ غم کے باعث زبان نے ساتھ نہ دیا۔ آپ کی ہچکی بندھ گئی اور زار زار رونے لگے۔ پھر فرمایا: ''اس کی معصومیت، ذہانت، پردیس، تلاشِ حق اور علمِ نافع کی جستجو میں موت نے میرے اعصاب شل کر دیئے ہیں۔ جونہی اس کی طرف دھیان جاتا ہے ضبط کا یارا نہیں رہتا۔ اس کی موت شہادت کی موت ہے۔ کیوں کہ اس میں شہادت کی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔''

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باب پنجم

سیرت واخلاق

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سیرت واخلاق

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی محنت سے علم حاصل کیا اور اس میں وہ کمال حاصل کیا کہ اس وقت دنیائے اسلام کی سب سے بڑی یونیورسٹی اور دار العلوم میں سب سے بڑے استاد کے عہدے پر فائز ہو گئے جو خلیفۂ وقت کے بعد اپنے زمانے کا سب سے بااثر عہدہ تھا۔ امراء، وزراء دست بستہ حاضرِ خدمت ہوتے۔ آپ کے اشارۂ ابرو کے مطابق کام کرتے۔ لیکن اس کروفر اور حکومت ومنصب کے باوجود امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے دل کو چین اور روح کو قرار نہ مل سکا۔ آخر کار یہ سب کچھ چھوڑ کر تصوف کی وادیوں کے مسافر بن گئے۔ دس سال تک اس وادی میں جادہ پیمائی کے بعد جو حقیقت آپ پر منکشف ہوئی وہ اسے یوں بیان فرماتے ہیں۔

''مجھے یہ یقین ہو گیا کہ صوفیہ کا گروہ ہی وہ گروہ ہے جو خالصتاً اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے پر گامزن ہے۔ ان کی سیرت تمام لوگوں کی سیرتوں سے بہتر ہے۔ ان کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔ ان کا راستہ صحیح ترین راستہ ہے۔ بلکہ تمام عاقلوں کی عقلوں، تمام حکماء کی حکمتوں اور رموزِ شریعت سے واقف علماء کے علم کو جمع کیا جائے تا کہ صوفیاء کی سیرت واخلاق میں کوئی تبدیلی کی جا سکے اور ان کے اخلاق وسیرت کے مقابلے میں بہتر سیرت واخلاق کا نمونہ پیش کیا جا سکے تو یہ بات ناممکن ہے۔ کیوں کہ صوفیاء کے ظاہر وباطن کی تمام حرکات وسکنات مشکوٰۃِ نبوت کے نور سے ماخوذ ہیں۔ اور دنیا میں نورِ نبوت سے بہتر کوئی نور تو ہے ہی نہیں جس سے اکتسابِ نور کیا جا سکے۔ قصہ مختصر یہ کہ معترضین اس مسلک پر کیا نکتہ چینی کر سکتے ہیں جس کی پہلی شرط ہی طہارت ہے۔ ان کے ہاں طہارت کا مفہوم یہ بھی ہے کہ دل کو غیر اللہ کے تصور سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پاک کر دیا جائے۔ (المنقذ من الضلال (اردو ترجمہ) ص ۷۲،۷۳)

اسلام کے احکام دو طرح کے ہیں۔ کچھ ایسے احکام ہیں جن کا تعلق ظاہری اعضاء سے ہے جیسے نماز، روزہ، خرید و فروخت، نکاح و طلاق، قضا و شہادت اور اسلامی آداب مثلاً سلام و کلام، خورد و نوش، سونا جاگنا وغیرہ یہ احکام ایسے ہیں جن کی بجا آوری میں ہم ظاہر اعضا ہاتھ، پاؤں، زبان، کان وغیرہ کو استعمال کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ احکام ایسے بھی ہیں جن کا تعلق دل و دماغ اور روح سے ہے۔ مثلاً خوفِ خدا، دنیا سے بے رغبتی، راضی برضا رہنا، ایثار، اخلاص، صبر، شکر، تواضع، غصہ کو پی جانا وغیرہ۔ پہلی قسم کے احکام علمِ فقہ کا موضوع ہیں۔ جب کہ دوسری قسم کے احکام تصوف کا موضوع ہیں۔ تصوف کی حقیقت کو ایک فقرہ میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ خوفِ خدا اور دنیا سے بے رغبتی کے جذبہ کا انسانی دل و دماغ میں راسخ ہو جانا ہی تصوف کی روح ہے۔ یہی وحیِ الٰہیہ کا منشاء ہے، یہی بعثتِ نبوی کا مقصود ہے اور یہی اسلامی تعلیمات کا خلاصہ اور ان کی روح ہے۔ حضرت بایزید بسطامی، حضرت ابوالحسن خرقانی، حضرت جنید بغدادی، حضرت غوثِ اعظم، حضرت شیخ بہاء الدین نقشبند بخاری، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت شیخ معین الدین حسن اجمیری، حضرت امامِ ربانی مجددِ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اپنے اپنے دور میں اسی قدسی صفات جماعتِ صوفیہ کے امام و پیشوا تھے۔ ان ہی قافلہ سالار سلسلۃ الذہب افرادِ کار میں سے ایک نام سیدی مرشدی مولائی و ملجائی حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی مجددی صدیقی قدس سرہ العزیز کا ہے۔ مخلوقِ خدا کی روحانی و دینی رہنمائی کے میدان میں آپ کے کارناموں کے پیشِ نظر بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کَمْ تَرَکَ الْاَوَّلُوْنَ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لِلْاٰخَــــرِیْــنَ ۔لیکن آپ قدس سرہ العزیز کے یہ کارنامے درحقیقت آپ کے مشائخِ طریقت کے کمالات ہیں۔جن کا مظہر ذاتِ باری تعالیٰ نے آپ کو بنایا تھا۔آپ کی سیرت وکردار میں اسوۂ نبوی اور اکابر صوفیہ کی مقدس ومنور سیرتوں کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے۔آئندہ صفحات میں قارئین کرام آپ قدس سرہ کی سیرتِ مبارکہ کی چند جھلکیاں اختصار کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں گے۔کیوں کہ تفصیل کی اس کتاب میں نہ گنجائش ہے اور نہ ہی موضوع۔مناسب تفصیل کے ساتھ آپ کی سیرت وکردار کا ذکر مطول سوانح میں پیش کیا جائے گا۔ان شاء المولی تعالیٰ۔جو زیرِ ترتیب ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زہد

امام ابوالقاسم راغب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

اَلزَّھِیْدُ، اَلشَّیْءُ الْقَلِیْلُ وَالزَّاھِدُ فِی الشَّیْءِ، اَلرَّاغِبُ عَنْهُ وَالرَّاضِیْ مِنْهُ بِالزَّھِیْدِ۔ (مفردات القرآن ص ۲۱۴، ۲۱۵)

ترجمہ: زھید کا معنی ہے تھوڑی سی چیز۔ زاھد فی الشیٔ کا معنی ہے شے سے اعراض کرنے والا اور اس کی تھوڑی سی مقدار پر راضی ہونے والا۔

امام الاصفیاء حضرت شیخ الاسلام زکریا بن محمد انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے زہد کا مفہوم یوں بیان فرمایا۔

ھُوَ الْاِعْرَاضُ بِالْقَلْبِ عَنِ الدُّنْیَا وَھُوَ رَأْسُ کُلِّ طَاعَةٍ لِاَنَّه ضِدُّ حُبِّ الدُّنْیَا الَّذِیْ ھُوَ رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَةٍ۔

ترجمہ: زہد کا معنے ہے دنیا سے قلبی اعراض اور یہی ہر عبادت کی اصل ہے کیوں کہ یہ دنیا سے محبت کی ضد ہے جو ہر گناہ کی اصل ہے۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ حقیقی معنوں میں زہد کی صفت سے متصف تھے۔ بلکہ آپ کی ذاتِ ستودہ صفات میں زہد اپنی پوری تابانی کے ساتھ جلوہ فرما تھا۔ دنیوی معاملات میں آپ کو قطعاً کوئی دل چسپی نہ تھی۔ دنیوی مال و متاع اور دنیاداروں سے آپ بے نیاز تھے۔ ذیل میں آپ کی اس صفت کو تین ضمنی عنوانات کے تحت بیان کیا جائے گا۔

۱۔ مال و متاع سے بے نیازی

خانقاہی نظام میں دستور ہے کہ مرید اپنے مشائخ کرام کو نذرانے پیش

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرتے ہیں اور بزرگ انہیں قبول فرماتے ہیں۔ اگر دونوں طرفوں سے اخلاص ہو تو یہ عمل باہمی محبت کا نشان ہے۔ اور دونوں ہی اجر و ثواب کے مستحق ہیں۔ لیکن مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ یہ عمل ایک رسم بن کر رہ گیا ہے۔ اخلاص کا عنصر اس سے غائب ہو گیا ہے۔ بالعموم شیخ اس انتظار میں ہوتا ہے کہ کوئی مرید آئے تاکہ اس سے نذرانہ وصول ہو۔ مرید کی خوش حالی یا بدحالی پر اس کی نظر نہیں ہوتی۔ اس کے مدِ نظر صرف نذرانہ ہوتا ہے تاکہ اس کے پیٹ کا دھندا چلتا رہے۔ لہٰذا مرید جب کبھی اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اسے خواہ نہ خواہ نذرانہ پیش کرنا پڑتا ہے۔ اگرچہ وہ کتنا ہی محتاج کیوں نہ ہو۔

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اس عمل کو محض رسم بننے سے روکنے کے لئے اپنے دست گرفتہ افراد کو مستقل ہدایت فرما رکھی تھی کہ عقیدت منداور سنگی عام پیر خانوں میں مروجہ دستور کے خلاف خالی ہاتھ آیا کریں۔ اور یہاں اپنے گھر کی طرح رہیں۔ کسی قسم کا تکلف نہ کیا کریں۔ اس میں شک نہیں کہ بزرگوں کی خدمت میں کچھ نذرانہ پیش کرنا ادب کے قرینوں میں شامل ہے۔ مگر زمانہ میں تغیر آ چکا ہے۔ حالات یکساں نہیں رہتے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی وقت آپ کے حالات ساتھ نہ دیتے ہوں اور یہ عادت باہمی ملاقات کے درمیان حائل ہو جائے جو کسی طور مناسب نہیں۔ اور اگر کسی سنگی کا نذرانہ یا خدمت لوٹا دی جائے تو اُس کی آزردگی کا باعث ہوتا ہے۔ اس کے باوجود سنگی جذبۂ خدمت سے مغلوب ہو کر آپ کی خدمت میں نذرانے پیش کیا کرتے تھے۔ اور وہ روزانہ ہزاروں، لاکھوں روپوں کی صورت میں ہوتے۔ لیکن آپ کا پہناوا کھدر ہی رہا۔ مسلسل کئی سال روزے سے رہے۔ کھردری چٹائی یا ہلکی قیمت کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قالین کا ٹکڑا آپ کی مسند رہا۔ دیسی طرز کا جوتا آپ کا پاپوش تھا۔ اور رسیوں سے بنی ہوئی چارپائی آپ کی آرام گاہ تھی۔ نذرانوں کی آمدنی کا مصرف مساجد، مدارس وغیرہ امورِ خیر تھے۔ ان میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی ذات کے لئے کچھ پس انداز کر کے نہ رکھا کرتے تھے۔ جو کچھ آتا راہِ خدا میں صرف کر دیا جاتا۔

ایک صاحب کو رخصت کے وقت پچاس روپے اور مٹھائی کا ایک ڈبہ دیا۔ اور ارشاد فرمایا ان چیزوں کو دینے کا مقصد آپ کو تحریک دلانا نہیں کہ جب آپ آئیں تو ان سے بڑھ کر یا ان کے برابر نذرانہ لائیں۔ ہم اس امر کی حوصلہ افزائی نہیں کرتے جب کبھی آنا ہو خالی ہاتھ آیا کریں۔

۲۔ دنیاداروں سے بے نیازی

آپ رحمۃ اللہ علیہ طالبِ مولیٰ سنگیوں پر بڑی شفقت فرماتے ان سے محبت کا برتاؤ فرماتے، بعض اوقات ان کو گھنٹوں اپنے پاس بٹھائے رکھتے۔ ان کی دل جوئی کی کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے۔ لیکن دنیا اور اہلِ دنیا کے لئے آپ کے کسی گوشۂ قلب میں کوئی جگہ نہ تھی۔ اہلِ دنیا سے بھی آپ کی ملاقات صرف رب تعالیٰ کی رضا کیلئے ہوتی۔ اس میں کوئی ذاتی مفاد شامل نہ ہوتا۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔

''ہمارا اور سنگیوں کا رشتہ اللہ کا ہے۔ جب اس تعلق پر دنیوی مفاد کا سایہ پڑا تو یہ رشتہ ختم ہو کر رہ گیا۔''

ایک دفعہ دو نوجوان لڑکوں کو آپ قدس سرہ نے ملاقات کا شرف عطا فرمایا۔ انہوں نے گفتگو کے دوران عرض کی کہ جناب باہر ضلع میرپور کا بہت بڑا افسر آیا ہوا ہے۔ اور وہ بہت نیک ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا میاں میر رحمۃ اللہ علیہ لاہور کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک مشہور ولی گذرے ہیں شاہ جہاں آپ کا مرید تھا۔ایک دن حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا کرتا مبارک اتارا اور درویشوں کے سپرد کیا کہ اس سے جوئیں نکالو۔ رات کو دورانِ عبادت ان کے کاٹنے سے ہماری توجہ بٹتی ہے۔درویش کُرتے سے جوئیں نکال رہے تھے کہ شاہ جہاں خانقاہ شریف میں آنکلا۔درویش اسے دیکھ کر خوش ہوئے۔اور بادشاہ سے باتیں کرنے لگے۔باتوں باتوں میں وہ ہنسنے لگے۔میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے ہنسنے کی آواز آئی۔دریافت کیا کیوں ہنس رہے ہو؟ انہوں نے عرض کی شاہ جہاں آیا ہوا ہے۔اس سے باتیں ہو رہی ہیں۔تو آپ فرمانے لگے میں نے سمجھا کوئی موٹی سی جوں مل گئی ہے۔شاہ جہاں آئے گا ہمارا کیا سنوارے گا؟ اور جائے گا تو ہمارا کیا بگاڑے گا؟ ان نوجوانوں نے عرض کی آپ بہت بزرگ ہیں یہ سن کر فرمایا میں تو آخرت کی فکر میں ہوں یہ بھیس بنایا ہوا ہے۔نہ معلوم انجام کیا ہوگا۔

بڑے روساء، امراء، وزراء، حکومتی عہدے دار دربارِ عالیہ میں حاضری دیتے لیکن آپ نے کبھی کسی کے عہدے، امارت، دولت اور وزارت کے باعث ان کو اوروں پر ترجیح نہ دی۔ہر حاضر ہونے والا آپ کی نظر میں برابر تھا۔ہاں جس کا مقصود محبتِ الٰہیہ ہوتی اسے ضرور اوروں سے ترجیح حاصل ہوتی اور وہ خصوصی توجہات کا مستحق ٹھہرتا۔

۳۔خالص دنیوی معاملات میں عدمِ دلچسپی

آپ قدس سرہ ہر وقت متوجہ الی اللہ رہتے، توجہ صرف ان امور کی جانب ہوتی جن کا تعلق دین سے ہے۔توجہ دلانے کے باوجود آپ کی توجہ ان امور کی جانب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہ ہوتی جو دین سے متعلق نہ ہوتے۔ایک دفعہ فرمایا۔

میں نے ماضی میں بہت سے سفر پیدل کئے ہیں۔بارہا فوجیوں کے ساتھ بھی سفر کا اتفاق ہوا۔ان کے مختلف عہدوں کے بارے میں سنگیوں نے بارہا بتایا کہ ان کے عہدوں کی پہچان ان کے کندھوں اور بازوں سے کس طرح کی جاسکتی ہے۔مگر آج تک مجھے یہ پہچان حاصل نہ ہوسکی۔میں بازوں اور کندھوں پر عہدوں کی علامات سے یہ معلوم نہیں کرسکتا کہ کسی شخص کا عہدہ کیا ہے۔

ایک دفعہ فرمایا مجھے ٹیلی فون کے استعمال کا طریقہ نہیں آتا۔اتنا بھی پتہ نہیں کہ کس طرف سے سنتے ہیں اور کس طرف سے گفتگو کرتے ہیں۔ماضی میں ایک شخص نے مجھ سے ٹیلی فون پر بات کرنا چاہی۔تو میں نے درویش کے ذریعہ ان کو یہی پیغام دیا کہ میں ٹیلی فون پر بات کرنے کے طریقے سے بے بہرہ ہوں۔

انسان کے علم کا انحصار توجہ اور دلچسپی پر ہوتا ہے۔اگر توجہ نہ ہو تو قوتِ حافظہ معلومات کو اپنے ذخیرہ میں محفوظ نہیں رکھ سکتی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تواضع

تواضع نفسِ انسانی کی وہ کیفیت ہے جس کی وجہ سے انسان حق تعالیٰ کے سامنے مقامِ عبودیت سے تجاوز نہیں کرتا اور مخلوق کے سامنے راہِ انصاف و عدل پر گامزن رہتا ہے۔ یعنی مخلوق کی جانب سے حق کو قبول کرنا، اس کے حقوق کی رعایت کرنا، اس کے سامنے بڑائی اور غرور کو ترک کرنا اور دوسروں کے حقوق کو اپنے حقوق پر ترجیح دینا مخلوق کے سامنے تواضع ہے۔

یاد رہے کہ دنیوی اغراض و مقاصد کیلئے کسی کے سامنے عاجزی و انکساری صوفیہ کے نزدیک تواضع نہیں۔ ان کے ہاں قابلِ اعتبار وہی تواضع ہے جو رب تعالیٰ کی رضا کے لیے کی جائے۔ تواضع اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا عطیہ ہے جس پر حاسد حسد نہیں کرتا۔ اس کے بالمقابل غرور اور تکبر ایسی صفت ہے کہ جس شخص میں پائی جائے کوئی اس پر رحم نہیں کرتا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو یوں بیان فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود اونٹوں کے آگے چارہ ڈالا کرتے۔ گھر میں جھاڑو خود دیا کرتے، جوتا سی لیتے، کپڑوں میں پیوند لگا لیتے، بکریوں کا دودھ دوھ لیتے، خادم کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرما لیتے اور جب وہ تھکا ماندہ ہوتا تو اس کے ساتھ مل کر چکی پیس لیتے۔ بازار سے سودا سلف اٹھا کر لانے میں عار محسوس نہ فرماتے، امیر غریب کے ساتھ مصافحہ فرماتے، سلام کہنے میں پہل کرتے، دعوت کسی قسم کی ہوتی اسے حقیر نہ جانتے، خواہ وہاں ادنیٰ قسم کی کھجوریں ہی کیوں نہ ہوتیں، آپ نرم خو، نرم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اخلاق، کریم الطبع تھے، لوگوں سے اچھی طرح ملتے، خندہ روئی اور تبسم سے پیش آتے، ضحک اور ہنسی کا مظاہرہ نہ فرماتے، آپ بغیر ترش روئی کے محزون نظر آتے، آپ تواضع فرمایا کرتے لیکن اس میں ذلت کا شائبہ نہ ہوتا۔ آپ سخی تھے لیکن اسراف نہ فرماتے، رقیق القلب تھے، ہر مسلمان سے رحم دلی کا مظاہرہ فرماتے، آپ نے سیر ہو کر کبھی ڈکار نہ لی۔ نہ ہی لالچ کی بنا پر کسی چیز کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

(رسالہ قشیریہ مع الشرح جلد ۳ ص ۲۵)

یہ تمام صفات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالِ تواضع پر دال ہیں اگرچہ آپ اشرف المخلوقات تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر وصف سے کمال درجہ کی تواضع کا اظہار ہوتا ہے۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز اپنی صفات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ اور نورانی صفات کے مظہر تھے۔ آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے والا ہر شخص گواہ ہے کہ آپ میں تواضع کی صفت بدرجہ اتم موجود تھی۔ ضرورت مند اور اصحابِ حاجت اپنی اپنی درخواستیں پیش کیا کرتے اور آپ قدس سرہ سے دعا کے خواستگار ہوتے۔ بعض لوگوں کو آپ جواب میں فرماتے میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ آپ میرے لئے کریں۔ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ میں خود اس فکر میں مبتلا ہوں کہ نہ معلوم انجام کیا ہوگا۔ بعض سنگیوں سے فرماتے یہ آپ کا حسنِ ظن ہے جو آپ کو یہاں لے آیا ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم، فاعلِ حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ وہی کام بناتا ہے، یہ دنیا دارالاسباب ہے۔ کسی کام کی نسبت کسی مصلحت کی بنا پر جس کی طرف اس کی مرضی ہو فرما دیتا ہے۔ ہم بھی اپنے کاموں میں اس کی ذاتِ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پاک کے اتنے ہی محتاج ہیں جتنے آپ۔ کسی کو یوں ارشاد فرما کر مطمئن فرماتے۔ بندے کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کرے۔ اور اسے اس کی رضا جوئی کا ذریعہ بنائے۔ عجز وانکساری کو اپنی زندگی کا شعار بنائے۔ مشکلات اور مصائب میں شکایت نہ کرے، صبر سے کام لینے والے ہی ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مدد ان کیساتھ ہوتی ہے۔

آپ قدس سرہ العزیز فرمایا کرتے تھے:

''کسی کو کسی کا سہارا ہے اور کسی کو کسی اور کا۔ اس بندہ عاجز کو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا آسرا ہے۔ اور آپ درویشوں کی ہمدردی پر بھروسہ ہے۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا کے کاموں میں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔''

آپ فرمایا کرتے تھے:

''ہمیں صرف سنگیوں کی دعا کا سہارا ہے یا پھر اپنے شیخِ مکرم رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اور فیض پر بھروسہ ہے۔ ورنہ میں تو بقول حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کے گلیوں کا روڑا کوڑا ہوں۔ اگر کسی کو مجھ میں کوئی خوبی نظر آتی ہے تو وہ صرف اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کی بدولت ہے۔''

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عزیمت پر عمل

صوفیاء کرام کی باتیں حکمتوں کا مخزن ہوتی ہیں۔ وہ اسرارِ الہیہ کے امین ہوتے ہیں۔ ان کی زبان وقلم سے نکلنے والا ہر لفظ شریعت وطریقت کے اسرار ورموز کو آشکار کرنے والا ہوتا ہے۔ سرگروہِ اصفیاء حضرت خواجہ ضیاء الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''نماز عبادت ہے لیکن اس کے لئے جو محدث (بے وضو) نہ ہو اور قرآنِ مجید کی قراءت قربت ہے لیکن اس کے لئے جو ناپاک نہ ہو۔ اگر کسی شخص نے بحالتِ حدث نماز پڑھی یا بحالتِ جنب قرآنِ (مجید) کی تلاوت کی تو وہ مستحقِ غضب وعقوبت ہوگا۔ (آداب المریدین اردو ترجمہ ص ۱۳۶)

اسی طرح صوفیاء کرام کی جماعت میں داخل ہونا ایک بہت بڑا اعزاز ہے یہ درحقیقت محبوبانِ خدا کی مقدس جماعت میں شمولیت ہے۔ لیکن یہ اعزاز صرف اسی کے نصیب میں ہوتا ہے جو عزیمتوں پر عمل کو اپنی زندگی کا شعار بنالے۔ اس کی بلند نگاہی رخصتوں پر عمل کرنے کو ایک گھٹیا اور نامناسب طرزِ عمل سمجھنے پر مجبور کردے۔ رخصتوں کے قریب نہ بھٹکنے پائے۔ نفس اور اس کی خواہشات پر ایسی کس کر لگام ڈالے کہ نفسِ بدنہاد کو خواہشات ومالوفات پورا کرنے کا خیال تک نہ آنے پائے اور جو شخص ساری عمر رخصتوں سے متمتع ہوتا رہے۔ عزیمت پر عمل کرنے سے گریزاں رہے اور پھر وہ گروہِ صوفیاء میں شامل ہونے کا دعویدار ہو وہ اس قدسی جماعت کے لئے کالی بھیڑ کی مانند ہے اور ''بدنام کنندہ نکونامے'' چند کا مصداق ہے۔

حضرت شیخ ضیاء الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صوفی کے لئے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لازمی صفات کو یوں بیان فرمایا ہے:

"(ایک صوفی کے لئے لازم ہے کہ) اپنے نفس کی معرفت حاصل کرے۔ اور ریاضتوں سے اس کی تادیب کرے۔ نفس کی دو صفتیں ہیں۔ وہ شہوتوں میں منہمک رہتا ہے اور طاعتوں سے باز رہتا ہے۔ تو اس کو مجاہدات کے ذریعہ رام کرنا پڑے گا اور وہ اس طرح کہ اس کو مالوف چیزوں سے باز رکھے اور جن باتوں سے وہ گریز کرتا ہے اس کو کرنے پر آمادہ کرے۔ اور شہوتوں سے اس کو منع کرے اور تکالیف اٹھانے کی عادت ڈالے اور اس کو کڑوے گھونٹ پلائے اور اوراد کی کثرت رکھے اور نوافل کی پابندی کرے۔ غرض یہ کہ نفس کی مخالفت میں ثابت قدم رہے اور بری عادتیں اس سے چھڑائے۔" (آداب المریدین اردو ترجمہ ص ۴۷)

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز نے تمام عمر عزیمت پر عمل کو حرزِ جان بنائے رکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عزیمت پر عمل کی اہمیت کیا تھی درج ذیل واقعات سے اس کا ایک اندازہ ہوتا ہے۔

۱۰ اگست ۱۹۹۹ء کو نمازِ ظہر کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی۔ خلافِ معمول آپ چٹائی پر لیٹ گئے۔ شدید نقاہت تھی اس کے باوجود آپ نے تمام نمازیں باجماعت ادا فرمائیں۔ ۱۴ اگست کو علالت میں مزید اضافہ ہو گیا اور ساتھ شدید بخار بھی ہو گیا۔ اس سے طبیعت میں بے چینی کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ آپ ۱۹۹۵ء سے مسلسل نفلی روزے رکھ رہے تھے۔ ایامِ ممنوعہ کے سوا آپ کے معمول میں تسلسل اب تک برقرار تھا۔ آپ شدید بخار اور بے چینی میں بھی روزے رکھتے رہے۔ سنگیوں کے اصرار کے باعث آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۷ اگست کو روزہ نہ رکھا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۰ اگست کو جمعہ کا دن تھا۔ شدید کمزوری اور بخار کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ سنگیوں کی تشویش اور پریشانی کے پیشِ نظر نمازِ جمعہ کے بعد دعا میں شمولیت کے لئے عصا کے سہارے باہر تشریف لائے۔

دورانِ علالت بعض اوقات بخار اتنا شدید ہو جاتا کہ ہوش و حواس ساتھ چھوڑ جاتے۔ اس حالت میں بھی نماز کی فکر دامن گیر تھی۔ ایک رات نمازِ عشاء ادا فرمائی لیکن حالت یہ تھی کہ چار فرض ادا فرمائے بعد میں یاد نہ رہا کہ پڑھے تھے یا نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''بخار کی شدت کا یہ عالم تھا کہ کچھ یاد نہ رہا کہ نماز ادا بھی کی ہے یا نہیں۔ اگر پڑھی ہے تو یاد نہ تھا کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ اور ان رکعتوں میں کیا پڑھا ہے۔ تاہم عیادت پر مامور خدام نے بتایا کہ آپ نے چار رکعت ہی پڑھی ہیں۔''

صحت بحال ہونے پر آپ نے ۸ ستمبر سے دوبارہ نفلی روزے رکھنے شروع فرما دیئے جیسا کہ پہلے سے معمول تھا۔

ہوش و حواس کی بحالی کی صورت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بھر نماز باجماعت ادا کرنے کا اہتمام رکھا۔ لیکن ۱۷ اکتوبر ۲۰۰۴ء کی رات کو شدید درد، بخار اور کمزوری کے باعث آپ نمازِ عشاء کے بعد تراویح کی نماز میں شامل نہ ہو سکے۔ آپ قدس سرہ العزیز نے اپنی اس روز کی کیفیت کو یوں بیان فرمایا۔

نمازِ فرض کے بعد بیٹھ نہ سکتا تھا۔ سینہ کی تکلیف اتنی شدید تھی کہ حرکت کرنا بھی بے حد دشوار تھا۔ میں اتنا بے بس اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا۔ سحری کے وقت نمازِ وتر ادا کی۔ اس کی ادائیگی کے دوران ایسا گریہ طاری ہوا

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ رو کے نہ رکتا تھا۔ دیر تک گریہ کی کیفیت مسلسل طاری رہی۔ ایسی کیفیت سے میں کم ہی گزرا ہوں۔ نمازِ وتر کی ادائیگی کے بعد خیال آیا کہ بندہ زمانہ طفولیت سے نماز کا عادی ہے۔ جب سے نماز شروع کی ہے اس کی باجماعت ادائیگی میں کبھی ناغہ نہیں ہوا۔ آج ستر پچھتر سال میں یہ پہلا موقع تھا کہ علالت نے حائل ہو کر نماز باجماعت ادا کرنے سے محروم رکھا۔ یہ خیال آتے ہی دوبارہ آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔

اس ایک نماز کے باجماعت فوت کا غم طبیعت مبارکہ پر اس قدر تھا کہ جناب الحاج منیر حسین مجددی صاحب اپنی یادداشتوں میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''میں دن کے ساڑھے تین بجے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گذشتہ رات کی کیفیت کو جب ذکر فرمایا تو آپ پھر مصروفِ گریہ ہو گئے۔''

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مہمان نوازی

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جدِّ امجد حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی پاکیزہ سیرتوں میں نمایاں صفت ان کی مہمان نوازی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس وقت تک کھانا تناول نہ فرمایا کرتے جب تک کوئی مہمان نہ آجاتا۔ اور مشہورِ زمانہ سخی حاتم طائی کا بیٹا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آپ نے اپنی چادر اس کے لئے بچھا کر مہمان نوازی کا حق ادا فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ کی آمد کے وقت میں نے آپ کا سب سے پہلا ارشاد جو سنا وہ یہ تھا۔

اَطْعِمُوا الطَّعَامَ اَفْشُوا السَّلَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا وَالنَّاسُ نِیَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ بِسَلَامٍ (مکارم الاخلاق امام طبرانی ص ۳۶۹)

ترجمہ: (مہمانوں کو) کھانا کھلاؤ، آپس میں سلام کہنا عام کرو، صلہ رحمی کرو، اس وقت نفل نمازیں پڑھو جب لوگ سو رہے ہوں تو تم اطمینان سے جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

حضرت عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے عرض کی مَا الْاِسْلَامُ؟۔ اسلام کی سب سے امتیازی تعلیم کیا ہے؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَلِیْنُ الْکَلَامِ (ایضا ص ۳۷۰)

ترجمہ: مہمانوں کو کھانا کھلانا اور نرم انداز سے گفتگو کرنا،

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

لَا یَزَالُ الْمَلَائِکَۃُ تُصَلِّیْ عَلَی الرَّجُلِ مَادَامَتْ مَآئِدَتُہٗ مَوْضُوْعَۃٌ

(ایضاص۳۷۲)

ترجمہ: فرشتے اس وقت تک آدمی کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں جب تک اس کا دستر خوان بچھا رہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کو اپنے ہم عصر اولیائے کرام سے جو امتیازی اوصاف عطا فرما رکھے تھے ان میں مہمان نوازی سر فہرست ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خدّام کو جو ہدایات دے رکھی تھیں ان میں ایک یہ ہے۔

"گلہار شریف ایک چوراہے پر واقع ہے۔ یہاں قسم قسم کے لوگ آتے ہیں۔ وہ مختلف مشائخ کرام کے ساتھ نسبت رکھنے والے ہوتے ہیں۔ بلا امتیاز ان سب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ جو ماحضر ہو کھانے کے لئے پیش کرنا چاہیئے۔ رات بسر کرنے کے لئے موسم کے مطابق جگہ دینی چاہیئے۔ سب بزرگوں کا نام احترام سے لینا چاہیئے۔ درویش کے سائے کا بھی احترام ضروری ہے"

ایک دفعہ آپ قدس سرہ نے یوں ارشاد فرمایا۔

"ہم مسکین ہیں۔ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ خود مہمانوں کے ہاتھ دھلایا کرتے تھے۔ کھانا گھر سے لا کر ان کے سامنے رکھتے، ان کے ساتھ مل کر کھاتے تھے۔ ہم مسکینوں کو مہمانوں کی خدمت اور ان کی حوصلہ افزائی ورثہ میں ملی ہے"

ایک دفعہ پوٹھہ علاقہ ڈڈیال سے کسی شخص کی اہلیہ گلہار شریف میں حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے پاس آئی ہوئی تھی۔ وہ شخص اپنی بیوی کو لینے کے لئے دربارِ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عالیہ گلہار شریف آیا۔ لیکن مسجد میں داخل نہ ہوا۔ شاید اسے نماز ادا کرنے کی عادت نہ تھی۔ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ نے خادمین سے فرمایا اسے کھانا کھلاؤ یا کم از کم چائے پلاؤ۔ خادمین نے بہت جتن کیے لیکن اس نے انکار کر دیا۔ نہ کھانا کھایا اور نہ ہی چائے پی۔ اس کی روانگی کے وقت آپ نے فرمایا اسے تانگہ میں ہی چائے دے آؤ۔ کسی نے عرض کی شاید قبول نہ کرے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس کے کھائے پیئے بغیر جانے کا بے حد افسوس ہوا۔

جناب صوفی احمد ضیاء صاحب اسلام آباد کے رہائشی ہیں۔ مشرقی پنجاب (ہندوستان) میں سرہند شریف کے قریب ایک قصبہ ہے جس کا نام "بستی" ہے۔ وہاں سے ہجرت کر کے پاکستان آئے تھے۔ چند بار وہ گلہار شریف حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ ۱۱۹ گست ۱۹۹۳ء کو انہوں نے دینہ سے فون کیا کہ وہ گلہار شریف آنا چاہتے ہیں۔ اس وقت شام کے ۶ بج چکے تھے۔ اور ساتھ ہی اطلاع دی وہ اکیلے ہیں۔ کار خود چلا کر آ رہے ہیں۔ دینہ اور گلہار شریف کے درمیان تقریباً نوے میل کی مسافت ہے۔ سفر پہاڑی اور دشوار گذار ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد آندھی اور بارش کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ راستہ میں ناڑ کے مقام پر برساتی نالہ پر پل بھی نہ تھا۔

ان کے گلہار شریف پہنچنے تک حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ کو بے حد تشویش رہی۔ بار بار خادم سے فرماتے باہر نکل کر موسم کی کیفیت دیکھو۔ آپ مسلسل انتظار میں رہے۔ آخر کار پونے بارہ بجے وہ گلہار شریف پہنچے تو آپ کو اطمینان ہوا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دسترخوان پر ہر روز سینکڑوں افراد دو وقت کھانا کھاتے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور دو وقت چائے پیا کرتے تھے۔ جس کا سلسلہ آپ کے وصال کے بعد بھی جاری ہے۔ دور کے مہمانوں کو رخصت کے وقت راستہ میں کھانے کے لئے کھانا، مٹھائی کا ڈبہ، بسا اوقات رستہ کا کرایہ یا چائے کے لئے رقم اور دیگر قیمتی عطیات مرحمت کئے جاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بلکہ آپ کے خاندان کے کسی فرد کو اس مہمان نوازی کی بنا پر کسی پر احسان جتانے یا فخر کرتے نہیں سنا گیا۔

بعض اوقات آپ رحمۃ اللہ علیہ سنگیوں کے ساتھ بیٹھ کر بھی کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ جناب قاری محمد بشیر صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''نیو چوہان لاہور کی مسجد کے افتتاح کے موقع پر دوپہر اور شام دو وقت کا کھانا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے احبابِ طریقت کے ساتھ بیٹھ کر تناول فرمایا۔ آپ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ اپنے ساتھ کھانے والے شخص کو اجنبیت محسوس نہ ہونے دیتے۔ اپنے مبارک ہاتھوں سے کھانا، روٹیاں اور دوسرے برتن سنگیوں کی طرف بڑھاتے۔ اس موقع پر کھانے کیساتھ لسی موجود تھی۔ اگر لسی کم پڑتی تو اس میں مزید پانی ڈال کر سنگیوں کو دیتے رہے۔''

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مشائخِ کرام کی اولاد کا احترام

بزرگوں کا ارشاد ہے:

اَلطَّرِیْقُ کُلُّہٗ اَدَبٌ۔

ترجمہ: طریقت اول سے لے کر آخر تک ادب ہی ادب ہے۔

صحابہ کرام حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب جان و دل سے کیا کرتے تھے۔ چناں چہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

مجھے میری خالہ حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لے گئیں اور عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ! میرا یہ بھانجا بیمار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ مبارک پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو میں مستعمل پانی کو پی لیا۔ (صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۳۱)

حضرت رازع بن عامر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ ہم (مدینہ منورہ) آئے ہمیں بتایا گیا کہ رسولِ خدا وہ ہیں۔ تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک اور پاؤں مبارک چومنے لگے۔

(الادب المفرد ص ۲۵۳ مشکوۃ المصابیح ص ۳۹۴)

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت ہمارے ہاں تشریف فرما ہوئے۔ وضو کیلئے پانی لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا تو صحابہ کرام آپ کے وضو سے بچے ہوئے پانی کو (اپنے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چہروں اور آنکھوں پر) ملنے لگے۔ (صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۳۱)

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ ادب صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک ہی محدود نہ تھا۔ بلکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے ہاتھ اور پاؤں چومے۔ (ملاحظہ ہو الادب المفرد صفحہ ۲۵۴)

عہدِ صحابہ کرام کے بعد بھی ہمیں ادب واحترام کے ایسے مظاہرے اکابرِ امت میں نظر آتے ہیں۔ چناں چہ حضرت ثابت نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مبارک کو عقیدت واحترام کی بنا پر بوسہ دیا۔ (ملاحظہ ہو الادب المفرد صفحہ ۲۵۳)

اور حضرت عبدالرحمٰن بن رزین نے اپنے ساتھیوں سمیت ''ربذہ'' کے مقام پر صحابی رسول حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور اٹھ کر آپ کے ہاتھ مبارک کو بوسہ دیا۔ (ملاحظہ ہو الادب المفرد صفحہ ۲۵۳)

طریقت میں اپنے شیخ اور اس سے تعلق رکھنے والی ہر شے کا ادب نہایت اہم امر ہے۔ جس کے بغیر کشادِ کار ناممکنات سے ہے۔ بزرگوں کا ارشاد ہے

با ادب با مراد اور بے ادب بے مراد

اس میدان کی بادیہ پیمائی کرنے والا ہر شخص اپنی پوری عقیدت ومحبت شیخ پر نچھاور کردیتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

آں را در سرائے نگار است فارغ است

از باغ وبوستان و تماشائے لالہ زار

ترجمہ: جس کے گھر میں محبوب موجود ہو وہ باغ اور لالہ زار کی سیر سے فارغ ہوتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز اپنے مشائخِ کرام بلکہ ان کی اولاد اور اولاد وں کی اولاد وں کا بے حد احترام فرمایا کرتے تھے۔ بطور نمونہ چند واقعات ذیل میں درج ہیں۔

۱۔ حضرت خواجہ محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ ڈھانگری شریف والوں کے ایک پڑپوتے منگلا میں رہائش پذیر ہیں۔ ایک دفعہ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور خادم سے فرمایا کہ حضرت صاحب سے ملاقات کیلئے عرض کرو۔ آپ قدس سرہ نے انکی خواہش کو سنا تو فرمایا۔ ان کو اندر لانے سے پہلے ان کے بیٹھنے کے لئے کچھ بچھا دو۔ چنانچہ آپ خود اٹھے ایک نیا مصلیٰ بچھایا اور پھر فرمایا اب انہیں بلاؤ۔ جب وہ سامنے آئے تو آپ ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہو گئے۔ صاحب زادہ صاحب نے آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دینا چاہا۔ تو آپ ان کے ہاتھوں کو بوسہ دینے کیلئے جھکے۔ دونوں حضرات کی ملاقات ہوئی اور کافی دیر تک باہمی باتیں ہوتی رہیں۔

۲۔ حضرت ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے کمسن نواسے اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ گلہار شریف دربارِ عالیہ میں تشریف لائے۔ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ نے ان سے ملاقات کی۔ اپنے ہاتھ مبارک ان کے پاؤں پر لگا کر اپنے چہرۂ اقدس پر ملے اور بڑی مسرت کا اظہار فرمایا۔

۳۔ حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے منجھلے صاحب زادے حضرت زید ابوالحسن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جولائی ۱۹۷۹ء میں پاکستان تشریف لائے۔ اور کوٹلی کے علاقہ کا دورہ بھی فرمایا حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز نے جناب استاد غلام حسین

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صاحب کی معرفت ان کی خدمت میں یہ پیغام بھیجا۔

''ہم علمی اور عملی ہر دو اعتبار سے کمزور ہیں۔ ہم سے غلطیاں اور قصور ہوتے رہتے ہیں۔ اور زجرو توبیخ بھی آپ کی جانب سے ہوتی رہتی ہے۔ مگر اتنی نہیں جتنی کے ہم سزاوار ہیں۔ آپ کو پورا پورا اختیار حاصل ہے۔ آپ جس طرح چاہیں ہم سے سلوک کریں۔ ہم حاضر ہیں۔ یہ سب کچھ ہماری اصلاح کیلئے ہے۔ دعا فرمائیں ہمیں اللہ تعالیٰ شیطانی وسوسہ سے بچائے رکھے۔'' جواب میں حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''ہم راضی ہیں۔''

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اوراد و وظائف پر پابندی

طریقت میں شیخ کی طرف سے تفویض فرمودہ اوراد و وظائف ایک سالک کے لئے اسمِ اعظم کا درجہ رکھتے ہیں۔ روحانی مدارج میں ترقی و عروج کیلئے ان کو پابندی سے ادا کرنا اشد ضروری ہے۔ گویا یہ اوراد و وظائف روحانی ترقی کا زینہ ہوتے ہیں۔

دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی سالک اپنے شیخ سے خلافت حاصل کر کے شیخِ طریقت کی مسند پر متمکن ہو جاتا ہے تو وہ عموماً اپنے روزمرہ کے معمولات میں تخفیف کر دیتا ہے۔ نہ معلوم اس کی وجوہات کیا ہیں۔ لیکن حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز نے اپنے اوراد و وظائف پر پابندی کو حتی الامکان عمر مبارک کے آخری سانسوں تک نبھایا۔ اس میں کبھی خلل نہ آنے دیا۔ مرضِ وصال میں جب آپ معذور ہو چکے تھے اس وقت بھی پاسِ انفاس، نفی اثبات، با آواز ذکر اور تلاوتِ قرآن مجید وقتاً فوقتاً جاری رہے۔

حالتِ صحت میں جب آپ اوراد و وظائف میں مصروف ہوتے تو بعض اوقات ان میں اس قدر منہمک ہو جاتے کہ گرد و پیش سے توجہ سمٹ کر صرف اپنے اوراد پر مرکوز ہو جاتی۔ جناب صاحبزادہ محمد معروف صاحب کا بیان ہے کہ ۷۷ء یا ۷۸ء کی بات ہے۔ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ خانقاہِ سلطانیہ جہلم میں اپنے حجرہ مبارکہ میں چارپائی پر بیٹھ کر کتابی وظائف پڑھ رہے تھے۔ بفہ شریف یا سوات والے صاحبزادہ صاحب آنے کے بعد رخصت ہو چکے تھے۔ میں آپ کی خدمت میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حاضر تھا اور چارپائی کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا وہ سامنے چابی لٹکی ہوئی ہے۔ اسے لے جاؤ اور جس کمرے میں صاحب زادہ صاحب قیام پذیر رہے اسے تالا لگا آؤ۔ حضرت صاحب زادہ صاحب کا کہنا تھا کہ میں اٹھا، چابی لی اور جا کر کمرے کو تالا لگا دیا اور دوبارہ آپ کی خدمت میں آ کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر گزری تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے کہا تھا کہ چابی لے کر کمرے کو تالا لگا آؤ۔ آپ گئے نہیں۔ میں نے عرض کی جناب! میں جا کر بند کر کے آیا ہوں۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے تو پتہ نہیں چلا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے معمولات پر اس قدر پابند تھے کہ معذوری کے عالم میں بھی ناغہ گوارا نہ تھا۔ پہلے آپ کی ایک آنکھ موتیا اترنے کے باعث بند ہوئی پھر ۲۷ اگست ۱۹۹۰ء کو صبح کے وقت جب آپ اپنے کتابی وظائف پڑھنے لگے تو نظر نے ساتھ نہ دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حالت میں بھی ہار نہ مانی۔ چنانچہ جناب الحاج منیر حسین مجددی صاحب اپنی یادداشتوں میں تحریر فرماتے ہیں کہ ۵ ستمبر ۱۹۹۰ء کو مجھے حجرہ شریفہ میں شرف باریابی حاصل ہوا۔ میں نے یہ منظر دیکھا کہ استاد محمد حسن صاحب دلائل الخیرات کی بدھ کی منزل باآوازِ بلند پڑھ رہے ہیں اور حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز ان کے ساتھ پست آواز سے دہرا رہے ہیں۔ کیوں کہ ان دنوں نزول الماء کے باعث کتابی وظائف پڑھنا مشکل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآنِ مجید کی تلاوت کے متبادل اسے نوافل میں سننا شروع فرما دیا۔ پھر اسے صبح کی نماز میں سماعت فرمانے لگے۔ دربارِ عالیہ گلہار شریف میں نمازِ فجر میں ایک پارہ پڑھا جاتا ہے یہ اسی واقعہ کی یادگار ہے جو احبابِ طریقت کے لئے مستقل سبق ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والدین کی خدمت

اسلامی تعلیمات کی رو سے نسبی رشتوں میں سب سے برتری ماں کو حاصل ہے اور یہ برتری بالکل فطری ہے۔ ماں وہ ہستی ہے جس نے اپنا خون پلا پلا کر پرورش کی۔ نو ماہ تک سختی اور تکلیف اٹھا کر اپنے پیٹ میں رکھا۔ پھر جننے کی ناقابلِ برداشت تکالیف کو خوشی سے برداشت کیا۔ پھر پرورش کا مرحلہ آیا تو اپنا ہر آرام اور اپنی ہر خواہش اپنے بچے پر قربان کردی۔ اس عمر میں انسان عالمِ اسباب میں اپنے وجود کی بقا میں ماں کا سب سے بڑھ کر محتاج ہوتا ہے۔ اسی لئے اسلام نے اپنی تعلیمات میں ماں کو بلند سے بلند مرتبہ عطا کیا جس کی وہ یقیناً مستحق اور سزاوار ہے۔

ماں کے ساتھ بچے کی تولید میں جو ہستی شریک ہے وہ باپ ہے۔ اور اس کی پرورش اور تربیت میں ماں کے بعد باپ کی صلاحیتیں اور مالی قربانیاں شامل ہیں۔ لہٰذا جب ایک انسان بچپن سے نکل کر قوت و بلوغت کی عمر کو پہنچے تو اس پر مذہبی اور اخلاقی فرض بنتا ہے کہ جن ہستیوں کی قربانیوں، کوششوں اور محنتوں سے وہ بے کسی کے عالم سے نکل کر قوت اور طاقت کی عمر کو پہنچا تو اس قوت و طاقت کا شکرانہ ماں باپ کی خدمت کی صورت میں ادا کرے۔ اسی لیے تو دینِ فطرت نے ان کی خدمت، ان کی فرمانبرداری، ان کی دل داری کو اولاد پر فرض قرار دیا ہے۔ اور ان امور کی تاکید یہاں تک کی ہے کہ حکم دیا ہے کہ ان کے سامنے اف تک نہ کرو، ان کے سامنے ادب سے جھکے رہو، ان کی دعائیں لو، ان کی خدمت کو کفار کے خلاف جہاد سے بڑا جہاد قرار دیا ان کی خوشنودی کو رب تعالیٰ کی رضامندی قرار دیا۔ قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر یہ تعلیم، اللہ تعالیٰ کی عبادت کے حکم کے متصل بعد آئی ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسلام میں سب سے بڑا گناہ اور سب سے زیادہ قابلِ نفرت کام شرک ہے۔ والدین کی خدمت اور اطاعت اس حد تک ہے اگر والدین نعوذ باللہ مشرک بھی ہوں تو ان کی خدمت سے اعراض جائز نہیں ہے۔ اگر وہ شرک کی دعوت دیں تو یہ بات قبول نہ کی جائے۔ لیکن دنیاوی خدمت اور حسنِ سلوک میں فرق نہ آنے دیا جائے بلکہ اسے جاری رکھا جائے۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز پیدائشی ولی تھے۔ احکامِ شرع کی پابندی اور ان پر عمل آپ کی گھٹی میں شامل تھا۔ بچپن کی عمر میں جب کہ شرعی احکام کے آپ رحمۃ اللہ علیہ مکلف نہ تھے، آپ کو والدین کی عظمت و احترام کا پاس و احترام تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ کے والدِ گرامی حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ ایک تبلیغی اور روحانی دورے سے واپس دربارِ عالیہ چچیاں شریف تشریف لا رہے تھے۔ آپ گھوڑی پر سوار تھے۔ دربارِ عالیہ میں موجود احبابِ طریقت نے آگے بڑھ کر آپ کا استقبال کیا۔ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز اس وقت بالکل کم سن تھے۔ آپ بھی اپنے والد ماجد اور مرشدِ گرامی کی پیشوائی کے لئے آگے بڑھے اور پھر سنگیوں نے دیکھا کہ آپ نے رکاب میں رکھے ہوئے حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے قدم مبارک پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے اور پھر انہیں اپنے مبارک ہونٹوں سے بوسہ دیا۔ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ننھے منے لختِ جگر کی یہ سراپا ادب ادا پسند آئی اور فرمایا ''رہن دے اتنے ادباں نوں'' (اتنے زیادہ آداب کو چھوڑو)

آپ قدس سرہ العزیز کا عہدِ طفولیت ابھی ختم نہ ہوا تھا کہ آپ کے والدِ ماجد حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوگیا۔ اس کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ حضرت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مائی صاحب کلاں رحمۃ اللہ علیہا پچاس سال سے زائد عرصہ تک حیات رہیں۔ اور آپ کے ساتھ رہیں، لیکن اس طویل عرصہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نہ کبھی اپنی والدہ ماجدہ کی چارپائی پر بیٹھے اور نہ ہی اپنی والدہ ماجدہ کے سامنے چارپائی پر تشریف فرما ہوئے۔ حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا فرمایا کرتیں آپ نے میری گود میں پرورش پائی ہے۔ آپ ادھر میرے ساتھ بیٹھ جائیں۔ لیکن آپ ہمیشہ والدہ ماجدہ کی چارپائی کے ساتھ زمین پر تشریف رکھا کرتے تھے۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز پر ساری عمر نہ حج فرض ہوا اور نہ ہی زکوٰۃ۔ جو کچھ نذر و نیاز کی صورت میں آیا اسے سنگیوں کی طرف سے امانت جانا اور دینی کاموں اور مساجد کی تعمیر میں صرف کر دیا۔ اس کے باوجود آپ نے اپنی والدہ ماجدہ سے ایک دفعہ پوچھا کیا آپ حج پر جانا پسند فرمائیں گی؟ تو جواب میں مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ عرصہ سے حرمین شریفین میں حاضری کو دل چاہتا ہے لیکن آپ کے اخراجات کو دیکھ کر کہنے کی ہمت نہیں پڑتی۔ اب خود آپ نے کہا ہے تو ہم تیار ہیں۔ چناں چہ آپ نے انہیں حج کروایا۔

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر اپنی والدہ ماجدہ کی کسی فرمائش کو رد نہ فرمایا۔ تمام مساجد کی بنیادیں ان اینٹوں سے رکھوائیں جن کو آپ کی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا نے اپنے مبارک ہاتھوں سے مس کیا ہوتا اور آپ کے وصال کے بعد بنیاد کی اینٹیں آپ کے مزار شریف سے مس کر کے استعمال کی جاتی تھیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نذرانوں میں احتیاط

بزرگوں کا ارشاد ہے کہ شیخِ طریقت کے لیے لازم ہے کہ مرید کے مال اور اس کی ذات سے دنیوی نفع کی توقع نہ رکھے۔ کیوں کہ ایسی توقع مرید اور شیخ ہر دو کے حق میں مضر اثرات کی حامل ہوتی ہے۔ مرید کے لئے شیخ کی اس توقع اور امید کا یہ نقصان ہوتا ہے کہ یہ اس کے رشد و ہدایت کے لئے مانع ہے۔ اور پیر کے لئے ایسی توقع خرابی کا باعث ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مطلوب تو خالص دین ہے۔ اور آلا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ (خبردار خالص دین اللہ ہی کے لئے ہے) دنیوی مفادات کی توقع اور امید اس باہمی تعلق کو خراب اور گندہ کر دیتے ہیں۔ یہ گندگی صرف اسی صورت میں دور ہو سکتی ہے جب پیر اور مرید کے درمیان صرف دینی اور روحانی مفادات کے حصول کا خیال ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ (دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے)

مردانِ حق کی تین صفات ہوتی ہیں۔ یعنی لا طامع، لا مانع، اور لا جامع۔ یعنی وہ دنیاوی مال و متاع کی طمع اور لالچ سے خالی ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص مال پیش کرے تو منع نہیں کرتا اور اگر مال آ جائے تو اس کو جمع نہیں کرتا۔

مرید کے آداب میں یہ شامل ہے کہ وہ جان و مال سے اپنے شیخ طریقت کی خدمت بجالانے میں کسی قسم کی کوتاہی کا ارتکاب نہ کرے۔ عقیدت مندوں کی جانب سے جو نذرانہ اور ہدیہ پیش کیا جاتا ہے وہ آہستہ آہستہ عبادت کی بجائے ایک رسم بن کر رہ گیا ہے۔ اس میں للّٰہیت کا عنصر غائب ہو گیا ہے اور یہ ایک دنیوی کاروبار بن کر رہ گیا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ حضرت خواجہ عالم قدس سرہ العزیز نے اس سلسلہ میں نمایاں اصلاح فرمائی۔

عقیدت مندوں اور سنگیوں سے آپ کا تعلق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے لئے تھا۔ اس میں دنیوی مفاد کا شائبہ تک موجود نہ تھا۔

روزانہ آپ کی خدمت میں متعدد نذرانے اور تحائف پیش ہوا کرتے تھے جن کی مالیت ہزاروں اور لاکھوں روپوں کی ہوتی لیکن آپ قدس سرہ العزیز ان میں سے بعض کو دینی کاموں کے لئے قبول فرمالیتے اور بعض کو واپس فرمادیتے۔ آپ قدس سرہ اکثر حضرات کے نذرانے یہ کہہ کر لوٹا دیتے کہ معاشی بدحالی کا زمانہ ہے۔ ہر شخص اپنی روزمرہ کی ضروریاتِ زندگی کے ہاتھوں مجبور ہے۔ آپ اس رقم کو لے جائیں۔ اپنی ضروریات پوری کریں۔ آپ کا مقصود دعا کا حصول ہے تو ہم دعا گو ہیں۔ بعض خوش قسمت ایسے بھی ہوتے جن کے نذرانے آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مقدس ہاتھوں میں لے لیتے اور ان الفاظ کے ساتھ واپس فرمادیتے۔ آپ کا نذرانہ ہم نے قبول کرلیا۔ اب ہم آپ کو اپنی طرف سے یہ دیتے ہیں۔

ایک دفعہ کوئی صاحب سونے کے کڑے لائے اور بطور نذرانہ پیش کئے۔ وہ کڑے کافی وزنی تھے۔ حضرت خواجہ پیر محمد زاہد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی والدہ ماجدہ زندہ تھیں۔ انہوں نے عرض کی کہ یہ کڑے گھر میں کام آسکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے رکھ لو لیکن ان کا وزن کر کے ان کی قیمت ادا کردو۔ انہوں نے عرض کی اندازاً ان کی قیمت لے لیں۔ آپ نے فرمایا ایسا نہیں ہوگا۔ حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے عرض کی انہوں نے کب مسجد کی نیت سے دیئے ہیں؟ یہ تو آپ کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا گیا ہے۔ لیکن آپ نے فرمایا پیش کرنے والے لوگ اس اعتماد اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

احساس کے ساتھ نذرانے پیش کرتے ہیں کہ یہ کارہائے خیر میں صرف ہوں گے۔ ورنہ میں ان کا کونسا شریکِ کھاتہ ہوں۔اسی خیال سے لوگ بھروسہ کرتے ہیں۔اور بڑے بڑے عطیات اور نذرانے پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کا وزن کیا گیا اور اس وقت کے بھاؤ کے مطابق ان کی قیمت پچیس ہزار کے قریب بنی۔ جو مسجد کی تعمیر میں صرف ہوئی۔

قدیم جانثار سنگی حاجی زمان علی صاحب کا بیان ہے کہ ستر کی دھائی میں کسی صاحب نے حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز سے بیرونِ ملک جانے کے لئے پانچ سو روپے ادھار لئے۔ اتفاق سے اس رقم کی واپسی کی کوئی صورت کئی سال تک نہ بن سکی۔ آپ کے پاس نذرانوں کی رقوم آتیں۔ آپ ان کو مساجد وغیرہ دینی کاموں میں صرف کر دیتے۔ حضرت مائی صاحبہ کلاں رحمۃ اللہ علیہا کو پتہ چلا تو انہوں نے اس رقم کی ادائیگی کے لئے ایک بکری خریدی۔ اس کے ہاں بچے ہوئے ان کو فروخت کر کے یہ رقم واپس کی گئی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باب ششم

چند ملفوظات مبارکہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان کی باتیں۔۔۔سونے کی ڈلیاں۔۔۔پھولوں کی کلیاں

دل کی گہرائیوں سے نکلنے والی بات دلوں میں کھب جاتی ہے۔اعجازی تاثیر رکھتی ہے۔بسا اوقات انسان کی سیرت اور اس کے کردار کو انقلاب آشنا کر دیتی ہے۔

صوفیائے کرام جب مجالس آراستہ کرتے ہیں تو ان کے مبارک دہن سے ادا ہونے والے جملے مہکتے پھول اور آب دار لعل و گوہر ہوتے ہیں۔ان کے ملفوظات سدا بہار گلستان ہوتے ہیں جس کے ہر پھول کا اپنا رنگ ہوتا ہے اور اپنی خوشبو۔ان کی باتوں سے اپنے ہمراز و دمساز ہونے کا درجہ پاتے ہیں اور غیر اپنے بن جاتے ہیں۔ان میں نہ مناظرانہ آہنگ ہوتا اور نہ کسی کی دل آزاری۔اپنا ہو یا پرایا، جو ان کی مجالس میں آتا ہے تہی داماں نہیں جاتا۔جھولی بھر کے جاتا ہے۔ان کے پاس ایسی کیمیا ہوتی ہے جس سے مردہ دل زندہ اور ویران دل یادِ خدا سے شاداب ہو جاتے ہیں۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کو بجا طور پر متقدمین صوفیائے کرام کی قدسی صفات جماعت کا ایک نمائندہ قرار دیا جا سکتا ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس میں انسانوں کو انسانیت کا درس دیا جاتا۔شرکائے مجلس، احترامِ انسانیت، خوفِ خدا، خدمتِ خلق، محبت، تقوی، اخلاقِ عالیہ، عجز و تواضع اور ایثار و توکل کا سبق حاصل کر کے اٹھا کرتے تھے۔ ذیل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو سے چند نمونے پیش ہیں۔

(۱)

ہم درویش ہیں۔۔ہماری نگاہ ہر آن اللہ تعالیٰ پر ہے۔وہی کارسازِ حقیقی ہے جو اس کشتی کو بطریقِ احسن چلا رہا ہے۔اس ذات سے توجہ ہٹانا اور ماسوی کی خوشنودی کے پیچھے پڑنا ہم درویشوں کو زیب نہیں دیتا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۲)

یہ مسجدیں، یہ درس گاہیں، اللہ تعالیٰ کے ارادے اور مشیت کا اظہار ہیں۔ ان میں ہمارا کوئی کمال نہیں۔ وہ ذات لم یزل جب اپنے ارادے کو بروئے کار لانا چاہتی ہے تو اسباب خود بخود وجود پذیر ہو جاتے ہیں، ہم بھی ان ہی اسباب کی ایک کڑی ہیں۔ یہ اس ذات کی کرم فرمائی اور فضل کا نتیجہ ہے۔ ورنہ ہم کہاں اور یہ تعمیر وترقی کہاں؟ نہ وسائل جمع کرنے کا سلیقہ، نہ اس کے لئے تحریک کی اہلیت، نہ کام کی سمجھ، نہ ہی اس کی اہلیت۔

(۳)

کسی اللہ تعالیٰ کے ولی کے آخری لمحات تھے، بیٹے نے ان کی حالت کو دیکھا تو رونے لگا۔ اس بزرگ نے اسے روتے دیکھا تو فرمایا بیٹا! روتے کیوں ہو؟ میں اپنے ہمراہ کچھ لے کر نہیں جا رہا۔ یہ تسبیح، لوٹا اور مصلیٰ ہے انہیں سنبھال لو۔ یہی کچھ میرے پاس تھے۔ اللہ تعالیٰ بہتر کرے گا۔

(۴)

ہم اللہ تعالیٰ کے عاجز بندے ہیں۔ ہم صرف بزرگوں کے تجربات اور ان کی تعلیمات جو ہم تک پہنچیں آپ لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ اس سے زیادہ تصرف کا دعویٰ نہیں۔ ہم بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ اس کے دوستوں کو بطورِ وسیلہ استعمال کرتے ہیں۔ اس مالکِ حقیقی کی رحمت کے ہر آن امیدوار ہیں۔ کیوں کہ اس کی رحمت ہر چیز پر محیط ہے۔

(۵)

شیطان پراپیگنڈہ کا امام ہے۔ وہ کوئی لمحہ فارغ نہیں بیٹھتا۔ ہر آن وسوسہ اندازی میں مصروف رہتا ہے۔ گناہوں اور نافرمانیوں کو خوش نما اور خوش رنگ کر کے

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پیش کرتا ہے۔اس کا کام انسان کو گناہ کرنے کا شوق دلانا اوراس کی طرف راغب کرنا ہے۔ عاقبت نا اندیش انسان لپک لپک کراس کی اتباع کرتے ہیں۔ گناہوں کی آلودگیوں میں آلودہ ہوتے جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل واحسان سے ہمیں اس سے بچنے کے لئے شریعتِ مطہرہ کا مضبوط حصار عطا فرمارکھا ہے۔اس حصار میں رہ کراس کی حفاظت اور مضبوطی ہم پرلازم ہے۔اگرانسان اس حصار کی مضبوطی کی فکر کرتا رہے تو شیطان اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔

(۶)

لوگ دنیوی جاہ وحشمت اوراقتدار کے حصول کے لئے بڑی تگ ودو کرتے ہیں۔کوئی ایم۔این۔اے بننا چاہتا ہے۔کوئی ایم۔پی۔اے۔ایسے لوگ غور نہیں کرتے کہ دنیوی اقتدار محض عارضی ہے۔لوگ آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔دنیوی اقتدار کسی کا ساتھ نہیں دیتا۔دنیا فانی ہے۔اس کے حصول کی کوشش کرنے والے بھی فنا کے گھاٹ اتر جاتے ہیں۔جب کہ اللہ تعالیٰ باقی ہے۔اس کی رضا اورخوشنودی کے کام کرنے والے بھی باقی رہتے ہیں۔حادثاتِ زمانہ ان کے ناموں اوران کی عظمت کو نہیں مٹا سکتے۔

(۷)

بزرگانِ دین کے عرس کی تقریبات ان کی تعلیمات کو عام کرنے کا ذریعہ ہیں۔یہی ان تقاریب کی روح ہے۔ان مواقع پر حاضرین کے سامنے ان بزرگوں کی تعلیمات کو پیش کرنا چاہئے۔غیر شرعی امور سے ان کو آگاہ کرکے روکا جائے۔اب تو یہ تقریبات ایک رسم بن کررہ گئی ہیں۔جو روح سے خالی ہیں۔بلکہ ان میں لوگوں کی دلچسپی کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔لوگوں کی کشش کے زیادہ سے زیادہ اسباب مہیا کئے جاتے ہیں۔ہم اس کو خالص مذہبی تقریب سمجھتے ہیں۔لوگوں کی اصلاح کیلئے اسے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

منعقد کرتے ہیں۔ تاکہ ان کے ایمان و ایقان میں تازگی پیدا ہو۔ اور ان کی توجہ اللہ تعالیٰ کی جانب ہو جائے۔

(۸)

لوگ تلاشِ معاش میں بیرونِ ملک جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ رجحان ایک وبا کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ لوگ اس کے لئے جعلی اسناد، بینک اسٹیٹمنٹ، پاسپورٹ وغیرہ کے حصول کے لئے ہر حیلہ بہانہ بروئے کار لاتے ہیں۔ یہ سب حیلے بہانے ایمان کی کمزوری کا نتیجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر کامل ایمان ہونا چاہئے۔ اور اس قسم کی حیلہ سازی سے پرہیز لازم ہے۔

(۹)

ایسی اولاد جس کے باعث انسان دین کو فراموش کر دیتا ہے، اور گناہ کو گناہ نہیں سمجھتا آخر میں اس کی جانب سے عدمِ توجہی کے باعث مایوسی حصے میں آتی ہے۔ آئے دن اس کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔ کتنے ہی ماں باپ اپنی اولاد کی بے وفائی اور سرد مہری کی شکایت کرتے نظر آتے ہیں۔

(۱۰)

ہوس وہ شاہراہ ہے جس کا دوسرا کنارہ نہیں۔ اگر آپ اس شاہراہ پر چل کر کسی حاجی صاحب (امیر آدمی) تک پہنچ گئے تو وہاں آپ کو اس سے آگے ایک اور بڑا حاجی نظر آئے گا۔ اور پہلا حاجی کوتاہ قد نظر آنے لگے گا۔ ممکن ہے وہاں تک پہنچنے سے پہلے زندگی ختم ہو جائے۔ ہوس کا تعاقب چھوڑو قناعت اختیار کرو۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بابِ ہفتم

اعترافِ عظمت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اعترافِ عظمت

چند اکابر کے تاثرات

حضرت خواجہٴ عالم قدس سرہ العزیز کی ذاتِ گرامی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی محبوبیت سے نواز رکھا تھا۔ اس ذاتِ پاک نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے مخلوق میں قبولیتِ عامہ رکھ دی تھی۔ ثُمَّ یُوْضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ کے آپ صحیح مصداق تھے۔ اپنے پرائے، دوست، دشمن سبھی آپ کے گن گایا کرتے تھے۔ ہر کوئی آپ کی مدحت میں رطب اللسان نظر آتا تھا اور آپ کی عظمتوں کا معترف تھا۔ ذیل میں چند اکابرِ ملت کے آپ کے بارے میں تاثرات درج ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت مولانا ابوالحسن زید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ دہلی کی خانقاہِ شاہ ابوالخیر میں مسند نشین تھے۔نسب اور طریقت ہر دو اعتبار سے مجددی تھے۔جامعہ ازھر سے فارغ التحصیل تھے۔اپنے زمانہ کے مشائخ نقشبندیہ مجددیہ سے آپ علمی اعتبار سے سب سے فائق تھے۔

۱۔ ڈھنگروٹ (کوٹلی) مسجد شریف میں قیام کے دوران ایک روز بعداز نمازِ ظہر الحاج سردار رحمت اللہ خان صاحب ایڈووکیٹ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا رحمت اللہ! ایک بات سچ بتاؤں پھر وقفہ کے بعد فرمایا رحمت اللہ! ایک بات سچ بتاؤں پھر فرمایا ایک بات سچ بتاؤں۔اس کے بعد گلہار شریف کی جانب اشارہ کر کے فرمایا:

جو کچھ یہ کر رہے ہیں دنیا میں کوئی نہیں کر سکتا۔

۲۔ ایک دفعہ فرمایا: میں مصر میں رہا۔افغانستان دیکھا اور ہندوستان بھی دیکھتا ہوں مگر ایسا سلسلہ میں نے کہیں نہیں دیکھا مسجدیں بن رہی ہیں اور سب آباد ہیں۔

۳۔ فرمایا: دہلی میں جب میں تصنیف و تالیف کے دوران تھک جاتا ہوں تو (پاکستان اور آزاد کشمیر کے) اِن مقامات کا تصور کر کے دل بہلا لیتا ہوں۔یہ میرے لئے روحانی تسکین کا باعث ہیں تھکان اور کلفت دور ہو جاتے ہیں۔

۴۔ امریکہ سے آپ کی خدمت میں آئے ہوئے ایک نومسلم جوڑے سے حضرت صاحبزادہ محمد معروف صاحب کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا:

His Uncle is a Great Peer in Pakistan.

۵۔ ایک دفعہ لاہور سے خانقاہِ سلطانیہ جہلم اور خانقاہِ فتحیہ گلہار شریف کا سفر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شروع کرتے ہوئے فرمایا: میں تو حضرت صاحب کے پاس جاؤں گا۔ مجھے ان سے محبت ہے اور انہیں مجھ سے محبت ہے اس لئے ان سے ملنے جاؤں گا۔ نہ کسی مسجد کو دیکھنے جاؤں گا نہ کچھ اور صرف ان سے ملنے جاؤں گا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

استاذ الاساتذہ مولانا عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ خیر آبادیہ کی طرزِ تدریس میں تمام ہم عصر علمائے کرام سے فائق تھے۔ ہزاروں شاگردوں کو اپنے فیض علمی سے بہرہ یاب فرمایا۔ استاذ الاساتذہ کے لقب کے صحیح معنوں میں مصداق تھے۔ چند تصانیف بھی آپ کی علمی یادگار ہیں۔ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ کے بارے میں چند مواقع پر جو فرمایا وہ ذیل میں درج ہے۔

۱۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خانقاہِ سلطانیہ جہلم میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ آپ کو رخصت فرمانے کیلئے کچھ دور تک تشریف لے گئے۔ الوداعی ملاقات کے وقت آپ نے حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی۔

"میرے شیخِ طریقت حضرت قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما چکے ہیں۔ اب آپ میرا خیال رکھیں۔"

۲۔ آپ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے خانقاہِ سلطانیہ جہلم حاضر ہوئے۔ واپس بندیال شریف جا کر اپنے طلبہ سے فرمانے لگے میں اب بھی دربار شریف کا لادیو کی تاثیر اپنے اندر محسوس کرتا ہوں۔ پھر فرمایا یہ نہ سمجھنا کہ وہاں میری خصوصی خدمت اور آؤ بھگت ہوئی ہے۔ میں وہاں لنگر کا عام کھانا دیگر سنگیوں کی طرح کھاتا رہا ہوں۔ یہ تعریف جذبۂ ممنونیت کے تحت نہیں کر رہا بلکہ حقیقت ہے جو محسوس کر رہا ہوں۔

۳۔ آپ نے حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کی خدمت میں ایک مکتوب میں یوں تحریر فرمایا:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عمر قال میں گذری ہے۔ اب اگر آخری عمر میں حال کا مزہ چکھ لوں تو زہے نصیب۔

۴۔ حضرت خواجہ عالم قدس سرہ العزیز نے کچھ تبرکات مولانا علامہ محمد فاروق بندیالوی صاحب کے ہاتھ حضرت استاد الاساتذہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں روانہ فرمائے۔ جب حضرت علامہ فاروق بندیالوی صاحب وہاں سے رخصت ہونے لگے تو حضرت استاد الاساتذہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا:

حضرتاں دے پیراں نوں ہتھ لا کے میرا اسلام عرض کریں۔ تے آکھیں میں بیمار ہاں۔ دعا فرماؤ اگر میرا دنیاں وچ رہنا بہتر ہے تے میں ول تھیں ویساں۔ مینوں یقین اے تساں دعا فرمائی تے میں ول تھی ویساں۔ اگر نہیں تے میرا ایمان تے خاتمہ تھی ونجے۔ ایہہ وی عرض کریں اس وقت میرے دوست وی تساں ہو، میرے بھائی وی تساں ہو، تے میرے باپ وی تساں ہو۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے رخصت فرمایا۔ واپسی راستہ میں کافی دیر تک آپ کے یہ الفاظ یاد کر کے میں روتا رہا۔ کیوں کہ اس طرح کے الفاظ میں نے کسی کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے نہ سنے تھے۔

۵۔ حضرت مولانا خادم حسین صاحب شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے دوران گفتگو حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا:

''اوہ اپنے زمانے دے بہوں وڈے نیک ہین۔ او تھے جا ہیں تے سلام عرض کرنا''

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ
اور
حضرت مولانا عبدالوہاب اچھروی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ شہرۂ آفاق مبلغ اسلام حضرت مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند تھے۔آپ جمعیت علمائے پاکستان کے برسوں صدر رہے۔غاصب وجابر حکمرانوں کے خلاف آپ کی تقاریر تیغ بے نیام کی حیثیت رکھتی تھیں۔ساری عمر نہ ظلم واستبداد کے سامنے جھکے نہ ہی اس سے دبے۔

مولانا محمد عبدالوہاب اچھروی رحمۃ اللہ علیہ مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ کے لائق فرزند تھے۔آپ نے تبلیغ اسلام کے لئے یورپ کی فضاؤں کا انتخاب فرمایا۔اور وہیں دفن ہونا نصیب ہوا۔

مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ ہالینڈ میں زیر تعمیر مسجد کے افتتاح کے بعد ایک ہسپتال میں علاج کیلئے داخل تھے۔مولانا محمد عمر اچھروی کے صاحب زادے مولانا عبدالوہاب صدیقی ان کی عیادت کیلئے آئے۔برادرِ طریقت حاجی محمد عبدالمجید صاحب بھی وہاں موجود تھے۔دورانِ گفتگو نورانی میاں فرمانے لگے۔

یہ ہالینڈ والی مسجد بھی ان شاءاللہ تعمیر ہو ہی جائے گی۔ہمارے پیر صاحب جو آزاد کشمیر میں رہتے ہیں وہاں مسجدیں بنوا رہے ہیں۔دینی کام کر رہے ہیں۔بہت بڑا کام وسیع پیمانے پر ہو رہا ہے۔نہ کوئی اشتہار ہے نہ پمفلٹ،خاموشی سے کام کر رہے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ سن کر مولانا عبدالوہاب صاحب فرمانے لگے:

آپ نے تو سنا ہے ہم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ وہاں تو ''ریا'' کی ''راء'' بھی نہیں پورے علاقے بلکہ ایشیا بھر میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت صاحب زادہ فیض الحسن آلومہاروی رحمۃ اللہ علیہ

سابق صدر جمعیت علمائے پاکستان

صاحب زادہ فیض الحسن رحمۃ اللہ علیہ آلومہار شریف کی نقشبندی مجددی خانقاہ شریف کے وارث تھے۔ خطابت کے میدان میں ان کا ثانی پیدا نہ ہوا۔ کچھ عرصہ تک جمعیت علمائے پاکستان کے صدر رہے۔

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کی مساجد اور مدارس کو دیکھ کر آپ نے فرمایا:

میں ہومیو پیتھی علاج بھی کرتا ہوں۔ اس سلسلہ میں لوگ خدمت بھی کرتے ہیں۔ اسمبلی تک میری تقریریں ہوتی ہیں۔ تعویذ بھی دیتا ہوں۔ اور سب سے بڑھ کر پیر بھی ہوں۔ پھر بھی زندگی کی گاڑی ٹھیک طرح نہیں چلتی۔ حضرت صاحب کے کاموں کی وسعت دیکھ کر گمان ہوتا ہے کہ کوئی دستِ غیب کارفرما ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت پیر محمد کرم شاہ ازھری رحمۃ اللہ علیہ بھیرہ شریف

حضرت پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھیرہ شریف کی چشتی خانقاہ شریف میں سجادہ نشین تھے۔ جامع ازھر کے فاضلین میں سے تھے۔ تقریر، تدریس اور تحریر ہر میدان میں صاحب طرز تھے۔ بھیرہ شریف کی شہرۂ آفاق دینی و علمی درس گاہ، تفسیر ضیاء القرآن اور سیرتِ نبویہ پر ضیاء النبی آپ کی علمی یادگار ہیں۔

۱۔ حضرت پیر محمد کرم شاہ ازھری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز کی تعمیر فرمودہ چند مساجد کو دیکھا تو فرمایا:

جس آدمی سے خدا نیک کام کرائے تو پتہ چلتا ہے کہ خدا اس پر راضی ہے کیوں کہ اس کے حکم کے بغیر پتہ بھی حرکت نہیں کرسکتا۔ آپ کا یہ طریقہ دیکھ کر پہلے لوگ یاد آجاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبا گئے تو مسجد بنوائی، آگے گئے تو مسجدِ نبوی کی بنیاد رکھی۔ مسلمان جہاں جہاں گئے مسجدیں بنواتے رہے۔ خدا ان کو سلامت رکھے اور صحتِ کاملہ عطا فرمائے۔

۲۔ مفتی محمد اعظم صاحب سے فرمایا:

بھیرہ شریف مدرسہ کی مسجد کیلئے جو پتھر لایا گیا ہے وہ مصلّے کے سائز کا ہے۔ آپ کے پیر صاحب کی اس مسکین پر بڑی شفقت اور توجہ ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ ہر پتھر پر ہر نماز کا ثواب مسجد کے ثواب کے برابر آپ کے پیر صاحب کو پہنچے۔ آپ کو معلوم ہی ہے کہ کسی وقت آپ کے ذریعہ میں نے ان تک خواہش پہنچائی تھی۔ عرصہ گذر گیا۔ مجھے گمان گذرا کہ شاید وہ دیگر مصروفیات کی وجہ سے بھول گئے ہیں۔ مگر انہوں نے اس مسکین کی بڑی حوصلہ افزائی کی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳۔ حضرت مولانا محمد کریم سلطانی صاحب نے بیان کیا کہ ضیاء الامۃ حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ جب پہلی مرتبہ ہمارے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کر کے واپس دارالعلوم پہنچے تو گیٹ سے داخل ہوتے ہی فرمایا:

''میں آج ایک شہبازِ طریقت کی زیارت کر کے آیا ہوں''

دوسرے دن جب ہم آپ سے سبق پڑھنے کیلئے حاضر ہوئے غالباً حسامی کا سبق تھا تو مجھے دیکھ کر ایک لحہ کے لئے سکوت فرمایا پھر ارشاد فرمایا:

تمہارے حضرت صاحب اگر اپنے آپ کو ظاہر کر دیں تو دنیا میں ''تھرتھلی'' مچ جائے اس کے بعد ایک شعر پڑھا۔

ہر گہر نے صدف کو توڑ دیا
تو ہی آمادہ ظہور نہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت مولانا مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ صدرالا فاضل مفسر قرآن حضرت مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز شاگردوں میں سے ایک تھے۔ اپنے استادِ گرامی کی یاد میں لاہور شہر میں ایک عظیم الشان دینی درس گاہ جامعہ نعیمیہ کے نام سے بنائی۔ عمر بھر حق کو حق اور باطل کو باطل کہا۔ اپنے زمانہ میں اسلاف کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔

حضرت مولانا مفتی محمد حسین نعیمی بانی جامعہ نعیمیہ لاہور ایک دفعہ خانقاہِ سلطانیہ میں حضرت قبلۂ عالم خواجہ محمد سلطانِ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کی تقریب میں حاضر ہوئے۔ ماحول کے تقدس وطہارت نے انہیں بہت متاثر کیا۔ اور حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ کی روحانی عظمت کا نقشِ دوام ان کے دل ودماغ میں مرتسم ہو گیا۔ درج ذیل واقعہ سے اس کا اظہار ہوتا ہے۔

فیصل آباد کے ماسٹر غلام رسول صاحب جب دوسری یا تیسری جماعت میں پڑھتے تھے تو انہوں نے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر ''شانِ اولیاء'' کے موضوع پرسنی تھی۔ اس تقریر نے ان کے ذہن پر دیرپا اثر کیا۔ جب وہ جوان ہوئے تو انہوں نے مفتی صاحب کی خدمت میں اس تقریر کے حوالہ سے خط لکھا اور اس میں تحریر کیا آپ میری رہنمائی فرمائیں کہ دورِ حاضر میں کسی اللہ کے بندے کا دامن تھام لوں۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جواب درج ذیل ہے۔

بخدمت جناب محبی فی اللہ،

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خداوند کریم آپ کی طلب میں اضافہ فرمائے اور ایسا شخص نصیب ہو جائے جو آپ کی رہنمائی فرمائے تا کہ آپ منزل تک پہنچ جائیں۔ محترم آپ جہلم شہر کے قریب ایک بستی ہے جس کو کالا دیو کہتے ہیں۔ اس میں ایک شخص کا نام قاضی محمد صادق مدظلہ العالی ہے فقیر کی نگاہ میں اس وقت اچھے لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ اللہ حامی وناصر ہو۔ فقط والسلام

جب ماسٹر صاحب موصوف کو علم ہوا کہ ان کے شہر فیصل آباد میں مفتی محمد امین مدظلہ العالی حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں تو انہوں نے حضرت مفتی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے خانقاہِ سلطانیہ کی مسجد کو دیکھ کر فرمایا:

اتنا بڑا کام صرف بادشاہ کر سکتے ہیں یا ایسی شخصیت جس کا تصرف غیب کے خزانوں پر ہو۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت مولانا محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی

مولانا محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں سے ہیں۔ آپ ایک دراز عرصہ تک اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر قائم دارالعلوم کے شیخ الحدیث رہے۔ تدریس، تصنیف اور تقریر ہر میدان میں ممتاز حیثیت کے حامل ہیں۔

جناب علی گوہر صاحب سرگودھا کے رہنے والے ہیں انہوں نے بتایا کہ سرگودھا مسجد میں میری ملاقات مولانا محمد اشرف سیالوی سے ہوئی وہ درس دے رہے تھے۔ فارغ ہونے پر میں نے ان سے پوچھا کہ ہر دور میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہوتے ہیں۔ جو مخلوقِ خدا کی رہنمائی کرتے ہیں۔ جیسے حضرت پیر صاحب گولڑوی، حضرت سید حیدر شاہ صاحب جلال پوری یا حضرت سیالوی رحمۃ اللہ علیہم۔ اس دور میں آپ کی نگاہ میں کوئی ایسا مرد ہے جو رہنمائی پر مامور ہو تو انہوں نے جواب دیا کوٹلی اگہار، (گلہار) شریف چلے جاؤ۔ جناب علی گوہر صاحب نے مزید بتایا کہ میں جس مسجد میں نماز پڑھتا ہوں وہاں کے امام صاحب نے بھی مجھے یہی بتایا تھا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی

حضرت علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی ایک بے مثل محقق عالمِ دین ہیں۔شرح صحیح مسلم،تبیان القرآن اورشرح صحیح بخاری آپ کے علمی شاہ کار ہیں۔

آپ حضرت مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ خانقاہِ سلطانیہ میں حاضر ہوئے۔حاضری کے بعد کسی مجلس میں فرمایا۔

میں اگر حضرت غزالی زمان مولانا احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید نہ ہوتا تو حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوتا۔

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ علمی دنیا میں بڑا مقام رکھتے ہیں۔آپ کی دینی و علمی خدمات نے آپ کے نام کو دوام عطا کر دیا ہے۔آپ حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ کے روحانی مقام و مرتبہ کے دل سے معترف تھے۔اگرچہ آپ خود متعدد سلاسل میں صاحب اجازت تھے۔لیکن پھر بھی انہوں نے حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں دلائل الخیرات کی اجازت کی درخواست کی۔آپ نے حضرت پروفیسر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی اجازت دی۔انہوں نے تحریری اجازت نامہ کی خواہش کا اظہار فرمایا تو حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگرچہ ہمارے ہاں تحریری اجازت ناموں کا رواج نہیں ہے۔لیکن آپ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے آپ کو تحریری اجازت دیتے ہیں۔ڈاکٹر اعجاز انجم لطیفی صاحب نے جناب ڈاکٹر صاحب کی ذات پر اپنے پی۔ایچ۔ڈی کے مقالہ میں بھی اس کا ذکر کیا ہے۔چناں چہ وہ تحریر کرتے ہیں۔

(آپ کو) سلسلہ مجددیہ کے معروف شیخ خواجہ محمد صادق (اگہار شریف آزاد کشمیر) سے دلائل الخیرات شریف کی اجازت ہے (پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ص ۸۷)

ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ علیہ نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ پر ایک کتاب ''جہانِ امامِ ربانی'' کے نام سے کئی ضخیم جلدوں میں مرتب فرمائی۔اور پھر ''باقیات جہانِ امام ربانی'' کے نام سے اس میں چند جلدوں کا مزید

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اضافہ فرمایا۔ باقیات جہانِ امامِ ربانی کی جلدِ ثالث کا انتساب آپ نے حضرت خواجہ عالم قدس سرہ کے نام سے ان الفاظ میں فرمایا۔

انتساب

آزاد کشمیر میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم پیشوا

خواجہ محمد صادق صدیقی کے نام

جن کی زندگی یادِ الٰہی، دینِ حقہ کی سربلندی، خدمتِ خلق میں مصروف اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت کے لئے وقف ہے۔

جن کا انداز مشائخ طریقت میں یکتا و یگانہ ہے۔

وہ آنکھوں میں نہیں، دل میں سماتے ہیں۔ ان کا انداز محبوبانہ ہے۔

وہ مہمان نواز ہیں۔ دل دار و دل ربا ہیں۔ جس نے بیعت کی متبع سنت ہوگیا۔ سلف صالحین کی راہ پر چل دیا۔

وہ سراپا عمل ہیں۔ سادگی و خلوص کا پیکر ہیں۔ تین سو مساجد نظامِ سلطانیہ کے تحت تعمیر کیں اور کرائیں۔ جو سب کی سب آباد ہیں۔ نماز باجماعت ہوتی ہے۔ اکثر میں حفظ و ناظرہ اور بعض میں درسِ نظامی کا اہتمام ہے۔

جن کی سرپرستی میں بارہ سو مقامات پر تراویح کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور حافظات و قاریات گھروں میں الگ قرآن کریم سناتی ہیں۔

جنہوں نے ملک و بیرون ملک سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مزارات پر قبے تعمیر کرائے تاکہ زائرین اطمینان سے حاضری دے سکیں۔ ازبکستان کے دور دراز علاقوں میں مزارات تعمیر کرائے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ کے فیض سے کوٹلی (آزاد کشمیر) مدینۃ المساجد بن گیا جدھر دیکھو
مسجدیں ہی مسجدیں، پہاڑوں پر، میدانوں میں سڈول گنبد، خوبصورت مینارے
دعوتِ نظارہ دے رہے ہیں۔

جن کی قیام گاہ مسجد الفردوس کے معمولات دیکھ دیکھ کر عہد نبوی صلی اللہ علیہ
وسلم کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

جن کے اعراس میں نہ غل شور، نہ ہجومِ زناں، نہ دیگر خرافات، سکوت ہی
سکوت، خاموشی ہی خاموشی، حال میں ماضی کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

نام ونمود نام کو نہیں۔ خدمت ہی خدمت، اخلاص ہی اخلاص، عمل ہی عمل،

جن کے فرزندانِ گرامی، نبیرگانِ عالی اعلیٰ، علم و دانش سے آراستہ صاحبِ
شریعت وطریقت ہیں یہی ان کا امتیاز ہے یہی ان کی پہچان ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ اہلِ سنت کے مایہ ناز عالم دین، صاحبِ تصنیف بزرگ باعثِ افتخار مناظر اور شیریں زبان واعظ و متکلم تھے۔ آپ سالہا سال تک حضرت قبلہ عالم خواجہ محمد سلطانِ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف میں تشریف لاتے رہے اور اپنے مواعظِ حسنہ سے حاضرین کے دلوں کو منور فرماتے رہے۔ آپ خود ہی اس عرس مبارک میں شریک ہوتے کسی قسم کی دعوت نہ دی جاتی تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں نئے سال کی ڈائری خریدتا ہوں تو خود ہی نو مئی کی تاریخ عرس شریف میں شرکت کیلئے وقف کر دیتا ہوں۔

ایک دفعہ صوفی شوکت حسین مرحوم و مغفور نے اپنے گاؤں میں جلسہ کرانے کا ارادہ کیا۔ اور اس کے لئے حضرت مولانا محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ کو مدعو کرنا چاہا۔ چوں کہ صوفی صاحب کو دربارِ عالیہ سے غایت درجہ کی عقیدت تھی اس لئے آپ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جلسہ کی اجازت اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو اس میں تقریر کرنے کیلئے اجازت حاصل کی پھر وہ لاہور میں حضرت مولانا محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے آپ سے تاریخ حاصل کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ تو حضرت مناظر اسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''ان کو کب فقیر کی ضرورت ہے۔ فقیر تو وہاں خود ہی حاضر ہوا کرتا ہے۔''

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ جب بیمار اور علیل تھے اور ان کے آخری ایام تھے خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی بیمار پرسی کیلئے بابو دین محمد صاحب کو روانہ فرمایا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب ان کے مکان پر پہنچے دستک دی ایک بچی آئی اس سے مولانا صاحب کے متعلق پوچھا اور ملاقات کا ارادہ ظاہر کیا اس بچی نے کہا کہ وہ ملاقات نہیں کرتے بابو صاحب نے کہا میرے متعلق بتلاؤ تو سہی وہ بچی دوبارہ گئی تو مولانا نے پوچھا کہاں سے آئے ہیں۔ میں نے دربارِ عالیہ کا نام لیا تو مولانا دیوار کے سہارے باہر تشریف لائے میں نے عرض کیا کہ آپ وہاں ہی تشریف رکھتے میں حاضر ہو جاتا۔ مولانا نے جواباً فرمایا آپ نے جس جگہ کا نام لیا ہے اس کی وجہ سے ہم نے یہ گوارا نہیں کیا کہ وہاں ہی بیٹھے رہیں۔ پھر فرمایا کہ پہلے محمد عمر کے پاس کوئی تقریر کرانے کیلئے یا مناظرہ کرانے کیلئے آتا تھا لیکن اب جو بھی آتا ہے وہ خالصتاً اللہ کی رضا کیلئے آتا ہے۔

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مولانا مرحوم سے اتنا دلی تعلق تھا کہ آپ کے وصال کے بعد عرس مبارک پر علماء کی تقاریر کا سلسلہ بند فرما دیا۔ اب ہر سال عرس مبارک کی محفل 9 مئی کو منعقد تو ہوتی ہے لیکن اس موقع پر کسی کی تقریر نہیں ہوتی۔ صرف تحریر شدہ مقالہ پڑھا جاتا ہے جس کا دورانیہ چند منٹوں پر محیط ہوتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

استاذ الاساتذہ حضرت قاضی غلام محمود ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے تمام عمر دینی خدمات کے مختلف شعبوں یعنی تدریس، تصنیف، امامت وخطابت میں بسر کی۔ متعدد علمی مراکز میں تدریسی فرائض انجام دیتے رہے آخر میں جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو میں شیخ الحدیث رہے۔ عمر کا ایک حصہ جہلم میں گذارا جہاں جامع مسجد عیدگاہ میں خطیب اور دارالعلوم اہلِ سنت مشین محلہ نمبر 1 میں مدرس رہے۔ آپ کے مرید جناب صوفی محمد اکرم صاحب جہلمی نے حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں متعدد مواقع پر جو تاثرات سنے ان ہی کے قلم سے ذیل میں درج ہیں۔

۱۔ کالا دیوشریف پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے جو حضرت صاحب خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں آ کر ڈیرہ بنایا ہے۔

۲۔ آپ وقت کے بسطامی ہیں اور مقبول بارگاہِ خداوندی ہیں۔ ایسے مردانِ خدا صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں جب تشریف لاتے ہیں تو اگلوں پچھلوں کی خبریں لیتے ہیں۔ اگلوں سے مراد یہ کہ آپ نے بہت سے بزرگوں کے مزارات تعمیر فرمائے اور پچھلوں سے مراد آپ نے بزرگوں کی اولادِ پاک کی ہر قسم کی خبر گیری فرمائی۔ مثلاً ان کو اپنے ہاں مہمان مدعو فرمایا اور ان کی اعلیٰ مہمان نوازی فرمائی اور تحائف پیش فرمائے۔

۳۔ آپ وقت کے قطب ہیں بلکہ سینئر قطب ہیں۔ جیسے ظاہری نظام حکومت میں تمام اختیارات وزیر اعظم کے پاس ہوتے ہیں اسی طرح روحانی نظامِ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حکومت میں تمام اختیارات سینیئر قطب کے پاس ہوتے ہیں۔ تمام کام ان کے ذریعے ہی ہوتے ہیں۔

۴۔ آپ کو روحانی نظامِ حکومت میں جو اتنا بلند مقام حاصل ہوا ہے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کی مناسبت کا بہت عمل دخل ہے کہ جیسے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیمی میں پرورش پائی اسی طرح حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والدِ ماجد اس وقت وصال فرما گئے جب آپ بچے تھے۔

۵۔ ایک دفعہ مجھے (صوفی اکرم صاحب کو) حضرت خواجہ عالم قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خیریت دریافت فرمائی۔ جب میں نے عرض کیا کہ کیا خط مبارک ملا ہے جس میں تحریر تھا کہ میں گھر پر نہ تھا کوئی آیا چمڑے کا صندوق چیر پھاڑ کر مبلغ چھ ہزار روپیہ نکال کر لے گیا ہے؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ بینک والے جو ساتھ پیسے دیتے ہیں وہ کسی کی مرضی ہے لے یا نہ لے۔ پیسے بینک میں رکھنے چاہیں۔ اس کے بعد جب میری ملاقات حضرت قاضی صاحب سے ہوئی تو میں نے آپ کا ارشاد مبارک عرض کیا تو بار بار پوچھتے تھے کہ جناب نے کیا فرمایا ہے میں بار بار وہی عرض کرتا۔ آپ خوشی کا اظہار فرماتے مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے آپ کا کوئی مشکل اور پیچیدہ مسئلہ حل ہو گیا ہو۔

۶۔ صوفی محمد اکرم صاحب جہلمی کا بیان ہے کہ مجھے خواب آیا کہ ایک شخص حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی جانب اشارہ کر کے کہہ رہا ہے کہ یہ وقت کے قطب ہیں۔ میں نے یہ خواب حضرت قاضی غلام محمود رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیان کیا تو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ نے فرمایا تمہارا خواب سچا ہے۔

۸۔ جناب قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور صوفی محمد طفیل صاحب کے گھر تشریف فرما تھے۔ ایک محمد نواز نامی بندہ آیا اس نے جناب قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص محمد رب نواز سے عرض کیا کہ میں نے بیعت ہونا ہے میری عرض پیش کریں۔ جناب قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دو دفعہ فرمایا میں اکثر بیعت نہیں کرتا۔ محمد نواز نے اصرار کیا کہ میں نے ضرور بیعت ہونا ہے۔ اس پر جناب قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس سے پوچھو تم کام کیا کرتے ہو۔ اس نے پوچھنے پر بتایا کہ مجھ سے کوئی سوال یا بات پوچھی جائے میں حساب لگا کر صحیح جواب دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اس کو اندر بلاؤ۔ جب وہ اندر آیا تو آپ نے فرمایا تم بتاؤ کہ وقت کا قطب کون ہے۔ اگر تم نے بتا دیا تو میں تمہیں بیعت کرلوں گا۔ اس نے حساب لگایا۔ اور بتایا کہ وقت کے قطب کا پتہ ملک آزاد کشمیر، ضلع کوٹلی، بمقام اگہار شریف ہے۔ اور نام محمد صادق ہے۔

اس پر جناب قاضی غلام محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو فرمایا کہ یہ تم نے صحیح بتایا ہے۔ یہ بات کامل ولی اللہ بتا سکتا ہے یا تمہارا حساب۔ پھر اس کو بیعت فرمالیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے تحریر فرمایا:

بقیۃ السلف، زبدۃ الاولیاء حضرت خواجہ محمد صادق دامت برکاتہم العالیہ آستانہ عالیہ جامع مسجد الفردوس گلہار کوٹلی آزاد کشمیر میں تشریف فرما ہیں۔ اگر انہیں موجودہ دور کے اولیاء میں گلِ سرسبد کہا جائے تو مبالغہ نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔

حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ کی سب سے بڑی کرامت تو دینِ متین اور سنتِ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر استقامت ہے۔ سالہا سال سے ایامِ ممنوعہ کے علاوہ ہمیشہ روزے سے رہنا، اکثر اوقات ذکرِ الٰہی میں مصروف رہنا، پنج وقتہ نماز باجماعت ادا کرنا، تہجد، اشراق اور اوابین باقاعدہ ادا کرنا، ختم خواجگان میں ہر روز نمازِ فجر اور نمازِ عصر کے بعد شریک ہونا، ان کے معمولات میں سے ہے۔ مختصر یہ کہ مشائخ متقدمین کی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔

کئی سال سے آپ آنے والے احباب اور مریدین سے ملاقات نہیں فرماتے، ان کا کنٹرول اتنا مضبوط ہے کہ آپ نماز کیلئے آتے ہیں اور جس خاموشی سے آتے ہیں اسی خاموشی سے واپس اپنے حجرے میں چلے جاتے ہیں۔ کسی کی مجال نہیں کہ آگے بڑھ کر مصافحہ کی کوشش کرے۔ اس تجرد اور خلوت نشینی کے باوجود آنے والے ایک ایک مرید اور زائر کی خیریت بذریعہ خادم معلوم کرتے ہیں۔ اسے ہدایات دیتے ہیں۔ اور اس کے سوالات کے جوابات دیتے ہیں۔ حد یہ کہ مہمانوں کے کھانے کی

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک ایک پلیٹ آپ کے ملاحظہ سے گذر کر مہمانوں تک پہنچتی ہے۔

ایک محیر القول کرامت یہ ہے کہ آزاد کشمیر، پاکستان اور دنیا کے مختلف ممالک میں اب تک آپ نے تین سو سے زائد مساجد تعمیر کروائی ہیں۔ ان تمام مساجد میں تعلیمِ قرآن کا بندوبست موجود ہے۔ بعض مقامات پر حفظِ قرآن مجید اور درسِ نظامی کی تدریس کا انتظام فرما رکھا ہے جس میں ہزاروں طلباء بیک وقت زیرِ تعلیم ہیں جن میں ائمہ، مدرسین اور خطیب کا تقرر آپ خود کرتے ہیں۔ بلکہ آزاد کشمیر، پاکستان اور دوسرے ممالک میں بھی آپ نے مسجدیں تعمیر کروائی ہیں۔ مزارات شریفہ بنوائے اور دینی ادارے قائم کیے اور لطف کی بات یہ ہے کہ ان مساجد اور مدارس کی تعمیر کیلئے نہ تو چندہ جمع کرنے کا انتظام ہے اور نہ ہی اپیل ہے۔

علاوہ ازیں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے اور دور دراز کے رہنے والے علماء آپ کی دعاؤں کے ساتھ ساتھ آپ کے تحائفِ خسروانہ سے بھی مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ راقم بھی ان نیاز مندوں اور فیض یافتگان میں شامل ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

(تقدیم بر "فتاوی مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور")

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا خادم حسین صاحب تحریر فرماتے ہیں:

آپ حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے دربارِ عالیہ میں حاضر ہوئے۔ واپسی پر آپ نے ارشاد فرمایا:

''میں نے نفسانیت نام کی کوئی چیز وہاں نہیں دیکھی''

دوسرے موقع پر آپ نے فرمایا:

''قبلہ حضرت صاحب کی بات چھوڑیئے وہ تو ہفت اقلیم کے مالک ہیں۔

تحقیق الحق المبین (ترجمہ اردو) صفحہ ۱۹

شائع کردہ خانقاہِ سلطانیہ جہلم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باب ہشتم

باقیاتِ صالحات

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اولادِ پاک

حضرت خواجۂ عالم قدس سرہ العزیز نے دو نکاح کیے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر دو مائی صاحبان رحمۃ اللہ علیہا سے آپ کو اولاد کی نعمت سے نوازا تھا۔ پہلی مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا سے آپ کے ہاں چھ اولادیں ہوئی جن میں سے تین تا حال زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت و عافیت اور نیکی کی توفیق کے ساتھ لمبی زندگیاں عطا فرمائے۔ باقی تین وصال فرما چکے ہیں تفصیل ذیل میں درج ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی شادی کے چند سال بعد آپ کے ہاں ایک صاحب زادہ صاحب کی ولادت ہوئی۔ ان کا نام سلطان محمود رکھا گیا۔ جو صرف پانچ روز زندہ رہ کر داغِ مفارقت دے گئے۔ اور خانقاہ مبارکہ چھچیاں شریف میں دفن ہوئے۔

اس کے بعد ایک اور صاحب زادہ صاحب ولادت سے قبل ہی شکمِ مادر میں وفات پا گئے۔

ان دو صاحب زادگان رحمۃ اللہ علیہما کے بعد یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ ان میں سے بڑی صاحبزادہ حسنات احمد صاحب اور چھوٹی صاحب زادہ محمد طاہر صاحب کی والدہ ماجدہ ہیں۔

ان دو صاحب زادیوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک فرزند سے نوازا جن کا نام محمد زبیر رکھا گیا۔ لیکن وہ بھی بائیس روز زندہ رہ کر والدین کریمین کے لئے فرط، اجر اور ذُخر بن کر دنیا سے رحلت فرما گئے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ۹۔صفر المظفر ۱۳۷۷ھ/۴ ستمبر ۱۹۵۷ء بدھ کے دن آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک اور فرزند سے نوازا۔ان کا اسمِ گرامی محمد عبدالواحد رکھا گیا جو آج حاجی پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے عرف سے معروف ہیں۔آپ خانقاہِ سلطانیہ جہلم میں مخلوقِ خدا کی دینی وروحانی رہنمائی میں مصروف ہیں۔

دوسری گلہار شریف والی مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے بطن سے صاحب زادہ پیر محمد زاہد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔آپ گلہار شریف میں حضرت خواجہٴ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی مسندِ ارشاد پر متمکن ہیں۔

حضرت خواجہٴ عالم قدس سرہ العزیز کے ہر دو صاحب زادگان قرآنِ مجید کے حافظ، قاری اور عالمِ باعمل ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ہر دو کو ظاہری شکل وصورت، حسن وجاہت اور اخلاقی طہارت وتقوی کی نعمتوں سے سرفراز فرما رکھا ہے۔ ہر دو نے سلوکِ مجددیہ اپنے والدِ گرامی کی نگرانی میں طے کر کے خلافت کا تاج پہن رکھا ہے۔ دونوں ہی اپنے اپنے مرکز میں مخلوقِ خدا کی دینی اور روحانی رہنمائی کا پاکیزہ فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے انہیں مخلوق میں قبولیتِ عامہ عطا کر رکھی ہے۔ اپنے والد گرامی قدس سرہ العزیز کے خلفِ صدق اور اپنے اسلاف اور مشائخِ کرام کے لئے قابلِ صد افتخار ہیں اللہ تعالیٰ مزید ترقیات سے سرفراز فرمائے۔

مئی ۲۰۰۳ء میں حضرت خواجہٴ عالم قدس سرہ العزیز نے حضرت قبلہٴ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر احبابِ طریقت کے نام ایک خصوصی پیغام جاری فرمایا۔جو عرس مبارک کی تقریب میں پڑھ کر سنایا گیا۔اس میں آپ نے ارشاد فرمایا:

"سلسلہ شریفہ کی راہنمائی کیلئے بندہ کے دو بیٹے حافظ محمد عبدالواحد صاحب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور حافظ محمد زاہد صاحب موجود ہیں۔ ماشاء اللہ دونوں صاحبِ ارشاد، صاحبِ علم وفضل اور اہلِ تقویٰ ہیں۔ وہ ان شاء اللہ سنگیوں کی تربیت کے فرائض بطریق احسن انجام دے سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلائے اور دین کی خدمت قبول فرمائے۔" (مقالات ص ۲۳۴)

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خلفائے کرام

۱۔ حضرت حاجی پیر صاحب مولانا محمد عبدالواحد دامت برکاتہم العالیہ

۲۔ حضرت صاحبزادہ الحاج مولانا محمد زاہد صاحب دامت برکاتہم العالیہ

۳۔ حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب مدظلہ العالی

۴۔ حضرت مولانا محمد نذیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ خانقاہِ سلطانیہ

۵۔ حضرت صاحبزادہ محمد معروف صاحب مدظلہ العالی

۶۔ حضرت سید محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہاری شریف

۷۔ حضرت صاحبزادہ ابوالطاہر محمد نقشبند صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ حضرت میاں محمد نذیر صاحب ملہ ورکاں رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ حضرت صاحبزادہ منظور حسین صاحب مدظلہ العالی سرکال ضلع چکوال

۱۰۔ مولانا قاری محمد بشیر صاحب مدظلہ العالی

۱۱۔ صوفی رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساہنا (پھالیہ)

۱۲۔ شیخ حسام الدین الاحمد صاحب شامی مجددی مدظلہ العالی

۱۳۔ مفتی محمد علیم الدین نقشبندی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قطعاتِ تاریخِ وصال

حضور خواجۂ عالم خواجہ محمد صادق نقشبندی مجددی صدیقی قدس سرہ العزیز

رازِ ہستی کے رازدار و امیں
ہمتِ اُو نشانِ عزم و یقیں
اُن کا ثانی کہاں سے لائے کوئی
نادرِ روزگارِ گوشہ نشیں

۱۴۳۰ھ

عجب لطف و عنایت ہر کسی پہ
تھی اُن کی بادشاہت ہر کسی پہ
تمیزِ بندہ و آقا نہیں ہے
یگانہ دستِ شفقت ہر کسی پہ

۱۴۳۰ھ

اخلاص و پیار و خوبی اُن کی سرشت میں ہیں
موتی کرم عطا کے سب اُن کی طشت میں ہیں
باغ عدن کا وعدہ خالدؔ اُنہیں ہے زیبا
وہ جانِ جاں بلوریں باغ بہشت میں ہیں

۲۰۰۸ء

از: خالد محمود بخاری ایم۔اے

Marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari